لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هٰذَا بَلاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۲	کلکته : جمعه - ۱۸ محرم سنه ۱۳۳۴ هجري . Calcutta : Friday, 26 November. 1915.	جلد ۱

ترجمان القرآن

یعني قران حکیم کا اردو ترجمه ' از خامۂ ایڈیٹر الهـــلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ' اور یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معني خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' ان سے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

"كتاب مرقوم يشهده المقربون" (٨٣ : ١٨)

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [٨٣ : ٢٣]

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(١) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اُردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاھیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اُردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(٢) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاھیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(٣) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و مجالف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقران کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاھد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(٥) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(٦) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاھیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں ' وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(٧) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (٥٠٠) صفحات !

(٨) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری ' چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (٩٩) اور چوتھی جلد میں (١٢٥) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(٩) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

Tel. Address: "Alualagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
43, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس قلم و تحریر
احمد المکنّی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
شش ماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۲

کلکتہ : جمعہ - ۱۸ محرم سنہ ۱۳۳۴ ھجری
Calcutta : Friday, 26 November, 1915.

جلد ۱

مالا بد منہ

(۱) دفتر کي مالي مشکلات اور دقتوں کا حال احباب کرام سے پوشیدہ نہیں : (ع) تا چند بگویم کہ چساں ست و چساں نیست ؟

اس عاجز نے کسي طرح کي مالي اعانت دوستوں سے نہیں لي' اور کبھي اسے پسند نہ کیا کہ قیمت کے علاوہ اور کوئي بار پبلک پر ڈالا جاے - اس اصول کي وجہ سے جو جو مشکلیں برابر پیش آتي رهیں' همیشہ انہیں خاموشي کے ساتھہ جھیلا - حتی کہ کبھي دنیا کو انکي خبر بھي نہیں دي - کیونکہ مصیبتوں کي خبر صرف انھي کو دیني چاهیے جنکے پاس انکا علاج هو - اور اس اعتبار سے صرف ایک هي ذات هے جو مصیبتوں کو دور کرتي اور پکارنے والوں کو جواب دیتي هے : الذي خلقني فهو يهدين ' و الذي هو يطعمني و يسقين ' و اذا مرضت فهو يشفين ' و الذي يميتني ثم يحيين ' و الذي هو اطمع ان يغفر لي خطيئتي يوم الدين (۲۶ : ۷۸) سو اس قدوس ذات کا حال یہ هے کہ اسے خبر دي جائے یا نہ دي جائے' اسکے آگے اپنا افسانۂ غم لیجائیں یا نہ لیجائیں ' اسکے سامنے اپنے زخموں کي پٹي کھولیں ' نہ کھولیں ' اسکي آنکھیں هر حال میں سب کچھہ دیکھہ رهي هیں ' اور اسکے کان صحت و مرض ' راحت و رنج ' امن و مصیبت ' هر حالت کي صدائیں سن رهے هیں : ان ربك لبالمرصاد (۸۹ : ۱۳) . الم يعلم بان الله يرى ؟ پھر جب ایک ایسا سمیع و بصیر آقا موجود هو' تو اسکي چوکھٹ کے غلاموں کیلیے کب جائز هے کہ اپنے هي جیسے درماندوں اور عاجزوں کے آگے اپنا دکھڑا لیجائیں ؟ یا انکي طرف ایک لمحہ کیلیے نظر بھي اٹھائیں ؟ وہ بلا شبہ اسکي چوکھٹ کے غلام هیں - لیکن اس چوکھٹ پر جسکا سر جھک گیا' پھر وہ دوسروں کیلیے شہنشاہ و حکم فرما بن جاتا هے' جس سے مانگا اور لیا جاسکتا هے ' پر وہ کسي سے نہ کچھہ مانگتا هے اور نہ لیتا هے : و من يتوكل على الله فهو حسبه !

(۲) صرف اس ایک هي بات پر غور کیجیے کہ اتنے عرصہ کے التواء و انتظار و تحمل مصارف مستمرہ کے بعد پریس جاري هوا ' لیکن پرچہ کے نکلنے سے کسي طرح کي نئي مالي آمدني دفتر کو نہیں هوسکتي - خریداروں میں بڑي تعداد اُن حضرات کي هے جو پیشگي قیمت ششماهي یا سالانہ پہلے هي بھیج چکے هیں' اور اب انکے اسي قرض میں رسالہ انکے نام جاري کردیا گیا هے - چھہ ماہ یا سال بھر تک انسے کوئي نئي قیمت وصول نہوگي اور نہ وصول هوني چاهیے - پس ایسي حالت میں ظاهر هے کہ سال بھر یا اقلاً چھہ ماہ تک تو پرچہ قطعاً بغیر کسي نئي آمدني کے جاري رکھنا پڑیگا - اسکے بعد کہیں خریداروں سے قیمت وصول هوگي -

(۳) هم اسکے لیے الحمد للہ کہ مستعد هیں' اور اگر مستعد نہ هوتے تو یہ سلسلہ جاري نہوتا - لیکن اگر آپکا جی چاهے تو چند

منٹ تک اس کیلیے اسپر غور کرلیجیے کہ رسالہ جاري کرکے هم نے دو تین هزار روپیہ سے زیادہ کا ماهوار خرچ اپنے اوپر لے لیا هے ' حالانکہ چھہ ماہ تک کوئي نئي آمدني پریس کو نہوگي اور محض پچھلے حساب میں پرچہ جاري رکھنا پڑیگا -

(۴) هم کسي طرح کا بار احباب پر نہیں ڈالنا چاهتے - صرف یہ چاهتے هیں کہ وہ ان مشکلات پر نظر ڈالیں' اور اقلاً اتنی کوشش ، اگر انپر گراں نہو تو کریں کہ نئے خریدار پیدا کیے جائیں ' اور انسے بارہ روپیہ سالانہ یا پونے سات روپیہ ششماهي قیمت بھجوائي جاے - ممکن هے کہ اسطرح همیں ان مشکلات میں کچھہ مدد ملے -

(۵) ایک صورت پریس کے مدد کي یہ هے کہ تفسیر " البیان " کے اجزا ماهوار شائع هوا کرینگے' اور " ترجمان القرآن " پتھر کي چھپائي میں زیر طبع هے - اگر شائع هونے کے بعد وہ ان کتابوں کو لینے والے هوں تو صرف اتني عنایت کریں کہ انکی پیشگي قیمت بذریعہ مني آرڈر اسي وقت جلد سے جلد بھیجدیں - اسطرح اگر ایک اچھي رقم آگئي تو اس سے پریس کو اپنے کاموں میں مدد ملیگي - یہ پیشگي ترسیل بھي هم بلا معاوضہ کے نہیں چاهتے - حالانکہ اگر چاهتے تو کم سے کم اسکا حق تو ضرور رکھتے تھے - پیشگي قیمت بھیجنے والوں کیلیے قیمت میں تخفیف کردي گئي هے اور اسطرح خریداروں کیلیے اسمیں ایک مالي فائدہ بھي هے -

(۶) یہ واضح رهے کہ پیشگي قیمت بھیجنے کا مطلب یہ نہیں هے کہ آپ ایک کارڈ اٹھاکر بھیجدیں کہ " جب شائع هو' وي پي کردیجیے گا " یہ بالکل بے سود هے ' اور اگر یہي کرنا هے تو براہ کرم اپنا ایک پوسٹ کارڈ بھي ضائع نہ کیجیے - جب یہ کتابیں شائع هوجائینگي ' آپ بھي خرید لیجیگا - پیشگي سے تو مقصود یہ هے کہ اسي وقت بذریعہ مني آرڈر قیمت روانہ کیجیے' اور اگر یہ کام مفید هے تو دوسروں کو بھي ترغیب دیکر قیمتیں بھجوائیے -

(۷) اگر لوگوں کے پاس دل اور دماغ هو' اور اگر انھوں نے حقیقي طور پر مسلمانوں کے مرض اور اسکے علاج کو سمجھا هو' تو انکے لیے اسکي تشریح ضروري نہیں کہ ترجمان القرآن کیا چیز هے ؟ اور اسکي اشاعت سے بڑھکر اور کوئي اسلامي خدمت هوسکتي هے یا نہیں ؟ - اگر اللہ تعالی اس حقیقت کے فہم کیلیے آپکے قلب کو کھول دے اور توفیق دے' تو آپکے سامنے آپکے مال و دولت کا سب سے بڑا مصرف موجود هے - یعني ترجمان القرآن کي زیادہ جلدیں خرید کر آپ مسجدوں میں ' مدرسوں میں ' علماء میں ' واعظین میں ' کتب خانوں اور کلبوں میں مفت تقسیم کرسکتے هیں - اسي سبب سے اسکي قیمت بہت هي کم رکھي گئي هے - البتہ یہ ایک ایسي چیز هے جسکي توفیق صرف انھي بندوں کو ملیگي جنکے روپیہ کو خدا نے اپني راہ میں خرچ هونے کیلیے چن لیا هے - ورنہ انفاق في سبيل الطواغيت و الشياطين کي اتني راهیں آجکل کھلي هوئي هیں کہ ان سب سے آنکھیں بند کرکے حقیقي ربانی کاموں کي طرف آنا بہت هي مشکل هو گیا -

البلاغ

فاتحة " البلاغ "

(٢)

يا ايها الذين امنوا! استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم' و اعلموا ان الله يحول بين المرء و قلبه و انه اليه تحشرون - و اتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصه' و اعلموا ان الله شديد العقاب - و اذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فاواكم' و ايدكم بنصره' و رزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون - يا ايها الذين امنوا! لا تخونو الله والرسول وتخونوا اما ناتكم و انتم تعلمون - و اعلموا انما اموالكم و اولادكم فتنه' و ان الله عنده اجر عظيم - يا ايها الذين امنوا! ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا' و يكفر عنكم سيئاتكم' و يغفرلكم' والله ذوالفضل العظيم!

(٨ : ٢٣)

تلك ايات الكتاب المبين' تنزيل من رب العالمين' هدى و بشرى للمومنين' نزل به الروح الاميــــن' على قلب محمد خاتم النبين' ليكون من المنذرين' و انه لتذكرة للمتقين' و انه لحســـرة على الكافرين' و انه لحق اليقين؛ يذكر بها " البــــلاغ " قرائه على راس السنة الرابع و الثلاثين' ليتــذكروا ان في الكون ظلمة و نورا' و كلما خبيثا وكلما ماثورا' و عملا سيئا و عملا مبرورا' و من اراد الاخرة و سعي لها سعيهـــا و هو مومن فاولئك كان مشكورا (١٧ : ٢٠) و ان تكونوا صالحين فانه كان للاوابيـــن غفورا (١٧ : ٢٧)

و ليتذكروا ان للامم حياة و موتا' و ان في الناس مكرا و فتنا - و ان للحياة دعوة يخاطب بها الاحياء' و ان لها فتنة من قبل الكبراء والرؤساء - و ان العاقبة للمتقين' و ان كانوا مستضعفين' و لا عدوان الا على الظالمين: وكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩) وكذالك جعلنا في كل قرية اكابر مجرميها ليمكروا فيها و ما يمكرون الا بانفسهم و ما يشعرون! (٦ : ١٢٣)

ليتذكروا ان من يدعو الى الحياة فهو يدعو الى الاستقلال و المســـاواة' و من يدعو الى الحق فهو مقاوم للباطل - و ان ابغض الاشياء الى الرؤساء المستبدين' و امراء الضالين' و علماء المقلدين' استقلال الفكر و التساوي بين الناس في الحقـــوق - و ابغض الناس الى الكبراء المتــــرفين' من يدعو الى نصرة الحق و مقاومة الباطل' و الى جعل التفاضل بين الناس بالاعمال و الفضائل - فالسادات العالون' و الكبراء المستكبرون' و الرؤساء الغارون' و الهداة الضالون' و المرشدون الدجالون' و جنود ابليس اجمعون' اعداء المصلحين في كل زمان' و خصماء الحق و السعادة في كل مـــكان - غرورا بالقـــوة الشيطانية و طغيـــانا بالغني' و استكبارا في الارض و مكرا السئي' و لا يحيق المكر السي الا باهله' فهل ينظرون الا سنة الاولين؟ فلن تجد لسنة الله تبديلا' و لن تجد لسنة الله تحويلا - او لم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم؟ و كانوا اشد منهم قوة و ما كان الله ليعجزه من شي في السموات و لا في الارض' انه كان عليما قديرا - (٣٥ : ٤١)

و ليتذكروا ان انتقال الامم من حال الى حال' لا يكون من الرؤساء المترفين' و لا بالاعتماد على الامراء الفاسقين' و المقلدين الجاهلين' و المرشدين الضالين - و انما يكون بتغير افراد الامة ما بانفسهم من الافكار و العقائد' و طلب المصالح و درء المفاسد - وتذكروا ان المسلمين غيروا ما كان بانفسهم في اول نشاءتهم بالتدريج' فغير الله ما كان بهم من عزة الحياة و القوه' و سيادة العدل و الفضيله - و لن يغير ما هم الان فيه' الا بعد الرجوع الى ما كانوا عليه - و شرطه قلع جراثيم التقليد و اجتثاث شجرة التعصب للمذاهب - و اساسه جمع كلمة الامه' و تحقيق معني الوحدة' و الاعتصام بالكتاب و السنة - " فالبلاغ " يدعوهم الى " الاصلاح الديني " قبل كل شي' لانه يتوقف عليه كل شي - فانه لا يصلح اخر هذه الامة' الا بما صلح بـه اولها - و صلح اول هذه الامة بهدي كتاب الله تعالى و سنة نبيه صلي الله عليه وســـلم - و هداهم ذالك الي كل اصلاح صوري و معنوي' جزئي و كلي' مادي و ادبي' علمي و مدني: هذا صـــراطي مستقيما' فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله' ذالكم وصاكم بـه لعلكم تتقون (٦ : ١٥٣)

١

لقد اتي على المسلمين حين من الدهر و هم في مرض اجتماعي يشبه داء السكته - تعيث في جـــامعتهم جراثيم المرض و هم لا يشعرون' و تهددهم بالزوال و الفناء و هم لا يعلمون - حتى اذا فار التنور' وجاء القدر المقدور -

تخرق حجاب الغرور، و طفق يدب دبيب الشعور - ولكنه شعور يظهر انه زاد الامة مرضا، حتي تكون حرضا - شعور هبط ببعض ذويه في مهاوى الاياس، و طوح ببعضهم الى مرامي الوسواس - فكان انتقالا من طور الخدر و السبات، الي طور الحيرة والشتات: كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم، أعيدوا فيها و ذوقوا عذاب الحريق (٢٢:٢٢) قل من كان في الضلالة فليمدد له الرحمن مدا (١٩ : ٧٧) ويزيد الله الذين اهتدوا هدى، والباقيات الصالحات خير عند ربك ثوابا و خير مردا (١٩ : ٧٩)

و لما استيقظ فيها الشعـور بما فسد من امر دنياها، قبل الشعـور بما كان سببا له من فساد امر دينها، و شعرت بالخطـر على حياتها الماديـة و الصوريه، غافلـة عن عللها الروحيـة و اسبابها المعنوية؛ شرعت في شي من الاصلاح الصوري والجزئي، بدون ان تويده بروح الاصلاح المعنوي و الكلي - فعد السلطان محمود خان المصلح مصلحا بتغيرالزى الرسمي و نظام الجنديه، و السلطان عبد المجيد مصلحا باعلان التنظيمات العثمانيه، و مصطفي رشيد و فواد باشا و خيرالدين التونسي و اعوانهم مصلحين بادخال الدولة العثمانية في "سلك الدول الاوربيه، و مدحت باشا الشهير مصلحا باقتباس القوانين الغربيه، و محمد على في مصر بارساليات العلمية الى البلاد الافرنجيه، و السيد احمد خان في الهند بفرنجة الامة الاسلاميه، و جمال الدين الاسد ابادي بالدعوة الى الجامعة السياسيه، و امير عبدالرحمن خان بالتاليف بين القبائل الافغانيه، و الشيخ محمد بيرم التونسي و صدرالدين الروسي باخذ العلوم العصرية والماديه - ولكن لم تتوجه همة احد الى الدعوة الى القران، و اقامة الميزان و الفرقان، و ازالة البدع و المنكرات، والتقاليد والعادات، وجمع الكلمة التي فرقتها المذاهب و اللغات - فما زاد الامة ذالك الاصلاح الصوري و الجزئي الا ضروبا من الفساد، ولا افاد الدولة الا اضعاف الاستقلال و اضاعة البلاد: قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا؟ الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا، اولائك الذين كفروا بآيات ربهم و لقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا (١٨ : ١٠٤)

٢

نعم، ان المسلمين امسوا كالريش في مهب رياح الحـوادث، و كالغثاء في مجرى سيول الكوارث؛ لا راى لخواصهم فيما يراد منهم، و لا شعور لعوامهم فيما يراد بهم - وللاعداء يد في تصرف كبرائنا في سياستنا، و يد في تصريف اموالنا و انفسنا في مصلحتهم دون مصلحتنا، و يد تطبع الارواح باخلاق و عادات تنافى آداب ملتنا، و تودع فى العقول عقائد و افكارا تقوض بناء وحدتنا - فاي شي بقي في ايدينا من شوون امتنا؟ اللهم انه يقل فينا من بقي لـه اذن تسمع و عين تبصر، و قلب يشعر و عقل يفكر - و يقل في ها ولاء القليلين من له ارادة تتوجه الى عمل للامه، و ثبات فيما يحاول من كشف الغمه - والرجاء بفضل الله تعالى محصور في ها ولاء الاقلين، و من يتصل بحزبهم حينا بعد حين، و العاقبة للمتقين: وكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله و الله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩)

٣

قال الله سبحانه و تعالى: نزل عليك الكتاب بالحق مصدقا ما بين يديه، و انزل التورات والانجيل من قبل هدى للناس، و انزل "الفرقان" (٣ : ١) و قال فى سورة الحديد: لقد ارسلنا رسلنا بالبينات و انزلنا معهم الكتاب و الميزان ليقوم الناس بالقسط، و انزلنا الحديد فيه بأس شديد و منافع للناس (٥٧ : ٢٥)

فهذا بيان للناس بان بناء معاشهم و معادهم يقوم على اربعة اركان: الكتاب، و البصيرة، و العدل، و القوة النافذة و المقومه - وهي القران، والفرقان، والميزان، والحديد - من تمسك بهم نجا، و من تركهم ضل و غوى، و خزى في الاخرة و الاولى: و من اعرض عن ذكرى فان له معيشة ضنكا، و نحشره يوم القيامة اعمى (٢٠ : ١٢٤) كذالك نجزي من اسرف ولم يومن بايات ربه ولعذاب الاخرة اشد و ابقى (٢٠ : ١٢٧)

" الفرقان " عقل يفرق بين الحق و الاباطيل، و يدرك اسرار الخليقة و فقه التنزيل - فهو المخاطب باقامة الشريعه، و هو المطالب بالتصرف في الطبيعه، فياخذ منها بقدر اجتهاده، علي حسب استعداده - و "الميزان" عدل عام، في الاخلاق و الافكار و الاحكام، به ينفذ حكم القران و الفرقان، حتى يلتم شمل الانسان - فيعطي كل ذي حق حقه، و يوفى كل ذي قسط قسطه - و ان لربه عليه حقا، و لنفسه عليه حقا، و لزوجه عليه حقا، و لاهله عليه حقا، و لقومه عليه حقا، و لامته عليه حقا، و لمجموع الناس عليه حقا - فالقران يهدى الى الحقوق و يبين، والفرقان يفرق بين المتشابهات و يعين - و انما القسمة بالميزان، و بالثلاثة تكمل فطرة الديان - فالقران كتاب مسطور، و ضياء و نور - و بالفرقان نقرء و ندرس، و نجتلى و نقبس - و بالميزان نعمل بالعلم، و نقوم بالقسط - و من شذ عن هـذه الثـلاثة فلـم يهتد بالنقـل و العقـل، و لم يخضـع لسلطـان العـدل، فقد انزل الله لعلاجه "الحديد" الجامع بين المنافع و الباس الشديد - فيودب بقوة السلاح، حتى يستقيم امر الاصلاح - و يكون كلمة الحق هي العليا، وكلمة الباطل هي السفلي: و قاتلوهم حتي لا تكون فتنة و يكون الدين لله (٢ : ١٩٣)

- بهذه الاركان الاربعة كان الاسـلام دين الفطره، و الهادي بسنن الشريعة الي كمال سنن الطبيعه - ولكن هدم التقليد جميع هذه الاركان، و استبدل بها قول فلان و فلان، اسماء سماها المقلدون هم و اباءهم ما انزل الله بها من سلطان - فاما ركن "الكتاب" فبزعمهم ان فهمه و الاهتداء به خاص بنفر يسمون المجتهدين و المفسرين، و انهم

انقرضوا ، قد عقم الزمان عن مثلهم الي يوم الدين ! و اما ركن الفرقان ، فبما اهملوا من الحكمة الدينية ، والعلوم الكونية ، و الفنون العمليه ، و اجتهاد الفكر و النظر في الحياة الاجتما عيه - و اما ركن الميزان ، فباباحة الاستبداد لذوي السلطان ، و تحتيم طاعتهم و لو في الاثم و العدوان ، و بتعزيزهم و تعزيزهم ، و اجلا لهم و توقيرهم ، بل تنزيهم و تقديسهم بكرة اصيلا - فقد اندرس من هذا الركن علمه و عمله ، و انمحي بالكلية حقيقته و رسمه ، و استولت علي القلوب مداهنة الخلق ، و انمحت عنها مراقبة الخالق ، و استرسل الناس في اتباع الهوى استرسال البهائم ، و عز علي بساط الارض مومن صادق لا تاخذه في الله لومة لائم - و اما ركن الحديد ، فبالاعراض عن الجهاد في سبيل الحق و مقاومة الظلم و الطغيان ، و التعاون علي الاثم و العدوان - فمتى يثبت لشعوبهم و دولهم بنيان ، و قد هدموا جميع هذه الاركان ، و فسقوا فيها عن هداية القران ؟ فاولائك اعداء الرحمن ، و اولياء الشيطان : و من يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا ، يعدهم و يمنيهم ، و ما يعدهم الشيطان الا غرورا (٤ : ١١٩) و اذا اردنا ان نهلك قرية ، امرنا مترفيها ، ففسقوا فيها ، فحق عليها القول ، فدمرناها تدميرا (١٧ : ١٢)

٤

ان بعد رجال الدين عن علوم القران و الفرقان و الميزان و الحديد ، وجمودهم على ما ارجبوه على **انفسهم من** التقليد ؛ جعلهم بمعزل عن الزعامه ، وحرمهم مقام الاسوة و الامامة - فلم يبق لهم شي من الامر و النهي ، **و بقوا** لا يقصد اليهم في الاستشارة و الرأى - لا يستفتون في ادارة المصالح و درء المفاسد ، ولا يعتمد عليهم في **نظام التربية** و التعليم في المدارس - فقلت بعدم الثقة بهم ثقة الناس بالدين ، وكثر الفسق في الجاهلين ، و الالحاد و الكفر في المتعلمين - انحلت رابطة جامعته المليه ، و كادت تنقصم عروة اخوته الروحيه - فسهل على الاعداء تخطفهم شعبا شعبا ، و انتقاص بلادهم قطرا قطرا : ولقد صرفنا في هذا القران ليذكروا ، وما يزيدهم الا نفورا (١٨ : ٤١) وقال الرسول يا رب ! ان قومي اتخذوا هـــذا القران مهجورا (٢٥ : ٣٠) وكاين من قرية عتت عن امر ربها و رسله ، فحاسبناها حسابا شديدا (٦٥ : ٩) و بلوناهم بالحسنات و السيئات لعلهم يرجعون (٧ : ١٦٧)

٥

فا " لبلاغ " يدعو المسلمين الي اقامة الاركان الاربعة باسم الاسلام ، من حيث يحتجون علي هدمها بالاسلام - و انما اقامتها ان يكون امر الامة بايدي اهل القران ، و اصحاب الفرقان ، و مقيمي الميزان ، و حملة الحديد ، الذي فيه باس شديد : هذه سبيلى ادعو الى الله على بصيرة انا و من اتبعني (١٢ : ١٠٨) فمنهم من يومن به و منهم من لا يومن به ، و ربك اعلم بالمفسدين (١٠ : ٤٠).

٦

هذا ضرب من ضروب هداية القران ، الذي دعا الى جميع الاصول التي فيها سعادة الانسان - فمن اقام هذه الاركان كلها كان هو المسلم الكامل و ان سمي مبتدعا اوملحدا او دهريا - ومن هدمها كلها كان ملحدا في آيات الله سبحانه وان سمى نفسه مسلما حنيفيا - ومن كان اقرب اليها ، كان حظه من السعادة بمقدار سهمه منها - و متى تنازع شعبان او امتان ، كان الظفر لمن كان اقرب من هذه الاركان ، و هو **الاقرب الي هداية القران** : فطرة الله التي فطر الناس عليها ، لا تبديل لخلق الله ، ذالك الدين القيم ، ولكن اكثر الناس لا يعلمون (٣٠ : ٣٠)

٧

سيقول السفهاء من الناس ، و اهل الارجاف و الوسواس ؛ ان هذه الدعوة الى هداية القران ، و ائمة الفرقان و الميزان ، هي اجتهاد اقفل بابه في هذا الزمان ، و الداعي اليها عدو مبين لاهل الايمان ، وما علينا الا تقليد شيوخنا اهل الفقه و التفسير و العرفان : بل قالوا مثل ما قال الاولون (٢٣ : ٨٣) انا وجدنا آباءنا على امة و انا على آثارهم مهتدون (٤٣ : ٢٣) واذا قيل لهم : اتبعوا ما انزل الله ، قالوا : بل نتبع ما الفينا عليه آبائنا ! اولو كان آباؤهم لا يعقلون شيئاً ولا يهتدون ؟ (٢ : ١٦٥) ما لهم بذالك من علم ان هم الا يخرصون (٤٣ : ١٩) فاعرض عنهم وتوكل على الله وكفى بالله وكيلا !(٤ : ٨٣) ومن ها اولاء من يلقي تبعة هلاک المسلمين و ضياع الاسلام ، على عواتق اهل السلطة المتغلبين على الحكام - و منهم من يوجب الخضوع والتعبد لكل ذى سلطان ، و ان نسخ باستبداده القران والفرقان ، وطغى بظلمه في الميزان ، و يقول بعزة فرعون و هامان - و منهم من يحيل على القضاء والقدر ، و منهم من يقول ليس لها الا المهدى المنتظر - و منهم من يثبت ان هذا من علامات الساعة الكبرى ، و منهم من يصيح " الا اياما معدودات قبل هلاک الدنيا " - فاولائک اعداء القران ، و خصماء العلم و العرفان ، و ان كثيراً من الاحبار و الرهبان ، لياكلون اموال الناس بالعدوان ، و يقعدون بكل صراط يصدون عن سبيل الرحمن ، فمثلهم في الانجيل و مثلهم في القران ، كمثل الحمار يحمل اسفارا (٦٢ : ٥) و ان منهم لفريقا يلون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ، ويقولون هو من عنـــد الله وما هو من عنـد الله ، و يقولون على الله الكذب وهم يعلمون (٣ : ٧٢) ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب و يشترون بـــه ثمناً قليلا ، اولائک ما ياكلون في بطونهم الا النار (٢ : ١٦٩) قل يا اهل الكتاب ! لستم على شي حتى تقيموا التورات و الانجيل و ما انزل اليكم من ربكم (٥ : ٧٢) و منهم اميون لا يعلمون الكتاب الا اماني ، و ان هم الا يظنون (٢ : ٧٢) و ان فريقا منهم ليكتمون الحق و هم يعلمون (٢ : ١٤٠)

٦

(المتفـــرنجون المفســـدون)

و من ورائهم قوم آخرون ، الذين يجعلون علته ما جهلوا اوتركوا من هدى الدين ، وهو ما عمل به سلفهم فكانوا هم الايمة الوارثين - يحاولون ان يقطعوا هذه الامة امما ، و يسلكوا بها الى المدنية الحديثة طرائق قددا ، و هم ما عرفوا حقيقة المدنية الفاضلة وكنهها ، ولا ما يصلح للمسلمين ويتفق مع طبائعهم منها - و هم في طلب قشورها مقلدون ، صم بكم عمي فهم لا يبصرون - وها اولاء هم الـــذين مرقوا من الـــدين ، انكروا التقليد ولم يعرفوا الحق اليقين - يقولون لا رجاء للمسلمين بحياتهم المليه ، ولا باقامة الحدود الشرعيه ، فاذا لـم يحيوا حياة " افرنجية " فلا حياة لهم ، و اذا لم يتبعوا خطوات اوربا فلا مدينة لهم - كل هـذا و ذالك مما ينادي به المسلمون الجغرافيون ، منهم الملحدون ، و اكثرهم الفاسقون ، ولهم اعمال من دون ذالك هم لها عاملون (٢٣ : ٦٤) يجرفون ثروة الامة الى الا جانب ، و يقذفونها بالفجور و النفوذ الاجنبي من كل جانب ، و يتغلبون فيها على المناصب ، فينالون منها جمع المارب - يحقرون لها سلفها ، و يعظمون في نفسها كل ما هو اجنبي عنها - فهم المنافذ والكوى التي يدخلهـا منها الفساد ، وهـم الالات التي يستعين بها الاجانب على امر الامة والبلاد ، وهم الذين ضل سعيهـــم في الحياة الدنيا ، وهم يحسبون انهـم يحسنون صنعا - (١٨ : ١٠٤) فلا هم صاروا بهـــا اوربيين ، ولا ظلوا مسلمين شرقيين ، ولكن تغررهم الافرنجية تراهم من المتكبرين الطاغين ، طلعهم كانه رؤس الشياطين - فاولائـک هم المتفرنجون المفسدون ، الذين يفسدون في الارض ولا يصلحون (٢٦ : ١٥٣) واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض ، قالوا : انما نحن مصلحون ! الا ، انهم هم المفسدون و لكن لا يشعرون !! (٢ : ١٠)

الا ، انهم تحولوا عن التقاليد الا سلاميه ، الى التقاليد الافرنجية الصوريه - فيدحرجون الامة من تقليد الى تقليد ، ويقذفون الغيب من مكان بعيـد ، و يتبعون كل شيطـان مريد - يسمون انفسـهم المجـــددين ، و طلاب المجد و الحضارة للاسلام و المسلمين ، ومكوني " القومية " ، و خالقي الشعور بالحياة المدنيه - والحق انهم شر من الراضين بما وصلنا اليه من الضعف والخمول - لان ها اولاء الخاملين الجامدين ، قد رضوا بهذه الحالـة التي لا تجد لـها تفسيرا ، الا انـها مما يسمونه " الموت صبرا " - واما المتفرنجون الضالون ، الذين رضـوا بانحلال روابطهم المليـه و عفاء مقوماتهم و مشخصاتهم الاسلاميه - فانما رضوا ان ينحروا انفسهم ، و ينحروا امتهم ، و يجعلوها غذاء لاعداءهـم : اولائك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا اهوا ئـهم (٤٧ : ١٩) ذالـک بانهم كرهوا مـا انـزل الله فاحبط اعمـالهـم (٤٧ : ٩) فهل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة ؟ فقـد جاء اشراطها ، فانى لهم اذا جاءتهم ذكراهم ؟ (٤٧ : ٢٠)

٧

يهاجم الاسلام و المسلمين جيش خارجي من الامم الطامعه ، وجيش آخر داخلي من دعاة التقاليد الافرنجيه - و الثاني انكى من الاول واضر ، و ادهي و امر - لان لسبعون عدوا خارج الدار ، اهـون من عـدو واحد في الـــدار - فالمتفرنجون المنافقـون ، المفسدون الدجالون ، يغشون المسلمين بانهم منهـم ، ينفعهـم مـا ينفعهم ، و يضرهـم ما يضرهم ، و الله يعلم انهم لكاذبون : يخادعون الله والرسول والذين امنوا ، وما يخدعون الا انفسهم و ما يشعرون -

يغشون الامة انهم يدعونهم الى الترقي عما هم عليه الى مدنية اعلى ، وحضارة اسمي - وهي ان يكونوا مثل الافرنج في عزهم ، و ثروتهم و زخرفهم - و يحسبون لصغر عقولهم ، و قطع نظرهم ، ان ما يفوقنا به الافرنج من الثروه ، و اسباب القوه ؛ قد جاءهم من عدم مبالاة كثير منهم بالدين ، و اتباع غير سبيل المومنين - او من عاداتهم في طعامهم و ازيائهم ، و فسقهم و فجورهم ، و اجتماعهم و افتراقهم - او بمحض التشئيد المدارس ، و تاسيس المكاتب و المعاهد - فطفقوا يقلدونهم في شرما عندهم ، و يدعون المسلمين الي تقليدهم ، على ان منها ما هو من سئيات مدينتهم و قبائحها التي ينكرها عليهم حكماءهم ، و منها ما هو مناسب لطبيـعة بلادهم و اجيالهم دوننا - و منهم ما لا نفع فيه ولا ضر لذاته ، ولكنه يضرنا من حيث هو تقليد لهم ، يضعف روابطنا المليه ، و مقوماتنا الاجتماعيه ، و مشخصاتنا الاسلاميه ، و يحقر امتنا في انفسنا ، و يعظم اممهم فيها ، فيكون تمهيدا لقبول سيادتهم علينا بغير امتعاض - و بهذا كان وجودهم " الجيش السلمى " لشكناتهم ، ولا يتم لهم ما يسمونه " الفـتح السلمي " (غير الفـتح الحربي) بدونهم : الخبيثـات للخبيثيـن و الخبيثـون للخبيثات ، و الطيبـات للطيبين و الطيبـون للطيبـات (٢٤ : ٢٥)

٨

نعق به ناعق ائمة الفتن والفساد ، و نصير الظلم و الاستبداد ، ان لا نجاة لكم من البلاء الذي اصابكم ، ولا امن لكم من الخطر الذي يوشك ان ينزل بكم ، الا بفناء ارادتكم في ارادة حكامكم - لا بتغيير ما في انفسكم من اوهام و خرافات ، و اخلاق ذميمة وعادات ، ولا بتربية العقل والارادة على الاستقلال ، والتعاون على البر و التقوى ، والاشتراک في الاعمال ، ولا بجعل الشورى قاعدة الحكام ، و اقامة الشريعة في الحلال و الحرام ، ولا بالتواصي بالحق و التواصي بالصبر ، ولا بالامر بالعرف و النهى عن المنكر - و صاح بهم " خطيب فتـنـة الا فرنجيه " ان لا حياة لكم بالرابطة الاسلاميه ، لانها ممقوتـة في نظر اهل المدنية الغربيه ، و ما اعتز المسلمون الا ولون من اداب القرآن ، فقد نسخته مدينة اوربا في هذا الزمان - فالافرنجية ! الافرنجية ! الزموها تكونوا من الفائزين ، و القومية ! القومية ! اعلنوها ان كنتم مومنين ،

و العلماء ! العلماء ! احذروهم و ان خدموا الامة و الدين ' و الصلحاء ! الصلحاء ! اهلكوهم ان كنتم فا علين - فاولئك حزب الشيطان' الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون (٥٨ : ١٩)

9

علمتنا التجارب و الاختبار ' و نطقت مواضي الحوادث و الاخبار ' بان المقلدين من كل امة المنتحلين اطوار غيرها ' يكونون فيها منافذ و كوى لتطرق الاعداء اليها ' و تكون مداركهم مهابط الوساوس ' و مخازن الدسائس - بل يدونون بما اعمت افئدتهم من تعظيم الذين قلدوهم و اسوا بهم و احتقار من لم يكن على مثالهم ؛ شؤماً على ابناء امتهم ؛ يذلونهم ' و يحقرون امرهم ' و يستهينون بجميع اعمالهم - و ان بقى في بعض رجال الامة بقية من الشمم ' او نزوع الى معالي الهمم ؛ انصبوا عليه ' و ارغموا من انفه ' حتى يمحى اثر الشهامة ' و تخمد حرارة الغيرة ' و يصير اولائك المقلدون المضلون ' طلائع لجيوش الغالبين ' و حماة الغازين - يمهدون لهم السبيل ' و يفتحون عليهم الابواب - ثم يثبتون اقدامهم' و يمكنون سلطتهم ' و يخربون بيوت الامة بايديهم ' ذالك بانهم من الذين نسوا الله فانساهم انفسهم ' اولائك هم الخاسرون ! لا يستوى اصحاب النار و اصحاب الجنة ' اصحاب الجنة هم الفائزون ! (٥٩ : ١٩)

صدق حكيمنا ابن خلدون في قوله : " ان المغلوب مولع ابدا بالاقتداء بالغالب ' في شعاره وزيه ونحلته و سائر احواله و عوائده " نقول ولكنه قلما يقتدي بـه في معالي الا مور ' و اسباب القوة التي بها كان غالباً - لان المغلوبين المخذولين يستحوذ عليهم الخمول و الكسل ' و يصيرون عالة على الغالب في عامة شؤنهم' و هذا معني قوله تعالى :

ضرب الله مثلاً : رجلين احدهما ابكم لا يقدر على شي وهو كل على مولاه اينما يوجهه لا يات بخير' هل يستوي هو و من يامر بالعدل وهو على صراط مستقيم ؟ (١٦ - ٧٨) وقد يخدع الغرور اكثر المتفرنجين المقلدين ' فيتوهمون انهم بتقليدهم للا فرنج في اسلوب التعليم ودعوة " القومية " و " الا فرنجيه " قد ساروا على طريقهم الى الاستقلال الذاتي و الكمال المدني ' و هيهات هيهات ما يتوهمون - لا تجد اكثرهم الا مخدوعين المخذولين ' و طريق العاملين المستقلين ' غير طريق المقلدين الخاسرين : فسيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ! (١٦ : ٣٨)

يقولون " التعليم ! التعليم ! التعليم !!! " و يقولون " الاجتماع و الموتمرات ' و الاحـزاب والجمعيـات " وهـم لا يعرفون حق ذالك من باطله ' فنحن نرى فساداً كبيراً و عصيانا مبيناً دخل على الامة من قبل هذه الاشياء وهم لا يشعرون - فالعبرة بروح التعليم و الجمعيات لا بصورها ' والحقيقة فى اساسـها لا في اشكالها - و هـذه لا تكـون صالحة مصلحة الا اذا كان القائمون بـهذه الاشياء صالحين مصلحين ' و الهادين المرشدين ' والمومنين الراسخين ' فهل من السهل ان تعرف الامة من عساه يوجد فيها من ها اولاء الرجال فتكل امر الاصلاح اليهم ؟ انى ذالك ؟ و عوامها جاهلون' و خواصها المتفرنجون و علمائها المقلدون !! ولكن : لا تايئسوا من روح الله' انه لا يائس من روح الله الا القوم الكافرون ؛

يا للاسف و يا للعار ! راجت في سر قنا فتنة الخبيثة الا فرنجيه ' فحلت روابطنا ' و اضعفت جامعتنا ' ومزقت نسيج وحدتنا ' واغتالت معظم ثروتنا ' و نحن الى الان نتوهم اننا نرقي بذالك انفسنا ' و يغش الذين تفرنجوا منا انهم صاروا ارقي من سائرنا عقولاً ' واعلى اداباً ' و اصلح اعمالا - حتى ان بعض احداث المدارس منهـم يرون انفسهم بتاثير فتنة التفرنج انهم ارقى من سلفنا الصالح الذين فتحوا المـمالـك ' ومصروا الامصار' ودونوا العلوم ' و بنوا لنا ذالك المجد الذي ساعدنا اعدائنا على هدمه منذ قرون ولما ينهدم كله !! الا ' اننا قـوم جاهلـون ' مخدوعون مسحورون - نخرب بيوتنا بايدينا ' وايدي اولائـك الخادعين لنا - و وصل البغي والعدوان علينا الى هذه الدرجة' ولم تزل الغشاوة كلها عن ابصارنا ' ولا الرين عن قلوبنا - ولا يزال في آذاننا وقر' وبيننا و بين الحقيقة حجاب ! ولقد ذرانا لجهنم كثيراً من الجن و الانس' لهم قلوب لا يفقهون بها ' ولهم اعين لا يبصرون بها ' ولهم آذان لا يسمعون بها ' اولائـك كالانعام بل هم اضل' و اولائـك هم الغافلون ! (٧ : ١٧٨)

فيا ايها المتفرنجون ! لا تغلوا في تفرنجكم ولا تقولوا على دعاة القران غير الحق ' ولا تتبعوا اهواء قوم ضلـوا فاضلوا' ولا تتخذوا بطانة من دونكم لا يالونكم خبالا - (٣ : ١١٨) ومن يتولهم منكم فانه منهم ' ان الله لا يهدى القوم الظالمين ! (٥ : ٥٦) و اعلموا ان افرنجيتكم الباطله لا بقاء لـها اذا عارضها اسلامنا الحق - فانما بقاء الباطل في لوم الحق عنه - والعاقبة للمتقين -

١٠

اختلفت عليكم الدعوة ايها المسلمون ' و كل حزب بما لديهم فرحون ' فاجيبوا داعي الله و امنوا به ' يغفر لكم من ذنوبكم و يجركم من عذاب اليم' و من لا يجب داعي الله فليس بمعجز في الارض و ليس له من دونه اولياء - اولائك في ضلال مبين (٤٦ : ٣٠) و استعينوا بالله و اصبروا ' ان الارض لله ' يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين (٧ : ١٢٥) فله دعوة الحق ' و ما خالفها فهو باطل و فسق - فاتقو الله و اطيعون ' و لا تطيعوا امر المسرفين - ها نحن اولاء قد خرجنا عن استقلالنا الاجتماعي زمناً طويلا ' اطعنا فيه ساداتنا و كبرائنا فاضلونا سبيلا ' و اخذنا الاجانب من ناحية سلطتهم اخذا وبيلا ' فما اغنت عنا ذلة العبودية لهم فتيلا ' ان هذه تذكرة ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا (٧٦ : ٢٩) و لا سبيل اليه الا باتباع هدايته ' و السير على سنته في خليقته : هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعني ' و سبحان الله ' و ما انا من المشركين (١٢ : ١٠٨)

فعليكم ايها المسلمون و قد اعوزت النجاة ، و اختلفت دعوة الدعاة ، ان تجيبوا داعي الله اذا دعاكم لما يحييكم ، و تكونوا من " حزب الله " المفلحون ، و اولياء الله الغالبون ، و امة يهدون بالحق و به يعدلون (٧ : ١٨٠) الذين تأسوا بهدي الانبياء و الصديقين ، و اقاموا امر الدينا و الدين - و الذين يوحدون بهداية القران المتعددين ، و يجمعون بارشاده المتفرقيـــن - و الذين يوجبون على الامة مقاومة استداد المستبدين ، كما هدى اليه الكتاب المبين ، و لا يخافــون لومة لائم و هم اذلة على المومنيـــن ، اعزة على الكافرين - و الذين يصدقون بيوم الدين ، و لا يتخذون الظالمين اولياء من دون المومنين ، و يتولون الله و رسوله و الله يتولى الصالحين - " و الذين يبيتون لربهم سجدا و قياما ، و الذين يقولون : اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما ، و الذين اذا انفقوا لم يسرفوا و لم يقتروا و كان بين ذالك قواما ، و الذين اذا ذكروا بايات ربهم لم يخروا عليها صماً و عميانا " (٢٥ : ٧٤) و الذين هم بشهاداتهم قائمون ، و الذين هم على صلاتهم يحافظون (٧٠ : ٣٥) و الذين عند ربهم لا يستكبرون عن عبادته و به يذكرون و يعقلون ، و الذين يسبحون بكرة و اصيلا و حين تمسون و حين تصبحون - فاولائك كتب في قلوبهم الايمان و ايد هم بروح منه ، و يدخلهم جنات تجري من تحتها الانهار ، خالدين فيها ، رضي الله عنهم و رضوا عنه ، اولائك " حزب الله " - الا ان حزب الله هم المفلحون (٥٨ : ٢٢)

فيا اهل القران ! اقيموا القران ، و اقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان ! قد غلبتم على ما فرطتم فيه من حقكم ، فنزا على مصالحكم الملاحدة و الفاسقون من ملتكم ، و كانوا هم المنـــافذ والكوى لدخول الفســـاد في ارضكم - تركتم لهم دنياكم ، فطمعوا في دينكم - يريدون اطفاء نوره ، والا حاطة بوليه و نصيره ، فانيقوا من نومكم ، واتقو الله و اصلحوا ذات بينكم ، وانشروا دعوة الايمان ، واجعلوا امامكم القران : و تعاونوا على البر و التقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (٥ : ٢)

يا اهل القران ! ان القران كان حجة لكم ، فصار اليوم حجة عليكم - اخبركم الله فيه ان الارض يرثها عباده الصالحـون ، و ان العـزة لله و لرسوله و للمومنين و لكـن المنـافقين لا يعلمـون - و انـه وعـد الـــذين امنـــوا منكـم و عملـوا الصـــالحات ليستخلفنهـم في الارض ، و يمكـن لهـم دينهـم و يبـدل خـوفهـم بالا من ، و بين ذالك بقوله : ما على المحسنين من سبيل ، انما السبيل على الذين يظلمون الناس و يبغون في الارض - فما بال الناس يرثون ارضكم و انتم لا ترثون ارضا ؟ بل لا تحفظون ارثا ؟ و ما بالهم يسلكون كل سبيل للافتيات عليكم ، و ما بالكم تخربون بيوتكم بايديهم و ايديكم ؟ كيف ذهبت عزتكم ، و كيف خضدت شوكتكم ؟ كيف كنتم تاخذون فتحمدون ، فصرتم تعطون فتذمون ؟ الى متى هذه الغفلة ايها الغافلون ؟ ا انتم مصدقون بوعد الله و وعيده ام مكذبون ؟ الم يعدكم الله بان يمكن لكم دينكم الذي ارتضى لكم ؟ بلى ، و لن يخلف الله وعده و انما انتم المخلفون : و ما كان ربك ليهلك القرى بظلم و اهلها مصلحون (١١ : ١١٧) فهل رضيتم بان تكونوا من الظالمين الباغين ، بعد ان كنتم خير العادلين المصلحين ؟ اليس منكم رجل رشيد ؟ اترضون ان تكونوا ممن نزل بهم " باسهم بينهم شديد " ؟ الا تتدبرون قوله تعالى : و كذالك اخذ ربك اذا اخذ القرى و هي ظالمة ، ان اخذه اليم شديد

يا اهل القران ! كنتم خير امة اخرجت للناس ، تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر ، و جعلكم الله امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس - و لكنكم غيرتم ما بانفسكم ، فغير الله ما بكم - فتنبه الوثنيون و انتم غافلون ، و اجتمع اليهود و انتم متفرقون ، و سبق النصارى و انتم متخلفون - فاعتبروا بتاريخ من قبلكم ، و باحوال الامم في عصركم ، و تدبرو القران ، و ما بينه من سنن الله في نوع الانسان ، فقد ان الاوان ، و استدارا الزمان ، و اتصل القريب بالبعيد ، و امتاز الغوى من الرشيد ، ان في ذالـك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيـــد !

II

جلت قدرة الله تعالى و نفذت مشيته ، و غلب قدره و علت كلمته - جعل الايام دولا ، و جعل للدول و الامم نواميس و سننا ، فلا مبدل لسنته ، ولا محول لنواميس خلقته ، فلا يغرنك املاؤه للظالمين ، و استدارجه للمفسدين : انما يوخرهم ليوم تشخص فيه الابصار (١٤ : ٤٢)

لا ينفع من قدر حذر ، ولا ينفذ من محيط سننه سلطان البشر ، فلا يهولنك ما ترى من رسوخ الاستبداد ، و لا يوئسنك ما تشاهد من غلبة الاستعباد و الافساد ، فقد مضت سنة الله بان الشي اذا جاوز حده ، جاوز ضده ، و ان شدة الضغط ، توجب شدة الانفجار : و اذا اراد الله بقوم سوء فلا مرد له و ما له من دونه من وال ! (١٣ : ١١)

لقد صدقنا الله وعده و وعيده ، و ارانا با عيننا مصداق كتابه : ظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله ، فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا و قذف في قلوبهم الرعب ، يخربون بيوتهم بايديهم و ايدي المومنين ، فاعتبروا يا اولى الا بصار ! (٥٩ : ٢)

نعم ، ان في ذالـك لكبرى العبر ، لمن يعقل و يتدبر ، و يتذكر و يتفكر : كلا و القمر ، و الليل اذا ادبر ، و الصبح اذا اسفر ، انها لا حدى الكبر ، نذيراً للبشر ، لمن شاء منكم ان يتقدم او يتا خر ! (٣٧ : ٣٢) فالحمد لله ان ليل الحق قد عسعس ، و صبحه قد تنفس ، و طفق اهله يهبون من رقادهم ، و يمسحون النوم عن اعينهم - و قد اذن اليوم بينهم موذن التوحيد ، و جاء كل نفس معها سائق و شهيد : لقد كنت في غفلة من هذا فكشفنا عنك غطائك فبصرك اليوم حـــديد (٥٨ : ٢٢)

لقد رخصت النوازل هذه الامة رخصا ، ثم مخضنتها النوائب مخضا ، و قد آن ان تخرج زبدها محضا - و ان ذالك لواقع ، ما له من دافع - انهم يرونه بعيدا و لكن نراه قريبا - ان موعدهم الصبح ، اليس الصبح بقريب ؟ (١١ : ٨٤)

احرار اسلام

خطابۂ الم ! !

و

توصیۂ شہادت !

یعني واقعۂ عظیمۂ شہادت حضرة سید الشہداء علیه و علی ابائه الصلواة و السلام پر ایک درس بصیرة !

جو ایڈیٹر البلاغ نے ۵ محرم الحرام کو مسلم انسٹی ٹیوٹ هال کلکته کے ایک غیر معمولي مجلس میں دیا (۱)

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم :
قال الله تعالی : الحمد لله رب العالمین ' الرحمن الرحیم ' مالک یوم الدین ' ایاک نعبد و ایاک نستعین ' اهدنا الصراط المستقیم ' صراط الذین انعمت علیهم ' غیر المغضوب علیهم ' و لضاء لین ! :

—o—

شمعہا بردہ ام از صدق بخاک شہدا
تا دل و دیدۂ خونابه فشانم دادند !

برادران عزیز !

آج جس حادثۂ کبری اور شہادت عظمی کے تذکار و درس کیلیے هم سب یہاں جمع هوے هیں ' وہ وقائع و حوادث اسلامیه کا وہ عظیم الشان واقعه هے ' جو تاریخ اسلام کی اولین صدي سے لیکر اس وقت تک اپنے عجیب و غریب ناثر ماتم و درد اور حیرت انگیز بقاے ذکر و تاثیر کے لحاظ سے نه صرف - تاریخ اسلام بلکه تمام حوادث محزنۂ عالم میں ایک عدیم النظیر امتیاز رکھتا هے - اگر وہ تمام آنسو جمع کیے جائیں جو سنه ۶۱ هجري سے لیکر اس وقت تک اس واقعۂ جانسوز پر بہاے گئے هیں ' اگر وہ تمام درد آہ و فغان سوزاں یکجا کیا جاسکے جو ان تیرہ صدیوں کي لا تعد و لا تحصی اسلامي نسلوں کي صداهاے ماتم کے ساتھه بلند هوتا رها هے ' اگر درد و کرب کي وہ تمام چیخیں ' اضطراب و الم کي وہ تمام پکاریں ' سوزش و تپش کي وہ تمام بیقراریاں ' اکٹھی کي جاسکیں جو اس حادثۂ کبری کي یاد نے هزاروں لاکھوں انسانوں کے اندر همیشه پیدا کي هیں ' تو اے عزیزان ماتم شعار ! کون کہه سکتا هے که خونفشانیہاے حسرت کا ایک نیا انٹلانٹک و ارقیانوس سطح ارضي پر بہه نه جائیگا ؟ درد آہ و فغاں کي هزار ها بھٹیاں بھڑک نه اُٹھیں گي ؟ اور درد و الم کي چیخوں ' حسرت کي صداؤں ' تڑپ کي بے چینیوں کے هنگامۂ خونیں سے تمام عالم ایک شور زار نالۂ و بکا نه بن جائیگا ؟

تاهم میں جو پیام پہنچانے کیلیے آج آیا هوں ' وہ اس تذکرہ سے بالکل مختلف هے - میں غم و الم کي شدت و کثرت کے اعتراف کي تاریخ نہیں هوں ' بلکه اس عدیم النظیر شدت و کثرت کے بعد بھي آنسوؤں کی طلب هوں ' آهوں کي صدا هوں ' بیقراري کي پکار هوں ' اضطراب کي دعوة هوں ' اور آہ ! آہ ! اے صد هزار آہ و حرماں ' که غم کیلیے بھوکا هوں اور درد و الم کیلیے یک قلم پیاس هوں - پس میں آج اُن آنکھوں کا تذکرہ نہیں کرتا جو بہت رو چکي هیں ' مجھے اُن آنکھوں کا سراغ بتلاؤ جو اب بھي رونے کیلیے نم آلود هیں ! میں اُن دلوں کي سرگذشت نہیں سناتا جو تڑپتے تڑپتے تھک چکے هوں ' میں اُن دلوں کي تلاش میں نکلا هوں جو اب بھي تہه و بالا هونے کیلیے مضطرب هیں ! مجھے اُن زبانوں سے کیا سروکار جنکو فغاں سنجي هاے ماضي کا ادعا هے ؟ آہ ' میں تو اُن زبانوں کیلیے پکار رها هوں جنکے اندر غم و ماتم کي بھٹیاں سلگ رهي هیں ' اور انکا دھواں آج بھي کائنات نشاط ناداني کي اس تمام فضاء غفلت کو مکدر کردیسکتا هے ' جسکو عیش و عشرت کے قہقہوں میں درد و عبرت کي ایک آہ بھي نصیب نہیں !

نه داغ تازہ مي خارد ' نه زخم کہنه مي کارد !
بدہ یارب دلے ' کیں صورت بیجاں نمي خواهم !

(دعوة درد)

هاں ' یه سچ هے که رونے والے اسپر بہت روے ' ماتم کرنے والوں نے ماتم میں کمي نه کي ' آہ و ناله کي صداؤں نے همیشه هنگامۂ الم کي مجلس طرازیاں کیں ' اور یه سب کچھه ابتک اتنا هو چکا هے ' جتنا آجتک شاید هي دنیا کے کسي حادثۂ غم کو هوا هو - تاهم تم یقین کرو که با این همه اس حادثۂ عظیمه دعوة اشک و حسرت ابتک ختم نہیں هوئي هے - بلکه کہا جا هے که اسکي دعوة درد کے اندر جو حقیقي طلب تھي ' وہ ا لبیک کے سچے استقبال سے محروم هے - تیرہ صدیاں اپنے دوران محرم و عشرۂ ماتم کے اسپر گذر چکي لیکن ابتک خاک کربلا کے وہ ذرات خون آشام ' جنکو آج اگر نچوڑا جاے تو خون شہادت کے مقدس قطرے اس سے سکتے هیں ' بدستور آنسوں کیلیے پکار رهے هیں ' خونفشانیو کیلیے داعي هیں ' آہ و فغاں کیلیے تشنه هیں ' اضطراب و التہا کیلیے بیقرار هیں ' اور فضاء ریگ زار کرب و بلا کا ایک ایک ابتک دیدہ هاے اشک افشاں ' جگرهاے سوختہ ' دلہاے دو اور زبانہاے ماتم سرا کیلیے اسي طرح چشم براہ هے ' .

---

(۱) جیسا که قارئین کرام کو معلوم هے ' یه عاجز تحریري تقریروں کا بالکل عادي نہیں - حتی که تقریر کے وقت کسي طرح کے نوٹ یا اشارات بھي پیش نظر نہیں رکھتا - محض اپنے حافظه اور پیش نظر مطالب کے اعتماد پر کھڑا هو جاتا هوں ' اور پھر جو کچھه الله تعالی زبان پر جاري کردیتا هے وهي تقریر هوتي هے - پس یه لکچر بھي محض زباني تھا ' ایک عزیز نے اپنے شوق سے اسکے کچھه نوٹ مرتب کرلیے تھے - وہ اس وقت دیکھه لیے هیں اور انھي کو ایک مرتب مضمون کي شکل میں تحریر کردیتا هوں - ورنه ظاهر هے که تقریر کا اصلي انداز ترتیب یا طرز درس و خطاب تحریر میں کب لایا جا سکتا هے ؟

سنہ ٦١ هجري كي ايک آتش خيز دو پهر ميں خون كي نديوں كي رواني ' تڑپتي هوئي لاشوں كے هنگامۂ احتضار ' اور ظلم و مظلومي ' جرح و مجروحي ' قتل و مقتولي كے هنگامۂ اليم كے اندر سے نالہ ساز طلب اور فغاں فرماے دعوة تها !

شديم خاک و ليكن ببوے تربت ما
تواں شناخت كزيں خاک مردمي خيزد !

ليكن اگر يه دعوة درد محض اُس پاني كيليے هے جو نديوں كي جگه آنكهوں سے بهے ' اگر يه طلب غم محض اُن صداؤں كيليے هے جنكا غوغا درختوں كے جهنڈ ' چڑيوں كے گهونسلوں ' درياؤں كے سيران كي جگه انسانوں كي زبانوں سے بلند هو ' اگر يه انتظار الم محض اُس ماتم كيليے هے جو پتهروں كے ٹكرانے كي جگه انساني دست و سينه كي ٹكر سے هنگامه ساز هو ' تو اے برادران غفلت شعار ! و اے چشمان خواب آلود ! بلا شبه يه سب كچهه هو چكا ' اور بلا شبه سوال كو جواب ' دعوة كو لبيک ' اور طلب كو مطلوب مل چكا - اگر انسان كا بچه بهوک سے روتا اور روتي كيليے آنكهوں كو سرخ كر ليتا هے ' تو انسانوں كے بڑے بڑے گروه كيوں نهيں آنسو بها سكتے ؟ اگر درختوں كے جهنڈ هوا سے هلكر چند لمحوں كيليے دنيا كو شور و غوغا سے لبريز كر ديسكتے هيں تو آدم كي اولاد اپنے آه و بكا سے كيوں آسمان كو سر پر نهيں اٹها سكتي ؟ اگر بيجان و بے روح پتهر دوسرے پتهر پر گر كر رعد و برق كا هنگامه پيدا كر ديسكتا هے ' تو تم كه روح اور اراده ركهتے هو ' اپنے دست هاے ماتم كناں سے كيوں ايک هنگامه زار دهشت گرم نهيں كرسكتے ؟ كيا تمكو دنيا كي ان انكهوں كي خبر نهيں جو روتي هيں حالانكه انسے ايک آنسو بهي نهيں بها ؟ كيا تم نے اُن زبانوں كے متعلق كچهه نهيں سنا جو چيختي هيں حالانكه آنهوں نے ايک چيخ بهي نه پائي ؟ اور كيا تم نے ان جسموں كا تماشه نهيں ديكها جو ته و بالا هوتے هيں حالانكه انكو ايک تڑپ بهي نصيب نه هوئي ؟ پهر كيا اس غفلت آباد هستي ميں وه دل بهي نهيں هيں جو گو دل هيں ' مگر دل نهيں هيں ' كيونكه دل كي طرح نهيں سونچتے ؟ كيا وه كان بهي نهيں هيں ' جو گو سامع هيں ' مگر كان نهيں هيں ' كيونكه نهيں سنتے ؟ اور كيا ايسي آنكهيں بهي نهيں هيں جو گو بصير هيں ' مگر آنكهيں نهيں هيں كيونكه نهيں ديكهتيں ؟ لهم قلوب لا يفقهون بها ' ولهم اذان لا يسمعون بها ' ولهم اعين لا يبصرون بها ' اولائك كالانعام بل هم اضل ' واولائك هم الغافلون ! (٧ : ١٧٨) -

پس اے عزيزان من ! درد و الم كي يه پاک دعوتيں صرف اُس رواني آب ' تسلسل صدا ' اور هنگامۂ غوغا هي كيليے نهيں هوتيں جو آنسوؤں ' فغانوں ' اور ماتموں كے نام سے ظهور ميں آجائيں - اور اگر انكا يهي مقصد هوتا تو اسكے ليے انسان كي كوئي خصوصيت نه تهي - كتنے هي سمندر پاني سے بهرے هوے هيں ' اور كتنے هي جنگل شور و غوغا سے هنگامه زار هيں - بلكه يه دعوة ' يه پكار ' يه طلب ' يه " هل من مجيب " في الحقيقت اُن آنسوؤں كيليے هے جو صرف آنكهوں هي سے نهيں بلكه دل سے بهيں ' وه ان آهوں كا دهواں مانگتي هے جنكي لٹيں صرف مُنهه هي سے نهيں بلكه اعماق قلب سے اٹهيں ' وه صرف هاتهوں هي كے ماتم كيليے نهيں پكارتي بلكه دل كے ماتم كي محض ايک صداے حقيقت كيليے تشنه هے - اگر تمهارے پاس اسكے ليے آنكهوں كا آنسو نهو تو اسے كوئي شكايت نهيں ' ليكن آه تمهاري غفلت ' اگر تمهارے پهلوؤں ميں كوئي زخم نهو جس سے پاني كي جگه خون بهے ! اگر تمهاري زبانوں كو درد كي چيخ نهيں آتي تو كوئي مضائقه نهيں ' ليكن آه يه كيا هے كه تمهارے دلوں كے اندر حقيقت شناسي كي ايک تپش ' عبرت كي ايک ٹيک ' بصيرت كي ايک تڑپ ' احساس صحيح و حق كا ايک اضطراب بهي نهيں هے ؟

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائده ؟
دو اشک بهي بهت هيں اگر كچهه اثر كريں

الله الله سيد الشهداء مظلوم كي مظلومي ' اور زيا المعجب غفلت و ناداني كي بوقلموني ! ! اس سے بڑهكر دنيا ميں " مظلومي " كي مثال اور كيا هو سكتي هے كه دشمنوں اور دوستوں ' دونوں نے اسپر ظلم كيا - دشمنوں نے اسكي شهادت عظيمه كي عظمت مٹاني چاهي ' مگر دوستوں نے بهي اسكي شهادت كي اصلي حقيقت و بصيرة سے غفلت كي - دشمنوں نے اسپر ظلم كيا كيونكه اسكي مظلومي پر انهيں رونا نه آيا ' پر اُن دوستوں نے بهي ظلم كيا جو گو روے ' مگر اسكي اصلي تقديس و شرف كيليے سچائي اور عمل كا ايک آنسو بهي نه بها سكے - دشمن تو دشمن تهے ' اسليے اُنهوں نے اسكي دعوة حق كو مٹانا چاها ' مگر دوست دوست هوكر بهي اسكي دعوة كي پيروي نه كرسكے ! وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون (٥٦ : ٨٥)

پس سچا ماتم وهي هے جو صرف هاتهه هي كا نهيں بلكه دل كا ماتم هو ' اور دعوة درد كا اصلي جواب وهي هے جو عبرت و بصيرة كي زبان سے نكلے - تمهاري آنكهيں اس حادثے پر بهت رو چكي هيں ' مگر ابتک تمهارے دل كا رونا باقي هے ' اور اگر رونا هے تو اپنے دل كو رولاؤ ' ورنه صرف آنكهوں كي اُس رواني كو ليكر كيا كيجيے جسميں دل كي اشک افشاني كا كوئي حصه نهيں هے ' حالانكه انسان كي ساري كائنات حيات صرف دل هي كي زندگي سے هے : فانها لا تعمى الابصار ' ولكن تعمى القلوب التي في الصدور :

مجهے يه ڈر هے دل زنده ' تو نه مر جاے
كه زندگاني عبارت هے تيرے جينے سے !

آج همارا اجتماع اس ليے هے كه اس حادثۂ عظيمه پر غور و فكر كي ايک نئي صف ماتم بچهائيں ' اور اُن حقيقتوں اور بصيرتوں كي جستجو ميں نكليں جنپر آنكهوں كي اشک افشانيوں سے زياده دل كے زخموں سے خون بهتا هے ' اور هاتهوں سے زياده روح پر ماتم طاري هوتا هے : فذكر ' ان الذكرى تنفع المؤمنين !

(حقيقت تذكار مشاهير)

سب سے پهلي چيز جو اس سلسله ميں همارے سامنے آتي هے وه اس واقعه كي يادگار اور اُسكا دائمي تذكار هے -

دنيا ميں هر قوم نے اپنے ماضي كے اُن واقعات و حوادث كي هميشه تعظيم كي هے جنكے اندر قوم و ملک كيليے كوئي غير معمولي تاثير يا عبرت پائي جاتي تهي ' اور هميشه اُن انساني بڑائيوں اور عظمتوں كي ياد كو يادگاروں ' تهواروں ' عمارتوں ' تاريخوں ' قومي روايتوں ' اور قومي مجمعوں كے انعقاد كے ذريعه زنده ركهنا چاها هے ' جنكے اندر خود اُس قوم كي كوئي عظمت اور بڑائي پوشيده هے -

يهي چيز هے جسكو تمام اقوام متمدنه نے " مشاهير پرستي " كے لفظ سے تعبير كيا هے ' اور يهي چيز هے كه هر قوم اپني قوميتوں كے بڑے بڑے بانيوں ' مذهبي معلموں ' محب الوطنوں ' اور قومي شهيدوں كي ياد كو كبهي بهي مفقود هونے نهيں ديتي -

هومر نے اليڈ لكهي ' كالڈيا كے حجري كتب خانے (١) ميں

(١) حجري كتب خانه سے مقصود تمدن بابل و كالڈيا كا وه عهد مدني هے جبكه كتابيں پتوں اور درخت كي چهالوں كي جگه پتهر پر كنده كركے لكهي گئيں ' اور جنكا بڑا ذخيره بابل كے آثار عتيقه ميں موجود هے -

وہ ابنٹیں رکھی گئیں جن پر نامـــوران ملت کے مناقب و محامد کندہ تھے ' عرب جاهلیۃ نے اپنے سلسلۂ انساب کا ایک حرف ضائع ہونے نہ دیا اور ذو المجیه اور عکاظ میں اسلاف کے مفاخر و معالی کی داستانسرائی قائم کی - مصریوں نے ایسے ایسے مینار بنائے جو ہزاروں برسوں کے بعد بھی اپنی تعمیر اولین کی طرح محکم و استوار ہیں ' اور پھر انکے اندر اپنے ناموروں کی لاشوں کو حنوط (ممی) کرکے محفوظ کردیا - هندوستان نے مہابھارت کے معرکے کو قومی روایتوں میں داخل کردیا ' اور والمیک کی سحر طرازیوں نے نسلی مفاخر کی روح کو پژمردگی سے بچایا - اقوام قدیمه کے یه تمام اعمال صرف اسی حقیقت کیلیے تھے که اسلاف و مشاهیر کی یاد زندہ و قائم رکھی جاے -

آج اوقیانوس کا بحری مسافر واشنگٹن کے بت کو ساحل امریکه پر دور سے پکار اٹھتا ہے ' یورپ کے بڑے بڑے شہروں اور انکی مضافات نو آبادیوں کی شاهراہوں اور باغوں میں جابجا سنگی بت نصب نظر آتے ہیں ' شیکسپیر کا مولد ابتک معلوم ہے ' ملٹن کی میز کو مرنے نہیں دیا جاتا ' جانسن کے آثار اب بھی ہر شخص دیکھہ سکتا ہے - میلان میں ایک جگہ یه سنگی کتبہ تم پڑھوگے : " پاک مبزینی نے یہاں اپنا بچپن گذارا تھا "

یہ سب کچھہ بھی اسی مشاهیر پرستی کی ایک زیادہ خوشنما و دلفریب شکل ہے ' جو پہلے محض قومی روایتوں اور افسانه طرازیوں کے ذریعه قائم رکھی جاتی تھی -

لیکن یه امر بالکل ظاہر ہے که اس تذکار و یادگار کا اصلی مقصد کسی واقعہ کو محض یاد رکھنا ' یا کسی نام کو فراموش نہ ہونے دینا هی نہیں تھا ' بلکہ کچھہ اور هی مقصد تھا - کیونکه اگر یہی مقصد ہوتا تو اسکے لیے کسی خاص نام ' کسی خاص واقعه ' کسی خاص حادثہ میں کوئی ممتاز خصوصیت نہ تھی - پچھلوں کو اگر محض یاد هی رکھنا ہے ' تو اسکے لیے بڑا اور چھوٹا ' ادنی و اعلی ' نیک و بد ' سب یکساں ہیں - کونسی وجه ہے که کارتھیج کے مشہور هنی بال کو یاد رکھا جاے ' اور تیٹس کو یاد نہ رکھا جاے جو اسی عہد میں گذرا تھا ؟

سو وہ اصلی روح حقیقت جو اجتماع انسانی کی اس سب سے زیادہ پرانی رسم کے اندر کام کر رهی ہے ' دراصل ناموں ' وجودوں ' شخصیتوں ' اور محض تذکرۂ و یاد آوری سے تعلق نہیں رکھتی ' بلکه اس سے اصلی غرض یه تھی که جو اعمال حسنه ' عزائم مہمه ' نتائج عظیمه ' اور بصائر و مواعظ جلیله اُن مشاهیر اور ناموروں کی زندگی سے وابسته ہیں ' اور جنکی یاد اور تذکرہ کے اندر قوموں اور ملکوں کیلیے سب سے زیادہ موثر اور نافذ دعوۃ عمل و اتباع ہے ' انکی یاد کو همیشه حی و قائم رکھا جاے ' اور مختلف ذریعوں سے ایسے مواقع بہم پہنچاے جائیں جنکی وجه سے کبھی بھی آیندہ نسلیں ان اعمال حسنه کے نمونوں کو اپنی نظروں سے اوجھل ہونے نہ دیں -

پس یادگار دراصل انسانی افراد کی نہ تھی ' بلکه انسان کے بہترین اعمال کی تھی ' اور تذکرۂ و یاد آوری شخصوں اور حادثوں کی نہ تھی ' بلکه اُن سچائیوں کی تھی جو وہ اپنی زندگی کے اندر رکھتے تھے - خدانے ذات کی بڑائی اور عظمت صرف اپنی هی کبریائی کیلیے مخصوص کرلی ہے ' اور دنیا کو جو کچھہ دیا گیا ہے ' وہ صرف " عمل " کی بڑائی ہے - دنیا میں کوئی انسان بڑا نہیں ہو سکتا ' اسلیے که بڑا صرف ایک هی ہے ' اور وہ فاطر السماوات و الارض ہے - البته " عمل " بڑا ہو سکتا ہے ' اور اسکی بڑائی سے اُسکے حامل کے اندر بھی نسبتی اور اضافی بڑائی آجاتی ہے - پس ساری تعظیمیں ' ساری تقدیسیں ' ہر طرح کا احترام و شرف جو دنیا میں کیا جاسکتا ہے ' یا تو خدا کیلیے ہے ' یا پھر خدا کی سچائی اور اسکے قرار دیے ہوے اعمال حسنه کیلیے - خود انسان کی ذات کا اسمیں کوئی حصہ نہیں : الحمد لله رب العالمین میں " الحمد " کے الف لام کا یہی مطلب ہے جسے میں نے آغاز تقریر میں تلاوت کیا - اور : انا خلقنا کم من ذکر و انثی و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ' ان اکرمکم عند الله اتقاکم (۴۹ : ۱۳) سے اسی پر روشنی پڑتی ہے اور : یریدون ان یحمدوا بما لم یفعلوا (۳ : ۱۸۸) (یه بدبخت چاہتے ہیں که انکی تعریف و ثنا ان اعمال کیلیے کی جاے جو انہوں نے نہیں کیے - حالانکه " حمد " کا استحقاق تو اعمال هی کو تھا) اسی کی مزید توضیح کرتا ہے : وما یعقلها الا العالمون ! (۲۹ : ۴۳)

(ایک عالمگیر غلطی)

لیکن دنیا کا خسران صرف اسی میں نہیں ہے که وہ سچائی کی طرف نہیں بڑھتی ' بلکه اس سے بھی زیادہ یه که بسا اوقات اسکی جانب قدم تو اُٹھاتی ہے ' پر ایسا ہوتا ہے که راہ هی میں گم ہوجاتی ہے ' اور جسطرح اسکی طرف نہ چلکر اس سے محروم تھی ' ٹھیک ٹھیک اسی طرح اسکی طرف چلکر بھی محروم رهتی ہے - کیا تم نہیں دیکھتے که قران حکیم نے انسان کے نقصان و خسران کے جو مختلف حالات بیان کیے ہیں ' ان میں سے ایک زیادہ عام اور زیادہ پیش آنے والی حالت کیلیے " ضلالت " کا لفظ اختیار کیا ہے - اور اسی سورۂ فاتحه میں (جسکے ما تحت آجکی تقریر ہے) " مغضوب علیهم " کے ساتھه ایک اور گروہ کا باسم " الضالین " تذکرہ کیا گیا ہے - " ضلالت " کا ٹھیک ٹھیک ترجمه تم کو معلوم ہے که " گم راهی " اور " راستے میں بھٹک جانے " کے ہیں - اسی لیے متحیر اور غیر متعین نظر رکھنے والے پر بھی " ضال " کا اطلاق ہوتا ہے کیونکه کوئی متعین راہ اسکے سامنے نہیں ہوتی - پس قران کریم نے نوع انسانی کی بد حالی و تباهی کی سب سے بڑی عام حالت کو اسی لفظ سے تعبیر کیا ' اور اسمیں بڑا نکته یه ہے که بسا اوقات انسان کو اٹھنے اور چلنے سے انکار نہیں ہوتا - وہ سفر تو کرتا ہے - پر ہوتا یه ہے که منزل مقصود کی حقیقی شاہراہ اس پر نہیں کھلتی ' اور وہ راہ هی میں بھٹک کر رهجاتا ہے - نتیجه یه نکلتا ہے که باوجود چلنے کے منزل مقصود سے اسی طرح محروم رهتا ہے ' جس طرح وہ شقی و جاحد محروم رہا ' جس نے چلنے کا قصد هی نہیں کیا تھا - یہی حقیقت اصطلاح قرانی میں " تحبط اعمال " کی ہے جسپر جا بجا مختلف پیرایوں میں زور دیا گیا ہے که فحبطت اعمالهم (۱۸ : ۱۰۴) (انکی تمام محنتیں ' کوششیں اور راهروی کی مشقت بالکل اکارت گئی ' اور اسکا کوئی پھل انہیں نہ ملا)

چنانچه اس " ضلالت " عمل کی ایک عمدہ مثال دنیا کی عالمگیر " مشاهیر پرستی " بھی ہے جو مقصد کے لحاظ سے ایک نہایت اهم ' عظیم المنفعۃ ' حیات پرور ' اور سعادت بخش حقیقت تھی ' لیکن با ایں همه اس بارے میں همیشه قوموں نے غلطی کی ' اور اکثر حالتوں میں سخت ٹھوکر کھائی - وہ دنیا کی عالمگیر ضلالت کبری جو اسکے ہر عمل میں حقیقت اور مقصد کو فنا کرتی اور ظواهر و رسوم کی اس سے پوجا کراتی ہے ' افسوس که اس حقیقت کیلیے بھی هلاکت بخش ہوئی ' اور گمراهیوں اور حقیقت نا شناسیوں سے اسطرح اس عمل عظیم کو آلودہ کردیا گیا که بسا اوقات هدایت کی جگه ضلالت کا ایک بہت بڑا پتھر ثابت ہوئی !

(بقیه آیندہ)

بصائر و حکم

جنگ کا اثر اخـــلاق پر

(۲)

اجتماع و انضمام کي حالت ميں اگرچه افراد کي خصوصيات فنا هو جاتي هيں اور ايک مستقل اجتماعي قوت پيدا هو جاتي هے ' ليکن بوسيده اينٹيں کب تک ديوار کو قائم رکهه سکتي هيں؟ بالاخر افراد کي مخفي خصوصيت نماياں هوتي هے ' اور يه شيرازه دفعةً درهم برهم هو جاتا هے - سنه ۱۸۷۰ کي شکست نے فرانسيسيوں کے جذبات شجاعت کو بالکل پامال کرديا تها - اوس کے بعد اگرچه مظاهرت ' شورش ' تعليم ' اور مختلف انقلابات نے اونکے خون کو بہت اچهه گرم کرديا ' تاهم ميدان جنگ ميں وه اپنے قديم داغ کو نه چهپا سکے ' اور باوجود تراکم افواج و تعاضد حلفاء ' اپني کهوئي هوئي شجاعت کو واپس نه بلاسکے -

متصل ذلت آميز شکستوں کا اثر کبهي کبهي اسقدر مستقل هو جاتا هے که روحاني طاقت بهي به مشکل اوسکو مٹاسکتي هے - يهوديوں کو بار بار کي شکست اور ايک زمانهٔ ممتد کے اَسر و غلامي نے اسقدر بزدل بناديا تها که جب حضرت موسى عليه السلام نے بيت المقدس ميں اونکا فاتحانه داخله کرانا چاها تو اون کي رعد آسا آواز ' اور بيت المقدس کي مذهبي عظمت بهي يهوديوں کے دلوں کو نه گرما سکي اور اونهوں نے صاف صاف کهديا :

يا موسى انـا لن نـدخلهـا ابدا ما داموا فيهـا ' فاذهب انت و ربك فقاتلا ' انا ههنا قـاعـدون (۶ : ۲۷)	اے موسى ! جب تک وه طاقتور لوگ بيت المقـدس ميں لڑنے کيليے موجود هيں ' هم کبهي بهي اوس ميں داخل

هونے کي جرأت نهيں کرسکتے - تم اپنے خدا کے ساتهه جاؤ اور لڑو ' هم اسي جگه بيٹهے هوے تماشه ديکهينگے -

ليکن عرب کي کبهي شکست نه کهانے والي طاقت نے آنحضرت صلى الله عليه وسلم کو ٹهيک ٹهيک ايک ايسے هي موقع پر يه جواب ديا تها :

لا تقـــول کما قال قوم موسى " اذهب انت وربك فقاتلا " و لكنا نقاتل عن يمينـــك ' و عن شمالك ' و بين يديــك و خلفـــك (بخاري)	يا رسول الله ! هم آپکو وه جواب نه دينگے جو موسى کي قوم نے موسى کو ديا تها که تم اپنے خدا کے ساتهه جاو اور لڑو ' بلکه هم آپ کے دائيں ' آپ کے بائيں ' آپ کے آگے ' آپ کے پيچهے ' غرض هر طرف سے جمع هوکر اور قدم بقدم هوکر لڑينگے - اور اپني جانوں کو آپ پر نثار کرينگے !

دراصل يهي وه اختلاف حالت هے جس سے " امة مسلمه " اور " خير الامم " اور " شهـــداء على الناس " کي حقيقي خصوصيات واضح هوتي هيں ' اور يهي وه خصائص هيں جنهوں نے مسلمانوں کو " مغضوب عليهم " يعني يهود ' اور " الضالين " يعني نصارى کي راه سے الگ کرکے " الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين " کي صراط مستقيم پر قائم کرديا تها - اور يهي انکي وه فضيلت مخصوص هے جسکي بنا پر زبان الهي نے مغضوبيت کي جگـه محبوبيت کا مرتبـهٔ اعلي انهيں عطا کيا اور فرمايا : يحبهم و يحبونه - خدا انکو پيار کريگا اور وه خدا کو پيار کرنے والے هونگے : رضي الله عنهم و رضوا عنه - وه گذشته اقوام کي طرح مغضوب و مغبوض کيونکر هوسکتے هيں حالانکه انکے ايثار و قرباني و ابتغاء مرضات الله کي وجه سے خدا انسے راضي هوا اور وه الله کي بخشي هوئي خلافت و وراثت ارضي پاکر خدا سے راضي و خوشحال هيں !

ليکن اس قسم کي مستقل شجاعت کبهي کبهي عارضي شکست بهي کها جاتي هے - مگر اس حالت ميں بهي صرف فوج هي کي جمعيت کو صدمه پہچتا هے - دل مضبوط و استوار رهتا هے - غزوهٔ احد ميں ابتلاء الهي نے صحابه کو منهزم کرديا تها - ليکن اونکي جانبازي ميں کوئي فرق نهيں آيا - وه اوسي طرح آنحضرت پر پروانه وار فدا هوتے رهے جسطرح غزوهٔ بدر ميں فدا هوے تهے - جنانچه آنحضرت نے جب ايک موقع پر گردن بلند کرکے کفار کي جمعيت کو ديکهنا چاها تو ابو طلحه کے جوش فدويت نے آپ کو يه کهکر روکا :

لا تشرف يصبيك سهم من سهام القوم نحري دون نحرک (بخاري)	آپ سر اوٹها کر نه ديکهيے ' ايسا نه هو نه آپکے کوئي تير لگ جاے - ابهي تو ميرا سينه آپ کے سينه کيليے سپر هے '

(۴)

محاسن اخلاقي ميں باهم ايک سلسله ربط و اتحاد کا هوتا هے ' اسليے ايک خلق دوسرے خلق کو پيدا کرتا هے - اگر ايک شخص ميں فياضي کا ماده هے تو وه فطرتاً رحمدل اور رقيق القلب بهي هوگا - اگر کوئي شخص بخيل هے تو سنگدلي اوسکے ليے لازمي هے - يهي حال شجاعت و بزدلي کا بهي هے - اونکے نتايج و آثار صرف ميدان جنگ هي ميں نظر نهيں آتے - وه ايک سلسلهٔ اخلاق پيدا کرديتے هيں ' جسکا اثر ملک و قوم کي زندگي کے هر شعبه ميں نظر آتا هے - ايک جنگجو اور بهادر قوم بالطبع اولوالعزم ' بلند حوصله ' باضابطه ' مشقت پسند ' اور فياض طبع هوتي هے - اسليے وه اولوالعزمانه سير و سياحت کرتي هے ' علمي تحقيقات ميں مختلف ملکوں کي خاک چهانتي پهرتي هے ' فقر و فاقه اوسکے عزم و اراده ميں خلل انداز نهيں هو سکتے - وه اپني دولت کو مفيد کاموں ميں بيدريغ صرف کرتي هے - ليکن بزدلي انسان ميں عورتوں کي خصوصيات پيدا کرديتي هے ' اسليے غير جنگي اقوام فنون لطيفه کي طرف اپنا ميلان ظاهر کرتي هيں - رقص و سرود ميں اونکو لطف آنے لگتا هے - شب و روز عيش پسندي ميں مصروف رهتي هيں - جامه زيبي اونکي فطرت بن جاتي هے - تمام ضروري کاموں کو چهوڑ کر ملاهي و ملاعب هي ميں مشغول هو جاتي هيں -

اسلام جن اولوالعزم بزرگوں کي ذات پر ناز کرتا هے ' وه وهي لوگ تهے جو فوجي روح کو زنده کرکے خود فنا هو گئے - چنانچه امتداد زمانه کے ساتهه جسقدر يه روح پژمرده هوتي گئي ' اسيقدر مسلمانوں ميں عيش پرستي کا ميلان ترقي کرتا گيا - مسلمانوں کو بغداد کے تمدن و علوم و فنون پر بڑا ناز هے ' ليکن وه بهي سلاطين کي بزم طرب کا ايک گلدسته تهے - همارے نزديک يه کوئي فخر کي چيز نهيں بلکه ايک حديث نبوي جو امام بخاري نے صدها ميلوں کا سفر کرکے حاصل کي ' دراصل اون تمام علوم سے بدرجها زياده بيش قيمت هے -

(۵)

شخصي حالتوں ميں اگر ايک شهري پر کوئي شخص حمله کردے تو پوليس اوسکي حفاظت کريگي - ليکن اگر اوسي شخص کو ميدان جنگ ميں کهڑا کر ديا جاے تو اوسکو صرف اپني هي حفاظت نهيں کرني هوگي ' بلکه وه دوسرونکي حفاظت کا بهي ذمه دار هوگا - ميدان جنگ سے فرار اسي بنا پر عار بلکه جرم خيال کيا جاتا هے - انسان کو جو جذبه اپنے ساتهه دوسرے کي اعانت

ر تعاون پر آمادہ کرتا ہے' اوسیکا نام عصبیت ہے - وہ فطرتاً ہر شخص میں موجود ہے - ایک بھائي اپنے بھائي کي مصیبت نہیں دیکھہ سکتا - بیٹا باپ کي ذلت برداشت نہیں کر سکتا -

لیکن عصبیت کا کامل ظہور صرف زمانۂ جنگ ھي میں ھوسکتا ہے - یہي وجہ ہے کہ جو قومیں ھمیشہ امن و سکون کي زندگي بسر کرتي ھیں ' اون میں بہت کم عصبیت پائي جاتي ہے - ایک متمدن شہري باشندے کو اپنے بھائي سے زیادہ پولیس پر اعتماد ھوتا ہے - لیکن ایک وحشي انسان پولیس کي اعانت سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتا ' اسلیے وہ خود ھي اپني حفاظت کرتا ہے - اور ھمیشہ اپني قوم کي اعانت پر آمادہ رھتا ہے -

متواتر جنگ جذبۂ عصبیت کو ابھارتي رھتي ہے ' اور متصل امن و سکون اس آگ کو بجھاتا رھتا ہے - اسي لیے جو قومیں جنگجو ھوتي ھیں ' اون میں شدت کے ساتھہ عصبیت پائي جاتي ہے - لیکن جن قوموں کو میدان جنگ میں جانے کا موقع نہیں ملتا اون میں یہ روح بہت کم پائي جاتي ہے - ایک متمدن شخص میدان جنگ کے اندر اپني حفاظت میں مصروف رھیگا ' لیکن ایک جنگجو قوم کا فرد اپنے بھائي کي حفاظت کو اپني ذات پر مقدم رکھیگا - اس قسم کي عصبیت اگرچہ حقیقي طور پر متحد النسب لوگوں میں پائي جاتي ہے ' لیکن معاھدے اور مختلف سیاسي تعلقات کے ذریعہ سے دو حلیفوں میں بھي پیدا ھوسکتي ہے ' اور یہ مصنوعي عصبیت زمانۂ جنگ ھي کیلیے پیدا کي جاتي ہے -

عصبیت اپنے اندر محاسن اخلاق کا ایک بڑا ذخیرہ رکھتي ہے - وہ خود غرضي کو بالکل مٹا دیتي ہے - ایثار نفس کي تعلیم دیتي ہے - وہ انسان میں چستي و چالاکي پیدا کرتي ہے ' اور ایک فرد کي آواز پر تمام قوم کھڑي ھو جاتي ہے - وہ ایک قوم کے اخلاق و عادات کو محفوظ رکھتي ہے اور اوسکو کسي دوسري قوم میں مدغم نہیں ھونے دیتي - شجاعت اگرچہ بجاے خود ایک جوھر ہے ' لیکن عصبیت اوسکو جلا دیتي ہے ' اور اوسکے ذریعہ متعدد قطرے باھم مل کر سیلاب کي صورت اختیار کرلیتے ھیں - وھي ہے جو میزان عدل کو قائم رکھتي ہے اور وھي ہے جو ظلم و جور کا سختي سے انکار کرتي ہے - یہي وجہ ہے کہ جن قوموں میں ربط و اتحاد اور تعاون و تناصر کا مادہ نہیں ھوتا ' اور اوسکي جگہ خود غرضي ' تفرق ' شقاق ' اور اختلاف پیدا ھوجاتا ہے ' اون میں جنگ ھي کے ذریعہ عصبیت پیدا کي جا سکتي ہے ' اور اسطرح یکایک ایک اتحاد عام ھر طرح کے اختلافوں کو مٹا کر نابود کردیتا ہے - اسلام نے ولولۂ جہاد سے عرب کي اون تمام مختلف جماعتوں اور مختلف نسلوں کو ایک کردیا تھا ' جو آگے چلکر اور تمدن کا امن پا کر ایک نہ رھسکے ' اور باھمي جنگ و جدال شروع ھوگیا - بسمارک نے صرف اسي لیے صدھا مکر و فریب کرکے جرمني و فرانس کي پچھلي جنگ پیدا کي تھي ' اور موجودہ جنگ نے انگلستان اور آئرلینڈ کے اختلاف اور سول وار کو جس طرح مٹا دیا ' وہ سب کے سامنے ہے !

(۶)

جنگجو اور بہادر قوموں کے جذبۂ محبت کي حالت تمام دنیا سے مختلف ھوتي ہے - انسان سب سے زیادہ اپني ' پھر اپنے اھل و عیال کي ' اسکے بعد اپني قوم کي محبت رکھتا ہے - لیکن برخلاف اسکے ایک جنگجو خواہ شخص اپني جان کو سب سے زیادہ ارزان سمجھتا ہے - اور اسلیے اپنے آپ کو سب سے پہلے خطرے میں ڈالدیتا ہے - اللہ اللہ ' ایک عربي شاعر کہتا ہے :

انا لنرخص یوم الروع انفسنا
ولو نسام بھا في الامن ' اغلینا

ھم لڑائي کے دن اپني جانوں کو بہت ارزاں کردیتے ھیں ' لیکن اگر امن کي حالت میں ھم سے اونکا نرخ پوچھا جاے تو وہ بہت ھي قیمتي نکلینگي !!

وہ عموماً میدان جنگ میں رھتا ہے - اوسکو اپني بي بي اور بچوں سے ملنے کا بہت کم موقع ملتا ہے ' اسلیے اون سے بہت کم محبت کرتا ہے - ایک بدو گھر میں بھوکا پیاسا آیا اور کھانا مانگا - گھر والوں نے اوسکو مبارکباد دي کہ " تمھارے یہاں بچہ پیدا ھوا ہے " اور ساتھہ ھي بچے کو گود میں رکھدیا - اوس نے اپنے بہادرانہ جذبہ سے معمور ھوکر کہا : آ آکلہ ام اشربہ ؟ کیا میں اسکو کھاؤں ؟ کیا میں اسکو پیوں ؟

عرب کا ایک بہادر اونٹني کا تمام دودھہ اپنے گھوڑے کو پلادیا کرتا تھا - اوسے اپنے اھل و عیال کي کچھہ پروا نہ تھي - اوسکي بي بي نے شکایت کي تو اوس نے معذرت میں چند شعر کہے :

تلوم علی ان امنح الورد تصعة
وما تستوي و الورد ' ساعة تفزع

میري بي بي مجھے اس بات پر ملامت کرتي ہے کہ میں اونٹني کا تمام دودھ اپنے گھوڑے ورد نامي کو پلا دیتا ھوں ' حالانکہ لڑائي کے وقت وہ ورد کي برابري نہیں کر سکتي !

و قمت الیہ باللجـــام میســرا
ھنالک یجزیني بما کنت اصنع

اور جب میں آمادۂ جنگ ھوکر اوسکے منہ میں لگام چڑھاؤنگا تو اوس وقت وہ میري اس حسن خدمت کا معاوضہ کر دیگا - .

اسکو سب سے زیادہ اپني قوم محبوب ھوتي ہے ' اور وہ اسکے ذرا سے اشارہ پر اپني جان دیدینے پر آمادہ ھو جاتا ہے :

لا یسالون اخا ھم حین یندبھم
في النائبات علي ما قال برھانا

جب انکا بھائي انکو فریاد رسي کیلیے بلاتا ہے تو وہ اس سے دلیل نہیں پوچھتے بلکہ معاً بجلي کي طرح اندھا دھند ٹوٹ پڑتے ھیں !

وہ اپنے بچے کو اس نظر سے پیار نہیں کرتا کہ وہ اسکے باغ زندگي کا گل و ریحان ہے ' بلکہ صرف اس لیے کہ اسکي قوم کا ایک قوي البنیہ ' صحیح الجسم ' اور بہادر و سر فروش فرد ہے ' اور اسلیے وہ بڑا ھوکر خود اسکے لیے نہیں ' بلکہ اسکي محبوب و مطلوب قوم کیلیے ایک مفید وجود ھوگا :

و ان عرارا ان یکن غیـــر واضح
فانی احب الجون ذالمنکب العمم

میرا بیٹا عرار اگرچہ گورا چٹا نہیں ہے لیکن میں تو اس کالے کلوٹے کو محبوب رکھتا ھوں ' جسکے شانے لمبے ' چوڑے ' اور قوي ھیں - یعني قوم کي خدمت و نصرت کیلیے حسن و رعنائي نہیں ' طاقت و توانائي کي ضرورت ہے -

اگر کبھي صغیر السن بچے کي پرورش اسکو میدان جنگ میں جانے سے روکتي ہے تو اسکو نہایت افسوس ھوتا ہے :

لـــو لا بنیـــات کزغب القطـــا
رددن من بعض الی بعـــض

اگر چڑیوں کے بچوں کي طرح میري چھوٹي چھوٹي لڑکیاں نہ ھوتیں جنکي پرورش میرے بعد میرے رشتہ داروں میں بہ مشکل ھوگي تو :

لـــکان لي مضطـــرب واســـع
في الارض ذات الطول و العـــرض

میرے لیـــے ایک فراخ میدان لمبي چوڑي زمیں میں هوتا ' اور وهاں میں ازادانہ اپني قوتوں کي نمایش کرتا -

.و انمـــا اولادنـــا بیـــنـــنا
اکبـــادنـــا عشي علـــي الارض

همارے بچے همارے لخت جگر هیں ' جو زمین پر چلتے پھرتے هیں -

(۷)

یہ اخلاقي جزئیات تھے - انکے علاوہ کلي طور پر بھي جنگ ایک قوم کے نظام لخلاق کو بدل کر اُسکي جگہ دوسرا سلسلۂ اخلاق قائم کر دیتي ھے - جنگ کي وجہ سے انسان اپنے وطن سے نکل کر دوسرے ملکوں کے حدود میں قدم رکھتا ھے ' اور فاتحانہ ثمرات کي حرص اور ظفرمندانہ جاہ و اقتدار کا ولولہ اُسکو وهیں روک لیتا ھے - رفتہ رفتہ وہ وهیں مستقل سکونت اختیار کر لیتا ھے اور اُسي ملک کے رسم و رواج کا پابند هو جاتا ھے - پھر آهستہ آهستہ تعلقات بڑھتے هیں ' اور اوسي ملک میں نکاح و ازدواج کا سلسلہ بھي قائم هوجاتا ھے - اب جو اولاد هوتي ھے ' اُسکي رگوں میں خالص خون نہیں هوتا - وہ دو عنصروں سے مرکب هوتي ھے - اسطرح بتدریج اختلاط نسب هو جاتا ھے اور چند پشتوں کے بعد فاتح کا اصلي نسب نامہ بالکل گم هو جاتا ھے -

اس اختلاط نسب کا صرف یہي نتیجہ نہیں هوتا کہ ایک خاندان اپنے نام و نشان کو کھودیتا ھے ' بلکہ اِس قبیلہ ' اُس خاندان ' اور اوس ملک کي تمام مخصوص اخلاقی خصوصیات فنا هو جاتي هیں اور انکي جگہ ایک نیا نظام اخلاق پیدا هو جاتا ھے - اگر دنیا میں نسلي اور وطني امتیازات کوئي مفید جوهر هیں تو جنگي زندگي کي وسعت کا بلا شبہ یہ نقص ھے - لیکن اگر انسان کیلیے چاهیے کہ وہ تمام کرۂ ارضي کو اپنا وطن اور تمام انساني نسلوں کو اپنا گھرانا سمجھے ' تو پھر یہ انسان کي وہ مشکل ترین متاع مطلوب ھے جو صرف جنگ هي کي روشني میں مل سکتي ھے -

یہ ایک عجیب بات ھے کہ مفتوح قوم پر همیشہ فاتح کي وضع ' لباس ' اخلاق و عادات کا اثر پڑتا ھے - لیکن ازدواجي تعلقات کي حالت میں همیشہ مفتوحہ قوم کي بي بي ' فاتح شوهر پر غلبہ حاصل کر لیتي ھے ' اور اُسکو اپنے رنگ میں رنگ دیتي ھے !

اهل عرب جب تک حدود عرب میں باهم سرگرم کار زار رھے ' اونکا نسب ' اور نسب کے ساتھہ اونکا نظام اخلاق بھي محفوظ رها - لیکن ابتداے اسلام میں جب اونکے فاتحانہ حوصلوں نے حدود حجاز سے باهر قدم رکھا ' تو دفعۃ انکي تمام عربي خصوصیات معدوم هوگئیں - عرب جاهلیۃ کا سب سے بڑا مایۂ فخر یہ تھا کہ وہ اپنے نام و نسب کو ازبر یاد رکھتے تھے ' اور اپنے آپ کو فخریہ اپنے قبیلہ کي طرف منسوب کرتے تھے - جب فتوحات اسلامیہ کا سیلاب دوسرے ملکوں کي طرف بڑھا ' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اختلاط نسب کا خطرہ پیدا هوا - اونھوں نے اهل عرب کو سخت تاکید کي کہ اپنے نام و نسب کو یاد رکھو ' اور ملک شام کے دیهاتي نہ بن جاؤ کہ جب ان سے اونکا نام و نسب پوچھا جاتا ھے تو اپنے گانوں کا نام بتاتے هیں - لیکن فطرت سے کون جنگ کرسکتا ھے ؟ آخر کار اختلاط نسب هوا ' اور قبیلہ کے بجاے اب فوجیں اون مقامات کي طرف منسوب هونے لگیں ' جہاں جنگ کي ضرورت اور سرحد کي محافظت کیلیے وہ مقیم رهتي تھیں - عربي میں " جند " فوج کو کہتے هیں - اسلام کے مفتوحہ ممالک کے نقشے میں متعدد نام اسي انتساب کے ساتھہ مشہور هیں - مثلاً جند قنسرین ' جند دمشق ' جند عواصم - ان ناموں نے اگرچہ عرب کي فوجي طاقت کے مستقل اثر کو اب تک زندہ رکھا ھے ' لیکن اس ترکیب اضافي نے آگے چل کر عرب کے نام و نسب کو بالکل مٹا بھي دیا ' اور نسب صریح جن نسلي اخلاق کي محافظت کرتا ھے ' وہ بالکل معدوم هو گئے -

یہ ایک نہایت اهم دیني و اجتماعي مبحث ھے کہ اسلام نے عرب جاهلیۃ اور تمام اقوام عالم کي نسلي حیثیت کو مٹا کر ایک عالمگیر اور بین الملي برادري قائم کي ' لیکن اسکے ساتھہ هي جسقدر عمدہ خصائص قومي و نسلي زندگي میں هوسکتے هیں ' ان سب کو مذهبي رابطہ قائم کرکے مذهب کي بنا پر پیدا بھي کردیا ' اور اسطرح وہ عمدہ خصائص قومي و ملکي حدود سے نکلکر ' انسانیت کا عام جوهر بنگئے - لیکن اس مبحث کو هم ابھي نہیں چھیڑینگے -

(۸)

لیکن فاتح ایک دوسري حیثیت سے مفتوح قوم کے اخلاق و عادات پر بھي اثر ڈالتا ھے - انسان صرف قوت هي کے آگے سر جھکاتا ھے - اسلیے جب کوئي قوم اوسپر غالب آجاتي ھے تو اوس کو فطرتاً اوسکے فضل و کمال کا اعتراف کرنا پڑتا ھے - رفتہ رفتہ یہي خوش اعتقادي اوسکو فاتح کي تقلید پر مجبور کرتي ھے ' اور وہ وضع ' لباس ' اخلاق ' عادات ' نشست ' برخاست ' غرض هر چیز میں فاتح هي کے نقش قدم پر چلتا ھے - اور اسطرح ایک عظیم الشان تمدني اور اخلاقي انقلاب پیدا هوجاتا ھے :-

تاریخ اسلام میں سیکڑوں واقعات ایسے ملتے هیں جن سے ثابت هوتا ھے کہ مسلمانوں کي فتوحات کے سیلاب نے بہت سي قوموں کو دفعۃ بالکل بدل دیا - هندوستان میں هیٹ کے نیچے جو چھپے هوے سر نشۂ غرور تفرنج و فرنگي مابي میں بدمست نظر آتے هیں ' جب اونکو هوش آئیگا تو معلوم هوگا کہ وہ عقل و بصیرۃ کي جگہ ایک ایسا ذلیل ترین دماغ رکھتے هیں ' جو در پردہ اپنے ضعف اور دوسري قوموں کي قوت کا مہلک اعتراف کررها ھے - بلکہ یہي انجذاب قومي ھے جو انکي جبین نیاز کو اکثر اونکي چوکھٹ پر جھکا دیا کرتا ھے -

یہ انقلاب اگرچہ بظاهر اپنے اندر بہت سي اخلاقي خوبیاں بھي دکھلاتا ھے ' یعني فاتح قوم کے دل و دماغ جن اعلی جذبات سے لبریز رهتے هیں ' مفتوح قوم بھي اونھیں کو جذب کرنا چاهتي ھے ' لیکن سیلاب جب آتا ھے تو گوهر و مرجان سے زیادہ اپنے ساتھہ خس و خاشاک کا ڈهیر بہا لاتا ھے اور اپني یادگار میں اوسیکو چھوڑ کر آگے چلا جاتا ھے - زمین کے حصے میں صرف یہي ڈهیر آتا ھے - اور ایسے خوش قسمت بہت کم هوتے هیں جو صرف گہر و مرجان سے اپنے دامن و جیب کو بھر لیتے هیں -

فاتحانہ حیثیت سے اخلاقي و تمدني انقلاب بھي بالکل اسي طرح اضطراري طور پر هوتا ھے ' اسلیے انسان کي قوت انتخاب بالکل بیکار هوجاتي ھے ' اور فاتح جو کچھہ دیدیتا ھے ' اوسیکو جبراً قبول کرلینا پڑتا ھے - اسکا نتیجہ یہ هوتا ھے کہ مفتوح قوم فاتح قوموں کي تقلید میں سیکڑوں غیر ضروري ' غیر مفید ' بلکہ مضر چیزیں اختیار کرلیتي ھے - اور خس و خاشاک کے ڈهیر میں صدف و گوهر بالکل چھپ جاتا ھے -

فاتح قوم کي جو خوبیاں مفتوح قوم میں منتقل هوتي هیں اونکا اثر صرف چند مخصوص افراد هي میں نمایاں هوتا ھے - هندوستان میں کوٹ پتلون پہن کر چلنے پھرنے والے هر سڑک پر نظر آسکتے هیں ' لیکن انگریزوں کا سا اعلی کیریکٹر اور قومي حریت تعلیم یافتہ لوگوں میں بھي یکسر مفقود ھے -

جنگ کے ذریعہ سے بعض اوقات فاتح قوم میں بعض نہایت شرمناک بد اخلاقیاں پیدا ہو جاتی ہیں - فوج ایک مدت تک گھر سے باہر میدان جنگ میں اقامت گزین رہتی ہے، زمانہ جنگ میں اسکے جذبات و قواء سخت ہیجان کی حالت میں رہتے ہیں، دوامنی اسکو بہت کچھہ مطلق العنان بنا دیتی ہے، اسلیے اسکے جذبات بہیمیہ سخت مشتعل ہو جاتے ہیں، اور وہ اس آگ کو ہر ممکن طریقہ سے بجھانا چاہتی ہے، پس مفتوح قوموں کی ہر چیز حالت جنگ میں مباح ہو جاتی ہے - عرب میں متعہ کا رواج اسی بنا پر ہوگیا تھا جسکو اسلام کی اخلاقی تعلیم نے بتدریج مٹا دیا - ایرانیوں میں عشق رجال کا رواج انہی غلاموں کے ذریعہ سے ہوا جو لڑائیوں میں گرفتار ہوکر آتے تھے - رفتہ رفتہ انہوں نے اس قدر مقبولیت حاصل کرلی کہ فارسی لٹریچر کا ایک جزو لاینفک بن گئے، جنکو اگر علاحدہ کردیا جاے تو فارسی شاعری کا دامن حسن دفعتاً خالی ہو جاے !

ابتدا میں اہل عرب اس مرض سے بالکل نا آشنا تھے، یہی وجہ ہے کہ قدیم عربی شاعری کا دامن اس داغ سے بالکل پاک نظر آتا ہے - لیکن جب اہل عرب کی فتوحات کا سیلاب بڑھا اور اسلام کے دامن میں بھی حلقہ بگوش غلام آے، تو ابتداء میں فوجی خیموں کے اندر انکو دخل ہوا - پھر خلفاے عباسیہ کی بزم طرب کے شمع و چراغ ہوگئے، یہاں تک کہ ابن معتز عباسی نے عربی شاعری کے دامن پر بھی اس داغ کو لگا دیا -

عیش پرستی کی یہ آخری سرحد ہے، اور یہیں پہونچکر ہر قوم فنا ہو جاتی ہے - آج جو لوگ عظیم الشان قوموں کی موت پر ماتم اور نئی قوموں کی شاندار زندگی پر تعجب کر رہے ہیں، انکو صرف مادی طاقت ہی پر نظر نہیں رکھنی چاہیے، بلکہ اُن اخلاقی تغیرات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جو سطوت عامہ کے جزو لاینفک ہیں - اس طرح کی حکیمانہ نگاہ سے ثابت ہو جائیگا کہ ترقی و تنزل صرف اخلاقی انقلابات کا نتیجہ ہیں - اس زبردست طاقت کے سامنے مادی قوت نے ہمیشہ سر تسلیم خم کر دیا ہے - عرب کو اسی اخلاقی طاقت نے ابھارا تھا اور اسی کے تنزل نے انکو موجودہ گمنامی تک پہنچا دیا - و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا -

گریٹ یوروپین وار میپ

اڈیٹر الہلال کی راے

عام تعلیم کے فقدان کیوجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کی واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے، اور اسلیے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوری صحت کے ساتھہ سمجھہ نہیں سکتے - علی الخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کی خبرونکا صحیح اندازہ تو بغیر اسکے ممکن ہی نہیں کہ یورپ، ایشیا، اور افریقہ کے تمام بحر و بر اور انکے حدود و علائق پیش نظر ہوں - اس بنا پر منشی محبوب حسین صاحب کی جانفشانی قابل داد ہے کہ انہوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو انگریزی میں مرتب کیا ہے، اور اسمیں پوری احتیاط و پابندی اصول نقشہ نویسی سے کام لیا ہے - نہ صرف عوام بلکہ خواص کیلیے بھی ضروری ہے کہ اس نقشہ کی ایک ایک کاپی ضرور لیں اور اپنی سامنے لٹکا دیں - موجودہ جنگ دنیا میں جو انقلاب کر رہی ہے اسکے اجمال کی یہ نہایت عمدہ شرح ہے -

قیمت بغیر رنگ ۴ آنہ - رنگین ۸ - آنہ فولڈینگ - خوبصورت مجلد کتاب کی شکل ایک روپیہ - مؤنٹڈ یعنی کپڑا اور رول سے مکمل روغندار دو روپیہ چار آنہ -

ملنے کا پتہ : منیجر - ایم - حسن برادرس - نمبر ۲ نواب عبد اللطیف لین - کلکتہ

تاریخ و عبر

حادثہ محزنہ کربلا

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ خون آلود حرفوں میں لکھا گیا، اور اشکبار آنکھوں سے پڑھا گیا ہے - لیکن اس درد انگیز واقعہ اور ماتم خیز حادثہ کے اندر شریعت اسلامیہ کی بے شمار بصیرتیں مضمر تھیں جنکو خون کی ان چادروں نے چھپا دیا - اور ہزاروں اسوہاے حسنہ مخفی تھے جنکو آنسوؤں کے سیلاب بہا لیگئے !

اسلیے اب ہمکو قدیم زمانے کی مجلس ہاے ماتم میں ایک نئے حلقہ ماتم کا اضافہ کرنا چاہیے، اور خون آلود آنسوؤں کا جو چشمہ ہمارے زخم رسیدہ دلوں سے ابل رہا تھا، اسکو کچھہ دیر کیلیے ملتوی کرکے خود واقعۂ شہادت کو اسرار شریعت اسلامیہ کا سرچشمہ بنانا چاہیے - حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر ماتم کرنے کا یہ ایک نتیجہ خیز طریقہ ہوگا اور شریعت نے اُمت محمدیہ کو اسی قسم کے طریق ماتم کی ہدایت فرمائی ہے -

دنیا میں اسلاف پرستی کا فطری مادہ ہر قوم کے اندر ہمیشہ موجود رہا ہے - اسی بنا پر تمام قوموں نے اپنے اپنے اسلاف کا ماتم مختلف طریقوں سے منایا ہے، اور اونکے اعمال کو آیندہ نسل کی عبرت و بصیرت کیلیے زندہ رکھنا چاہا ہے - لیکن ان تمام طریقوں میں جو طریقہ سب سے زیادہ مقبول ہوا، وہ رہی ہے جسکی بنیاد دنیا کی بت پرستی نے رکھی، اور دراصل اصنام پرستی کی زنجیر عمل کی پہلی اور آخری کڑی اسی کو سمجھنا چاہیے - پہلی اس لیے کہ بسا اوقات انسانوں نے اسی راہ سے اصنام پرستی کی منزل پائی، اور آخری اسلیے کہ بت پرستی خود تو چلی گئی مگر اپنا نقش قدم اس شکل میں بتک چھوڑ گئی ہے -

ہمارا اشارہ اسلاف پرستی کے اس طریقہ کی طرف ہے جسکی بنا پر مشاہیر ملک و قوم کے مجسمے (اسٹیچوز) بنائے جاتے ہیں اور انکو اسلیے نصب کیا جاتا ہے تاکہ انکے ذریعہ قوم کو ہمیشہ مشاہیر کی یاد دلائی جاے اور انکے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت ملے -

اگرچہ اسلاف پرستی کا یہ نہایت قدیم طریقہ تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک اس قسم کے متعدد مجسمے قائم ہوچکے تھے اور انکی علانیہ پرستش کی جاتی تھی - لیکن یونان و مصر نے ان مجسموں پر تمدن و تہذیب کا آب و رنگ چڑھا کر اونکو اور بھی شاندار و دلفریب بنا دیا - آج یورپ بانیان تہذیب و تمدن کے دیوتاؤں کی جو نمایش مجسموں کی شکل میں کررہا ہے، اونکے اندر یونان کی اس قدیم تہذیب کا عکس صاف نظر آتا ہے - ہندوں کی مذہبی سطح پر بھی تصویروں کی جو صفیں نظر آرہی ہیں، اون میں بھی اوسی کی جھلک پائی جاتی ہے -

لیکن اسلام ایک دین خالص تھا جو توحید خالص کو قائم کرنا چاہتا تھا اور انسانی عظمت کی اُن تمام راہوں کا ہمیشہ کیلیے دروازہ بند کر دینا چاہتا تھا، جو کسی حال میں بھی الہی عظمت کے نقطہ تک پہونچ سکتی تھیں یا قریب ہوسکتی تھیں - پس وہ کسی طرح بھی قیام ذکر و بقاے عظمت کا ایسا طریقہ اختیار نہیں کرسکتا تھا جسمیں پڑکر دنیا بار بار ٹھوکر کھاچکی تھی -

اسلام نے ظاہر ہوتے ہي دنیا کے تمام اعمال و معمولات پر نظر ڈالي' اور ہر عمل کي حقیقت و روح کو لے لیا اور غیر مناسب و موزوں جسم و لباس کو چھوڑ دیا -

وحشت نے جن حقیقتوں کو تاریک پردوں میں چھپا دیا تھا وہ دفعۃً چاک چاک ہوگئے ' جہالت نے جن موتیوں کو پتھروں کے ڈھیر میں گم کردیا تھا ' وہ ان سے الگ ہوکر دنیا کے دامن مراد میں آگئے' غیر معتدل تمدن نے جن کھلي ہوئي بصیرتوں کو خوشنما پردوں کے آب و رنگ میں راز سربستہ کي طرح مقفل کردیا تھا' وہ یکسر فاش ہوگئے ' اور حقیقت آفتاب کي طرح علانیہ بے نقاب ہوکر ہر انسان کو نظر آگئي - قرآن حکیم نے اسي انقلاب کو ان مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے !

الله ولي الذین آمنـــوا یخرجهم من الظلمت الی النور' و الذین کفروا اولیاؤهم الطاغـــوت یخـــرجـونهـــم من النــــور الـی الظـلمت (۲ : ۲۵۸)

خدا مسلمانوں کا دوست اور ساتھي ہے اُنکو ہر طرح کي انساني تاریکیوں سے نکالکر فطرۃ صالحہ کي ربّاني روشني میں لاتا ہے ' مگر کفر کے دوست اونکے طاغوت ہیں' جو اونکو خدا کي بخشي ہوئي روشني سے نکالکر جہل و ضلالت کي اندھیري کي طرف لیجاتے ہیں -

یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا جسکي مثالیں اسلام کي تمام تعلیمات میں نظر آتي ہے ' اور مشاہیر و عظماء کے ماتم کرنے کا طریقہ بھي اس سے مستثنی نہیں چنانچہ قدماء کي یادگار قائم کرنے اور ان کے اعمال و آثار کے زندہ رکھنے کا جو طریقہ زمانۂ قدیم سے چلا آتا تھا' اسلام نے اوس میں بھي ایک روحاني انقلاب پیدا کردیا - اس نے مسلمانوں کو مجسموں کي شکل میں اسلاف پرستي کي اجازت نہیں دي کیونکہ وہ بت پرستي تک منجر ہوتي ہے اور اسلام زندہ انسانوں کے شرف کو پتھروں کے آگے نہیں جھکانا چاہتا ' مگر اس نے مشاہیر کرام اور اسلاف صالحین کے نمونوں کے فوائد عظیمہ کو بھي ضائع ہونے نہ دیا' اور انکے اثر کو اسطرح حي و قائم کردیا کہ ہر مومن کے آگے انکے عملي زندگي کے نمونے پیش کردیے' اور کہا کہ دن میں پانچ بار جب خدا کے حضور آو تو صراط مستقیم پر چلنے کي ہدایت مانگو - ساتھہ ہي تشریح کردي کہ صراط مستقیم انبیاء' صدیقین'. شہداء' اور صالحین کي راہ علم و عمل ہے - اور اسلیے انکے نمونے ہر وقت تمھارے سامنے رہنے چاهییں (یہ نہایت اہم مقام ہے - اسکي پوري تفصیل تفسیر سورۂ فاتحہ میں دیکھني چاہیے جو بسلسلۂ مجلدات البیان في مقاصد القران البـــلاغ پریس میں چھپ رہي ہے)

پس ماتم کي رسم پر وحشت نے جن تاریک پردوں کو ڈال کر اصل حقیقت کو چھپا دیا تھا' اور تمدن و تہذیب نے ان پردوں پر نظر فریب رنگ چڑھا کر جن بصیرتوں کو گم کردیا تھا' اسلام نے اُن سب کو چاک چاک کردیا' اور مغز حقیقت جن چھلکوں میں چھپا ہوا تھا اون سے نکل کر علانیہ آشکارا ہوگیا -

قرآن حکیم میں انبیاے سابقین کے جو قصص مذکور ہیں' اُن کے اندر درحقیقت اونھیں بصائر و حکم کي روح مضمر ہے جو مجسموں کے قالب میں حلول کرکے بالکل بے اثر' اور محض ظاہر فریب ہو جاتي تھي - قرآن مجید قدماء و اعاظم رجال کي یادگاروں کے قائم کرنے کے اصل مقصد کو "اسوۂ حسنہ" کے جامع لفظ سے تعبیر کرتا ہے ' اور مسلمانوں کو جابجا اسپر توجہ دلاتا ہے - چنانچہ تم بار بار انہیں صفحات پر پڑھچکے ہو کہ اس نے حضرۃ ابراهیم خلیل علیه السلام کے نمونۂ حیات کو مسلمانوں کا قبلۂ وجوہ و کعبۂ انظار قرار دیا -

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ في ابراهیم و الذین معه (۶ : ۴)

تمھارے لیے حضرۃ ابـراهیم کي حیات طیبه میں' اور انکي زندگي مین جو انکے ساتھي ہیں' پیروی کیلیے بہترین نمونہ رکھا گیا ہے -

اس بنا پر اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جو اسلاف پرستي کي صحیح اصول پر اسلامي تعلیم دیتا ہے ' اور اسي صحیح اصول کے مطابق چاهیے کہ حضرت امام حسین علیه السلام کے واقعہ شہادت کے اندر عزم و استقلال ' صبر و ثبات ' استبداد شکني ' قیام جمہوریت ' امر بالمعروف ' و نہي عن المنکر کي جو عظیم الشان بصیرتیں موجود ہیں ' اُنکي یاد کو ہر وقت تازہ رکھیں ' اور کم از کم سال میں ایک بار اس مذہبي قـرباني کي روح کو تمـام قوم میں ساري و جاري کردیں -

لیکن ان بصیرتوں کے علاوہ حضرت امام حسین علیه السلام کي ذات میں ایک اور عظیم الشان بصیرت بھي موجود ہے' جسکا سلسلہ مذہب کي ابتدائي تاریخ سے شروع ہوتا ہے - اور اوسکي آخری کڑي اسلام کي تکمیل سے جاکر مل جاتي ہے -

دنیا کي مذهبي تاریخ کي ابتدا عجیب بیکسي کي حالت میں ہوئي - ہم نے دنیا کے سخت سے سخت معرکوں میں باپ کو بیٹے کا شریک ' بھائي کو بھائي کا حامي ' بي بي کو شوہر کا مددگار پایا ہے - لیکن صرف مذہب ہي کا روحاني عالم ایک ایسا عالم ہے ' جہاں باپ کو بیٹے نے ' بھائي کو بھائي نے ' شوہر کو بي بي نے چھوڑ دیا ہے - بلکہ اُنکي مصیبتوں میں اور بھی اضافہ کیا ہے -

یہي سبب ہے کہ خاندان نبوت ہمیشہ اعزہ و اقارب کي اعانت سے محروم رہا - حضرت نوح علیه السلام نے ایک مدت تک شب و روز اپني قوم کو دعوت توحید دي اور قوم نے فرط بغض و عناد سے انکي دعوت حق کو رد کردیا ' انسے علحدگي اختیار کر لي ' اور کانوں میں انگلیاں تک دے لیں :

قـــال رب اني دعوت قومي لیـــلا و نهـــاراً فـــلم یزدهـــم دعائي الا فرارا و اني کلمّـــا دعوتهـــم لتغفر لهـــم ' جعلـــوا اصابعهـــم في آذانهـــم و استغشـــوا ثیـــابهـــم و اصـــروا واستکبروا استکبـارا - (۷۱ : ۵)

نوح نے عرض کیا : خداوندا ! میں نے شب و روز دعوت حق کي - لیکن اُسکا اُلٹا اثر یہ ہوا کہ لوگ مجھہ سے اور زیادہ بھاگنے لگے - میں نے جب جب اونکو تیري مغفرت کیلیے پکارا' اونہوں نے کانوں میں اونگلیاں ڈال لیں - اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے کہ اُن تک تیری آواز نہ پہونچ جاے ' آہ ! یہ حق ناشناس قـوم ہمیشہ سخت ہٹ دھرمي اور باطل پرستانہ گھمنڈ کا اظہار کرتي رہي !

لیکن اس پیغمبرانہ آواز کي صداے بازگشت صرف انکي قوم ہي کے در و دیوار سے ٹکرا کر ناکامیاب واپس نہیں آئي ' بلکہ خود اونکے گھر کے در و دیوار نے بھي اوسکو ٹھوکر لگائي' اور خاندان نبوت کے چشم و چـراغ یعنی انکے بیٹے نے بھي اس نـور کو قبول نہ کیا - آخري وقت میں حضرت نوح علیه السلام نے پھر اپنے بیٹے کو خدا کي پناہ میں بلایا ' لیکن اسوقت بھي اوسکا گوش نصیحت نیوش وا نہوا - اسلیے وہ بھي تمام قوم کے ساتھہ عذاب الہي کي طوفان خیز موجوں میں بہہ گیا !

و نادی نوح ابنه و کان في معزل : یابني ارکب ... جبـــل

اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو اپنے شامت اعمال کیوجہ سے اون سے علحدہ تھا پکارا کہ اے بیٹے ہمارے ساتھہ کشتي میں سوار ہوجا' اور کافروں کا ساتھہ

يعصمني من الماء‘ قال لا عاصم اليوم من امر الله الا من رحم - وحال بينهما الموج فكان من المغرقين - (۱۱ : ۴۴)

نه نے - اوس نے کہا میں پہاڑ پر چڑہ جاؤنگا اور وہ مجھے اس طوفان سے بچا لیگا - نوح نے کہا تو کس ضلالت عقل میں مبتلا هے ؟ آج خدا کے عذاب سے کوئي بهي نه بچاسکے گا -

چنانچه نوح کي پکار کچهه بهي سودمند نهوئي اور اوسکے اور اوسکے بیٹے کے درمیان موج حائل هوگئي ' اور تمام لوگوں کے ساتهه وہ بهي ڈوب گیا -

حضرت لوط علیه السلام کے تمام خاندان نے اگرچه اونکا ساتهه دیا ' لیکن خود اونکي بي بي اُنسے علحده هوکر تمام قوم کے ساتهه عذاب الہي میں شامل هوگئي :

قالوا انا ارسلنا الى قوم مجرمين ' الا ال لوط انا لمنجوهم اجمعين الا امراته قدرنا انها لمن الغابرين (۱۵ : ۵۸)

فرشتگان عذاب نے کہا : هم اس گنہگار قوم کو اسکے اعمال بد کا نتیجه دکہلا نے کیلیے بهیجے گئے هیں - همارے عذاب سے صرف لوط کا خاندان محفوظ رهیگا ' اور اون میں سے بهي اُنکي بي بي تمام قوم کے ساتهه عذاب الہي میں شامل کر لیجائیگي کیونکه وہ بهي کافرہ هے -

لیکن حضرت ابراهیم علیه السلام کے زمانے سے خاندان نبوت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا هوا - حضرت نوح علیه السلام کا بیٹا اُنسے علحده هوگیا تها ' حضرت لوط علیه السلام کي بي بي نے اُن سے کنارہ کشي اختیار کرلي تهي - لیکن اس دور ابراهیمي میں بیٹے نے باپ کي ' بي بي نے شوهر کي ' بهائي نے بهائي کي دعوت حق پر لبیك کي صدا بلند کي ' اور اس دعوت کي اشاعت میں جو جو مصیبتیں اُنپر پیش آئیں ' اُن میں برابر کے شریک رهے - سب سے پہلے حضرت هاجرہ رضي الله عنها نے اس جہاد روحاني کي طرف قدم بڑهایا اور اپنے شوهر کے ساتهه اپنے لخت جگر کو ایک " وادي غير ذى زرع " میں ڈالدیا ' جہاں کئي سو میل تک آب و گیاہ کا پته نه تها - یه اُسي سخت امتحان کي پہلي منزل تهي جس کیلیے خداوند تعالی نے حضرت اسماعیل علیه السلام کو انتخاب کیا تها - چنانچه جب اُس آخری امتحان کا وقت آیا تو اونهوں نے باپ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا :

فلما بلغ معه السعي قال يا بنى اني ارى فى المنام اني اذبحك فانظر ماذا تري ؟ قال يا ابت افعل ما تومر ستجدني ان شاء الله من الصابرين - فلما اسلما و تله للجبين و ناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤياء ' انا كذلك نجزي المحسنين - ان هذا لهو البلاء المبين (۳۷ : ۹۹)

جب اسمعیل علیه السلام حضرت ابراهیم علیه السلام کے ساتهه چلنے پهرنے کے قابل هوگئے تو اونهوں نے ایک دن کہا : اے بیٹے ! میں نے خواب میں دیکها هے که گویا تمهیں راہ حق میں ذبح کر رها هوں - میں نہیں کہه سکتا که یه کیا ماجرا هے - تم بهي اسپر غور کرو که اب کیا کرنا چاهیے ؟ بیٹے نے بہ تامل کہا اے میرے باپ ! اس خواب سے تو یہي معلوم هوتا هے که یه الله کي جانب سے ایک اشارہ هے - پس آپ حکم الہي کو پورا کیجیے ' مجھے انشاء الله صبر کرنے والوں اور ثابت قدموں میں سے پائیگا - جب باپ بیٹے دونوں خدا کے آگے جهک گئے اور باپ نے ذبح کرنے کیلیے بیٹے کو زمین پر پچهاڑا تو اسوقت همنے آواز دی : اے ابراهیم ! بس کرو ' تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکهایا - هم صاحبان احسان کو اسیطرح بدلا دیتے هیں - دراصل یه ایک بہت هي بڑي قرباني تهي جسکي تعمیل کیلیے تم تیار هوگئے تهے

حضرت موسی علیه السلام کے ساتهه بهي اونکے خاندان کی اعانت و رفاقت شریک رهي - چنانچه جب اون کو شعله طور کي زبان نے بشارت نبوت دي ' تو اونکي بي بي اونکے ساتهه تهیں - بلکه اونهیں کیلیے وہ آتشکدۂ طور سے آگ لینے گئے تهے :

فلما قضى موسى الاجل و سار باهله آنس من جانب الطور نارا ' قال لاهله امكثوا اني آنست نارا لعلي آتيكم منها بخبر او جذوة من النار لعلكم تصطلون (۲۸ : ۲۹)

جب موسی مدین سے اپني بي بي کو لیکر چلے تو اونکو کوہ طور کے دامن میں آگ کي روشني نظر آئي - اونهوں نے اپني بیوي سے کہا یہیں ٹهرو ' مینے ایک آگ دیکهي هے ' اوسکا پته لگاتا هوں ' شاید تمہارے تاپنے کیلیے آگ حاصل کرسکوں -

لیکن وادي ایمن میں جاکر معلوم هوا که یه آگ کا شعله نه تها بلکه وہ ایک برق خاطف تهي جو فرعون کے خرمن ظلم و استبداد پر گرنا چاهتي تهي - چنانچه جب خدا نے عصا اور ید بیضا کي صورت میں اونکو یه صاعقۂ هلاکت دیا اور اونهوں نے اپنے بهائي هارون کي اعانت کا سوال کیا ' تو خدا نے اوسکو پورا کیا :

قال ستشد عضدك باخيك و نجعل لكما سلطانا -

خدا نے کہا میں تیرے دست و بازو کو تیرے بهائي کي اعانت سے قوي کردونگا اور تم دونوں کو فرعون پر غالب کرونگا -

چنانچه حضرت هارون علیه السلام نے آغاز کار سے انجام کار تک حضرة موسی کا ساتهه دیا ' اور وہ دعوة موسوي کے همیشه شریک و امین رهے -

حضرت موسی علیه السلام کے بعد اس سلسله کو اور ترقي هوئي - پہلے خدا کے ایک صالح بندے نے اپنے بیٹے کو خدا کي مرضي پر قربان کرنا چاها تها ' لیکن اب وہ وقت آیا که خود حضرة مسیح علیه السلام نے قرباني کے جام مقدس کے طرف هاتهه بڑهایا اور انکے لیے سولي کا جو تخته طیار کیا گیا تها ' اسکي طرف بلا کسي باک کے بڑهے :

و ما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبه لهم - (۴ : ۱۵۶)

اور اونلوگوں نے نه تو عیسی علیه السلام کو قتل کیا نه پهانسي دي - بلکه اون پر اس قرباني کي حقیقت مشتبه هوگئي -

لیکن اسلام کے زمانه تک خدا کي راہ میں جو قربانیاں هوئي تهیں ' وہ محض شخصي حیثیت رکهتي تهیں ' یعني انبیاء نے شخصي طور پر خدا کي ذات پر اپني اولاد کو یا اپنے آپ کو قربان کردیا تها - جہاد کي یه ابتداء تهي ' مگر اسکي تکمیل شریعت اسلام پر موقوف تهي - چنانچه اسلام نے جسطرح عقائد و عبادات اور معاش و معاد میں تمام قدیم مذاهب کي تکمیل کي ' اسي طرح جہاد کي حقیقت کو بهي مکمل اور واضح کردیا - اب تک کسي پیغمبر کے خاندان نے جہاد میں کوئي حصه نہیں لیا تها - شخصي طور پر بهي جو قربانیاں کي گئیں ' وہ راہ هي میں روک لي گئیں - حضرت ابراهیم نے اپنے لخت جگر کو خدا کي نذر کرنا چاها لیکن اسکا موقعه هي نه آیا ' حضرت عیسی سولي کے طرف بڑهے لیکن بچالیے گئے - آج تک تمام خاندان نبوت نے متفقه طور پر اسمیں شرکت بهي نہیں کي تهي اور اسکي کوئي نظیر تمام سلسلۂ انبیاء میں نہیں نظر آئي تهي که صرف بهائي ' صرف بیٹا ' صرف بیوی ' هي نے مقصد نبوت میں ساتهه نه دیا هو بلکه بلا تمیز خاندان نبوت کے اکثر اعضاء و ارکان راہ حق میں قربان هوے هوں -

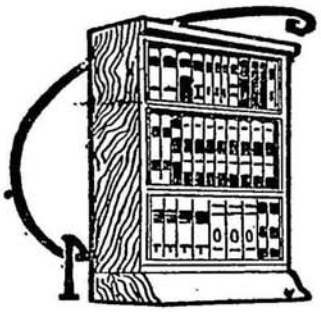

مقالات

یزید کی شخصی خلافت کی بیعت کیلیے جو ہاتھہ بڑھے تھے، وہ اسلام کی جمہوریت کا قلع و قمع کرنا چاہتے تھے، اور مذہب کی قربانیاں صرف امر بالمعروف ونہی عن المنکرہی کیلیے ہوا کرتی ہیں- اسلیے جب اسوۂ ابراہیمی کے زندہ کرنے کا ٹھیک وقت آگیا تو خاندان نبوت کے زن و مرد، بال بچے، غرض ہر فرد نے اس میں حصہ لیا - اور جن قربانیوں کے پاک خون سے زمین کی آغوش اب تک خالی تھی اون سے کربلاء کا میدان رنگ گیا -

پس حضرت حسین علیہ السلام کا واقعہ کوئی شخصی واقعہ نہیں ہے - اسکا تعلق صرف اسلام کی تاریخ ہی سے نہیں، بلکہ اسلام کی اصل حقیقت سے ہے - یعنی وہ حقیقت جسکا حضرت اسمعیل علیہ السلام کی ذات سے ظہور ہوا تھا، اور وہ بتدریج ترقی کرتی ہوئی حضرت عیسی علیہ السلام کی ذات تک پہونچ کر گم ہوگئی تھی، اوسکو حضرت حسین علیہ السلام نے اپنی سر فروشی سے مکمل کردیا -

خاندان نبوت دنیا کے آباد کرنے کیلیے ہمیشہ اوجڑتا رہا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی، حضرت موسی علیہ السلام نے گھر بار چھوڑا، حضرت عیسی علیہ السلام نے آوارہ گردی کی، اور نبوۃ محمدی کے متبعین میں سے حضرت حسین علیہ السلام نے میدان کربلاء کے اندر اس خانہ ویرانی کو مکمل کردیا -

حضرت اسمعیل علیہ السلام سے خاندان نبوت کا سلسلہ ملا ہوا ہے- انہوں نے ایک وادی غیر ذی زرع میں شدت تشنگی سے ایڑیاں رگڑی تھیں - حضرت حسین علیہ السلام نے بھی میدان کربلاء میں اس خاندانی روش کو زنـــدہ کیا - اور غالباً یہی مقصود ہے اون مفسرین امامیہ کا جو " و فدیناہ بذبح عظیم " کی تفسیر میں ذبح عظیم شہادت امام علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں اور اس بارے میں بعض ائمۂ اہلبیت کرام علیہم السلام کے اثار نقل کرتے ہیں -

---

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں البـلاغ پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ہے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے کمیشن معقول دیا جاتا ہے- اور تبلیغ حق اور اشاعۃ معارف قرانیہ کا ثواب اخروی مزید براں -

امن اور اســلام

جن ملکوں میں ہمیشہ اندرونی جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، وہاں کے باشندے عموماً نقض امن اور قتل و خونریزی کے عادی ہوجاتے ہیں، اور کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ اس سلسلہ کو قائم رکھتے ہیں - اسلام سے پہلے عرب بھی اسی قسم کا بدقسمت ملک تھا - اسلیے ریگستان عرب میں انسانی خون کے جو طوفان برپا ہوے، اور اوس میں باہمی جنگ و جدال کی جو تلاطم خیز لہریں اوٹھیں، اوس نے اہل عرب کے جذبات میں ایک عام ہیجان پیدا کردیا، اور اسکا اثر عموماً راہزنی، غارت گری، اور نقض امن کی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا تھا -

یہاں تک کہ خود عرب میں ایک قبیلہ اس بنا پر نہایت بدنام تھا کہ وہ ایام حج میں حاجیوں کا مال چرا لیا کرتا تھا - چنانچہ اہل عرب نے اس قبیلہ کو " سراق الحجیج " کا خطاب دیا تھا -

قبیلہ بنوطے میں ڈاکوؤں کی ایک خاص جماعت قائم ہوگئی تھی، جس نے عرب کے امن کا شیرازہ بالکل درہم برہم کردیا تھا -

اسلام دنیا میں آیا تو عرب کی تمام قوتوں کا رخ اوسکی طرف پھرگیا، اسلیے اسلام اور داعی اسلام پر مالی، سیاسی، اخلاقی، مختلف حیثیتوں سے اس نقض امن کا اثر بھی پڑا - چنانچہ ایک بار مقام ذی قرد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کا جو گلہ چرا کرتا تھا، اوس پر قبیلہ غطفان نے دفعتاً ڈاکہ مارا اور تمام اونٹوں کو لوٹ لیگیا - (۱)

قبائل عکل و عرینہ کا ایک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا اور مدینہ میں قیام کیا - یہاں کی آب و ہوا ناموافق ہوئی تو اوس نے آنحضرت سے اسکی شکایت کی - آپ نے اوسکو صدقہ کے اونٹوں کی چراگاہ میں بھیجدیا کہ صحرا کی تازہ ہوا کھاکر اور اونٹوں کا تازہ دودھ پیکر قوت و توانائی حاصل کریں - لیکن اون لوگوں نے صحیح و تندرست ہونے کے بعد اسلام کو خیرباد کہا - مرتد ہوگیے، اور تمام اونٹوں کو لوٹ کر اپنے ساتھہ لے گیے، اور چرواہوں کو قتل کرڈالا - آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ نے اونکو پکڑوایا اور سزائیں دیں - (۲)

کبھی کبھی عرب کی اس فطرۃ کا ظہور نہایت بے رحمانہ شکل میں ہوتا تھا، چنانچہ ایک یہودی نے چند زیوروں کے لالچ میں ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھکر کچل دیا - لڑکی کو لوگ آنحضرت کے پاس اوٹھا لاے - ابھی تک لڑکی میں اس قدر ہوش باقی تھا کہ آنحضرت نے قاتل کا نام پوچھا تو اوس نے سر اوٹھایا اور اشارے سے بتلادیا - چنانچہ آنحضرت نے قاتل سے اسی طریقہ پر قصاص لیا، یعنی اوسکے سر کو دو پتھروں کے درمیان رکھکر کچلوا دیا (۳)

---

(۱) بخاری جزو ۵ ص ۱۳۰ - (۲) بخاری جزو ۸ ص ۱۶۳ -
(۳) بخاری جزو ۹ ص ۵ -

اسي طرح چند مسلمان خيبر كي طرف گئے ' اور وهاں پهونچكر اپني اپني ضرورت كيليے متفرق هوگئے - پلٹے تو ايک شخص كو مقتول پايا - آنحضرت كي خدمت ميں حاضر هوكر اس واقعه كي خبر كي - آپ نے قاتل كے متعلق شهادت طلب فرمائي - ليكن وه لوگ كوئي گواه پيش نه كرسكے - آنحضرت نے خيبر كے يهوديوں سے قسم لينا چاها' ليكن اون لوگوں نے اونكي قسم پر اعتماد ظاهر نهيں كيا - مجبوراً خود آپنے صدقے كے اونٹوں سے اوسكي ديت ديدی (۱)

ايک بار عرب كے مختلف قبيلوں نے آنحضرت سے فوجي مدد كي درخواست كي - آنحضرت نے قراء صحابه ميں سے ستر آدمي ساتهه كرديے - جب وه لوگ بير معونه پر پهونچے تو ان قبائل نے بيوفائي كي اور اونكو قتل كرديا (۲)

اس قسم كے جرائم صرف كفار هي تک محدود نه تهے - بلكه جب تک آنحضرت صلی الله عليه وسلم كے فيض صحبت اور آپ كي روحاني تربيت نے مسلمانوں كے نظام اخلاق كو پخته اور مكمل نهيں كيا تها ' خود اون سے بهي كبهي كبهي اس قسم كے افعال سرزد هو جايا كرتے تهے - آنحضرت نے به مقام حديبيه كفار كے ساتهه جو معاهدهٔ صلح كيا تها ' اوسكي ايک دفعه يه تهي كه مكه سے جو مسلمان مدينه بهاگ كر آئيگا ' آپ اوسكو واپس كرديا كرينگے - اس بنا پر جب ابو بصير مكه سے مدينه بهاگ آئے تو قريش نے اونكو واپس لانے كيليے دو شخص بهيجے - آنحضرت نے ابو بصير كو اونكے حوالے كرديا - ليكن ابو بصير نے راستے ميں دهوكے سے ايک شخص كو قتل كرديا' اور پهر مدينه واپس چلے آے - آنحضرت نے اونكو دوباره واپس كرنا چاها تو وه دريا كے كنارے بهاگ گئے ' اور وهيں مستقل سكونت اختيار كرلي - مكه كے ستم رسيده مسلمانوں كو خبر هوئي توسب كے سب اون سے جاكر مل گئے - اب ايک مستقل جمعيت قائم هوگئي جو عموماً قريش كے كاروان تجارت كو لوٹا كرتي تهي - قريش نے آنحضرت كي خدمت ميں اسكي شكايت كي تو آپ نے ان لوگوں كو اپنے پاس بلا ليا (۳)

ليكن اس بد امني كا سب سے زياده مضر اور شديد اثر خود اشاعت اسلام پر پڑتا تها - اسلام اپنے روحاني اثر سے تمام عرب ميں نهايت سرعت كے ساتهه پهيلتا جاتا تها' اور عرب كے مسلمان قبائل آنحضرت كي خدمت ميں حاضر هو كر فيض صحبت اوٹهانا اور تعليمات اسلاميه سے بهره اندوز هونا چاهتے تهے - ليكن بد امني كا يه طوفان ان روحاني لهروں كو بهي اپنے اندر سميٹ لينا چاهتا تها -

چنانچه وفد عبد القيس نے آپ كے فيض تربيت و تعليم سے محروم رهنے كا سبب نهايت حسرت آميز الفاظ ميں يه بيان كيا تها :

يا رسول الله! قد حالت بيننا و بينك كفار مضر و لن نخلص اليک الا في الشهر الحرام فمرنا بشي ناخذه عنک وندعو اليه من وراءنا (۴)	يارسول الله! كفار مضر همارے اور آپ كے درميان حائل هوگئے هيں ' اور هم اونكي روكاوٹوں كي وجهه سے هميشه آپكي خدمت ميں حاضر نهيں هوسكتے - صرف حج كے مهينوں هي ميں آ سكتے هيں كه وه امن كا زمانه هوتا هے ' پس آپ هم كو اسلام كے احكام و تعليمات

سكهلا ديجيے - هم خود بهي سيكهه ليں' اور جو لوگ آپكي خدمت ميں حاضر نهيں هو سكتے ' اونكو بهي ان احكام كی دعوة ديں -

اسلام اگرچه اپني دعوة كو تلوار سے شروع كرنا نهيں چاهتا تها اگرچه حق كے قيام كيليے تلوار كے بغير چاره نهيں :

لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي '	مذهب كوئي زبر دستي كي چيز نهيں - گمراهي اور هدايت ايک دوسرے سے

(۱) بخاری جزو ۹ ص ۹ - (۲) بخاری جزو ۵ ص ۱۰۵ -
(۳) ابو داود ۲ جلد ص ۲۵ - كاروان تجارت كے لوٹنے كا ذكر بخاري وغيره ميں هے - (۴ بخاري جزو ۲ -

بالكل الگ هوگئي هے ' اور هر شخص نور و ظلمت ميں اب خود امتياز كر سكتا هے -

ليكن وه كامل سكون و اطمينان كے ساتهه اشاعت اسلام كا بهرحال جائز حق ركهتا تها ' اور اس ليے قيام امن و بسط عدل كيليے منكرين كي فطرت خبيثه كا جانبازانه مقابله كر سكتا تها -

دنيا ميں بظاهر نرمي و ملاطفت اخلاقي تعليم كي اشاعت كيليے زياده موثر و موزوں خيال كيے جاتے هيں ' ليكن اسوقت اسلام كے سامنے اخلاقي تعليم كي اشاعت سے مقدم تر ايک دوسرا سوال تها - اسوقت يه بحث نهيں تهي كه سطح پر عمارت كيونكر قائم كي جاے ' گفتگو يه تهي كه سطح كيونكر هموار كي جاے ؟ اسلام نے مكه كے ايک ايک ٹيلے سے نو برس تک نهايت نرم لهجے ميں اس سوال كا جواب طلب كيا - ليكن صحراے عرب كے هر نشيب و فراز نے جواب ديا كه " هماري گردنيں صرف ٹهوكر هي سے جهک سكتي هيں " اسليے اسلام نے مياں سے تلوار نكالي ' اور قوت سے قوت كا مقابله كيا - ليكن عرب كي جنگجو فطرت كي طرح اسكا مقصد بغض و انتقام كے خون سے تلوار كو رنگين كرنا نه تها - بلكه بد امني كے اون تودوں كو هموار كرنا تها ' جو اشاعت حق و عدل كي راه ميں حائل تهے - چنانچه صحابه جب اس نا هموار راه كي شدائد و تكاليف سے چور چور هوكر سر رشتهٔ صبر و سكون كو هاتهه سے چهوڑ دينا چاهتے تهے ؛ تو آنحضرت صلے الله عليه و سلم اس مقصد اعظم كي اهميت بتلاكر اونكے اندر عزم و استقلال كي روح پهونكتے تهے :

شكونا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متوسد بردة له في ظل الكعبة ' قلنا له الا تستنصر لنا؟ الا تدعو الله لنا؟ قال: كان الرجل فيمن قبلكم يحفر له في الارض فيجعل فيه فيجاء بالمنشار ' فيوضع علي راسه فيشق باثنتين وما يصده ذلک عن دينه ' و يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم او عصب ' وما يصده ذالک عن دينه ' و الله ليتمن هـذا لامر حتی يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت لا يخاف الا اللـه ' او الـذئب علي غنمه ' ولكنكم تستعجلون (۱)	صحابه كهتے هيں كه آنحضرت چادر كو سرهانے ركهكر خانه كعبه كے ساے ميں ليٹے هوے تهے ' هم نے اپني تكليفوں كي شكايت كي اور كها " باوجود ان شدائد كے آپ همارے ليے خدا سے كيوں مدد نهيں مانگتے ؟ همارے ليے دعا كيوں نهيں كرتے ؟ " آپ نے فرمايا : تم سے پهلے كي قوموں ميں جو صاحب عزم مسلمان تهے ' اون كے ليے زمين ميں گڑهے كهود ديے جاتے تهے ' اور وه ان گڑهوں ميں كهڑے كرديے جاتے تهے - پهر آره لايا جاتا تها ' اور اونكے سر پر ركهكر اونكو دو ٹكڑے كرديا جاتا تها - ليكن يه مصيبت بهي اونكو دين

سے نهيں پهير سكتي تهي - اونكي كهالوں پر لوهے كي كنگهياں پهرائي جاتي تهيں جو گوشت سے هڈي اور پٹهوں كو جدا كرديتي تهيں ' ليكن پهر بهي اونكے ايمان ميں كسي قسم كا تزلزل نهيں پيدا هوتا تها - تم كو صبر كرنا چاهيے ' خدا كي قسم ! دين اسلام كامل هوكے رهيگا ' اور اوسكا كمال يه هے كه يمن سے ايک شتر سوار اس امن و سكون كے ساتهه حضرموت تک چلا جائيگا كه اوسكے دل ميں بجز خدا كے اور اوس بهيڑيے كے جو اوسكي بكريوں كو پكڑ ليجاتا هے اور كسي چيز كا خوف نهوگا ' ليكن آه! تم لوگ ايسے وسيع ' ايسے عظيم ' ايسے جليل مقصد كے حصول ميں ضعف بشري سے جلدي كررهے هو!

آنحضرت نے اس مقصد كو عدي بن حاتم كے دل ميں نهايت وضاحت كے ساتهه جا گزين فرمايا هے ' اور اوس سے غزوات اسلاميه كا منتهاے خيال نهايت واضح طور پر منكشف هو جاتا هے :

عن عدی بن حاتم قال: بينا انا عند النبي صلی الله	عدی ابن حاتـم كهتے هيں : ميں آنحضرت كي خـدمت ميں حاضر

(۱) بخاري جزء ۴ -

علیـہ و سلم اذ اتاہ رجل فشکاء الیہ الفاقۃ' ثم اتاہ آخر فشکاء قطع السبیل' فـقـــال : یـا عدی ! ہل رایت الحیرۃ؟ قلت لم ارھا و قد انبئت عنہا - قال فان طالت بک حیاۃ لتـرین الظعینۃ ترتحل من الحیرہ حتي تطوف بالکعبۃ لا تخاف احدا الا اللہ - قلت فیما بیني و بین نفسي : فاین دعار طي الذین قد سعروا البلاد؟ و لئن طالت بک حیاۃ لتـفتحن کنـوز کسری - قلت کسری بن ہرمز؟ قال کسری بن ہرمز - و لئن طالت بـک حیاۃ لترین الرجل یخرج مل ء کفہ من ذہب او فضۃ یطلب من یقبـلہ منہ فلا یجد احدا یقبلہ منہ!

تھا کہ ایـک آدمي آیـا اور تنگدستي کي شـــکایت کي' پھر دوسرا آدمي آیا اور لٹ جانے کي شـکایت کي - آپ نے میری طـــرف مخاطب ھوکر فرمایا : کیوں عدي! تم نے شہر حیرہ کو دیکھا ہے ؟ میں نے کہا "دیکھا تو نہیں ہے البتہ سنا ہے" آپ نے فرمایا "اگر تم زندہ رہے تو دیکھہ لینا کہ ایک پردہ نشین عورت تنہا ملک حیرہ سے سفر کرکے آئیگي اور خانہ کعبہ کا طواف کریگي ' لیکن خدا کے سوا اوسکو راہ میں کسي چیز کا ڈر نہوگا" عدی کہتے ھیں کہ میں نے دل میں کہا : "قبیلہ طے کے ڈاکو کیا ھوجائینگے جنہوں نے تمام ملک عرب میں آگ لگا رکھي ہے؟" پھر آپ نے فرمایا "اگر تم زندہ رہے تو دیکھوگے کہ کسری کے خزانہ کا دروازہ کھول دیا گیا ہے" مینے تعجب سے پوچھا "کسری بن ہرمز؟" آپ نے فرمایا "ھاں کسری بن ہرمز" پھر آپنے فرمایا : "اگر تم زندہ رہے تو دیکھوگے کہ ایک آدمي اپني مٹھي میں سونا یا چاندي لیکر گھر سے چلے گا اور فقرا کو دینا چاھیگا' مگر ہر شخص بجاے خود اس قدر مستغني ہوگا کہ اس صدقہ کو کوئي قبول نہ کریگا"

قال عدي: فرایت الظعنیۃ ترتحل من الحیرۃ حتي تطوف بالکعبۃ لا تخاف الا اللہ - وکنت فیمن افتتح کنوز کسری بن ہرمز - و لئن طالت بکم حیـاۃ لترون ما قـال النبي ابو القاسم صلی اللہ علیہ و سلم - (۱)

عدی کہتے ھیں کہ میں نے اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت بے خوف آتي ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کر کے چلي جاتي ہے - کسری بن ہرمز کا خزانہ کھولا گیا ' اور میں اسکے کھولنے والوں میں شریک تھا - آنحضرت کي تیسري بشارت یعني اسقدر اللہ دولت عطا کریگا کہ صدقہ لینے والے مسکین نہ ملینگے' تو عدي نے کہا کہ جو لوگ زندہ رھینگے وہ اسکو بھي دیکھہ لینگے -

چنانچہ اس دور کے بعد جو لوگ آئے' انہوں نے اس چیز کو بھي اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا - یہ بشارت تھي جو اسلام نے اس قوم کو دي تھي جو ریگستان کے صحرائي خیموں میں سوتي ' خشک کھجور کھاتي ' اور اونٹوں کو چراتي تھي ' مگر اس نے یقین کیا اور اسکا پھل پایا - پھر آہ ! موجودہ عہد کے وہ مسلمان جو محلوں میں رھکر' ریشمي بستروں پر سوکر' آج اسلام کے وعدہ پر یقین نہیں لاتے' اور اسکے لیے اپنے اندر کوئي یقین نہیں رکھتے !

فشتان ما بین الیوم و الامس !

غزوات اسلامیہ کا یہي مقصد تھا - چنانچہ جب یہ مقصد حاصل ھوگیا ' دارالامنۃ (کعبہ) کا دروازہ تمام دنیا کیلیے کھل گیا ' باھمي جنگ و خوں ریزي کي جگہ امن و امان قائم ھوگیا ' فتنۃ و فساد کفر کا غبار بیٹھہ گیا ' حریۃ و استقلال انساني کا شرف وجود میں آگیا ' تو اس نے اپني تکمیل کا عام اعلان کردیا :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا -

پس اسلام اور امن ایک ھي حقیقت کے دو نام ھیں - اسلام کي صلح بھي امن کیلیے ہے - جنگ بھي امن کیلیے - حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ !

(۱) بخاري جزء: ۴ - باب علامات النبوۃ -

باب التفسیر

فلسفۂ احتساب

امر بالمعروف و النہي عن المنکر

تعیین حقیقت و تفصیل لوازم و اعراض

مظاھر مختلفہ ' و مدارج ترقي و تنزل !

(۱)

اللہ تعالی نے مادۂ عالم کي تخلیق و تقویم صرف انسان کي نفع رساني کیلیئے کي ہے - جسطرح زمین کا فرش ھمارے لیے بچھایا گیا ہے جسکو ھم پانؤں سے روند رہے ھیں ' اوسي طرح ھوا کا کرہ بھي ھمارے ھي لیے حرکت کر رہا ہے جسکو ھم ھاتھہ سے چھو نہیں سکتے - جسطرح خاک کا ھر ذرہ ھمارے لیے فضاے عالم میں چمکتا پھرتا ہے ' اوسي طرح آفتاب بھي ھمارے ھي لیے اپنے محور پر گردش کرکے نور برسا رہا ہے - جس طرح ھمارے اعصاب کا باھمي اتصال ھمارے دماغ تک ایک احساس عام کي کیفیت کو نہایت سرعت کے ساتھہ پہونچاتا رھتا ہے ' اوسي طرح تمام اجرام فلکیہ کي قوت جاذبہ سب کو ایک رشتہ میں جکڑ کر اونکے متفقہ فوائد و منافع کو ھمارے ھي لیے تقسیم کرتي رھتی ہے !

(شـــوون مـــادیـہ)

اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں اپنے اس احسان عام کا ذکر بار بار کیا ہے - پہلے ایک آیت میں فرمایا کہ آسمان و زمین کي ھر مخلوق اپنے ساتھہ فوائد و منافع کا ایک بے شمار ذخیرہ رکھتي ہے ' اور خدا کے صالح بندے رھي ھیں جو ھمیشہ اس خزانہ کي جستجو میں مصروف رھتے ھیں :

ان في خلق السموات و الارض و اختلاف اللیل و النہار لایت لاولي الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم و یتفکرون في خلق السموات و الارض : ربنا ما خلقت ھذا باطلا (۳ : ۱۸۷)

یقیناً آسمانوں اور زمین کي خلقت' نیز لیل و نہار کے اختلاف و طلوع و غروب میں ارباب عقل و بصیرۃ کیلیے حکمت الہي کي بڑي ھي نشانیاں رکھي گئي ھیں - وہ ارباب بصیرۃ جو کھڑے رھکر' بیٹھے بیٹھے ' لیٹے لیٹے ' غرضکہ ھر حال میں اللہ تعالی کو اور اسکي قدرت و حکمت کو یاد کرتے رھتے ھیں' اور کائنات سماوي و ارضي کے اسرار و حقائق میں ھمیشہ تفکر کرتے ھیں ' اور بالاخر اس نقطۂ علم و یقین تک پہنچ جاتے ھیں کہ کائنات عالم کے کسي ایک ذرے کو بھي خدا تعالی نے بغیر کسي مصلحت و نفع کے پیدا نہیں کیا ہے' اور یہ سب کچھہ محض کسي اتفاقي تخلیق و تکوین ھي کا نتیجہ نہیں ہے !

و ما خلقنا السماء و الارض و ما بینہما لاعبین (۲۲ : ۱۶)

اور ھم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھہ ان میں ہے' محض ایک کھیل تماشہ ھي نہیں بنایا ہے بلکہ ان میں سے ھر چیز اپنے اندر اپني تخلیق کا ایک خاص مقصد ' ایک خاص خاصہ ' ایک خاص اثر ' اور ایک ممتاز علت رکھتي ہے -

پھر اسکے بعد فرمایا کہ یہ تمام فوائد و منافع صرف انسان ھي کیلیے مخصوص ھیں' لیکن چونکہ انسان زمین میں رھتا ہے اور

اوسکے فوائد سے آساني کے ساتھه متمتع هوسکتا ھے ' اسلیے زمین هي کے منافع کو خصوصیت کے ساتھه بیان فرمایا :

هو الـذي خلق لـكم ما في الارض جميعا (بقره : ٢٧)

وہ رب السماوات و الارض هي تو ھے جس نے زمین کي هر چیز کو تمهارے لیے پیدا کیا ' تاکه تم اس سے کام لو -

پھر متعدد آیتوں میں تمام بڑي بڑي مخلوقات کی تفصیل بیان فرمائي ' اور ان کو اپني ایک نشاني قرار دیا :

و جعلنا السماء سقفا محفوظا و هم عن آياتها معرضون - و هو الـذي خلق الليل و النهار و الشمس و القمر' كل في فلك يسبحـــون (انبياء : ٣٣)

اور دیکھو' هم نے آسمان کو کرۂ ارضي کے اوپر ایک محفوظ چھت کي طرح بنایا ' اور کس طرح اسمیں سے اپني حکمت و قدرت اور طرح طرح کے مصالح و اسرار کي نمود کي ؟ پر انسان کي ضلالت ھے که با ایں همه اجرامِ سماریه کي عجیب و غریب نشانیوں سے بھي گردن موڑے هوے ھے ! پھر دیکھو' اسکے سوا اور کون ھے جس نے رات اور دن کے اختلاف کو زمین کیلیے قائم کیا ؟ اور سورج اور چاند کو پیدا کیا جو آسمان میں پیرتے رهتے هیں ؟

الله الـذي خلق السموات و الارض و انـزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم و سخر لكم الفلک تجري في البحر بامره و سخر لـكم الانهار (ابراهيم : ٣٧)

وہ الله هي ھے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' اور اوپر سے پاني برسایا جس کي آبیاري سے تمهارے لیے طرح طرح کي غذائیں پیدا هوئیں ' پھر یه تو اس پاني کے منافع کي تسخیر تھي جو اوپر سے گرتا ھے' لیکن جو پاني تمهارے قدموں کے نیچے بہه رہا ھے ' اسکے منافع بھي تمھیں کو بخشدیے ' چنانچه سمندر کي دهشت انگیز قھاري پر اسطرح تمکو مسلط کردیا که تم نے کشتـــیاں بنـائیں اور وہ اس سہولت سے پاني میں چلتي پھرتي هیں' گویا سمندر بھي خشکي کي طرح تمھارا جولانگاہ ھے اور تم اسکے جس حصه میں جانا چاهو خشکي کي طرح چلـکر جا سکتے هو!

كذلـک سخرنا هالـكم لعلـكم تشكـــرون (٣٨ - حــج)

اسي طرح هم نے چارپایوں کو تمهارے آگے مسخر کردیا تاکه تم الله کي نعمتوں سے کام لو -

الم نجعل الارض مهادا و الجبال اوتادا و خلـقـنـا كم ازواجا ؟ (النبياء : ٧)

کیا هم نے زمین کو تمهارے لیے ایک فرش کي طرح نہیں بچھا دیا؟ کیا یه هماري هي حکمت و قدرت نہیں ھے که پہاڑوں کي بلندي کي اور اسپر میخوں کي طرح نمود کي ؟ پھر کیا وہ هم هي نہیں هیں جس نے تم کو دو جنسوں میں منقسم کردیا ؟

(مـــادہ اور قـــوت)

لیکن دنیا مادہ اور قوت' دونوں کے مجموعه کا نام ھے- اسلیے دنیا کا کوئي عمل ان دونوں کي آمیزش کے بغیر انجام پذیر نہیں هو سکتا - نظام فطرت کي هر کڑي اوسوقت تک بکھري هوئي پڑي رهتي ھے جب تک که قوت اوس میں تنظیم و ترتیب پیدا نه کردے ' اور اسي کا نام تکوین ھے- پس اس بنا پر خدا نے ان شوؤن مادیه کے ساتھه همارے اندر مختلف قواء بھي پیدا کردیے' جو مادۂ عالم سے فائدہ اوٹھانے کي کامل صلاحیت رکھتے هیں - اور یہي وجه ھے که هم پر جا بجا ان قوتوں کے ذریعه بھي احسانِ الٰهي جتایا گیا ھے :

قل هو الذي انشاكم و جعل لـكم السمع و الابصار و الافـئدة . قليلا ما تشكرون (ملک : ٢٣)

کہدو که اسي کي ذات خالق کائنات ھے جس نے تم کو پیدا کیا' اور تمهارے اندر حواس باطني و ظاهري اور انکي قوتیں ودیعت کیں -

ان قوتوں سے فائدہ اوٹھانے کیلیے کامل وسعت و بسط کي ضرورت تھي- اسلیے خدا نے اس احسان کي بھي تکمیل کردي :

قل هو الذي ذرا كم فی الارض و اليه تحشـــرون -

خـــدا هي نے تمھیں زمین میں پھیلا دیا ھے که اپني قوت سے پوری وسعت کے ساتھه فائدہ اوٹھاؤ' اور پھر وهي تمکو اپني طرف سمیٹ بھي لیگا-

(قوۃ اعلـی ؤ مدبـرہ)

لیکن یه قوتیں برق و باد اور کھربائیت و دخانیت کي طرح حرکت پیدا کرنے کي تو قوت رکھتي هیں ' مگر وہ انسان کو بذات خود منزل مقصود پر نہیں لیجا سکتیں - وہ صرف حرکت پیدا کرنا جانتي هیں' لیکن حرکت کے لیے چپ و راست' یمن و یسار' جنوب و شمال کي تمام راهیں یکساں هیں - وہ راہ متعین نہیں کرسکتي اسلیے یه قوتیں خود زمین کے نشیب و فراز میں تمیز نہیں کرسکتیں' اور خدا هي نے اونکو خیر و شر کے یه دونوں راستے دکھا دیے هیں :

الـم نجعل لـه عينين و لسانا و شفتين و هدیناه النجدين؟ (بلد : ٩)

کیا هم نے انسان کیلیے آنکھیں' هونٹ اور زبان بناکر خیر و شر' حق و باطل' یمین و شمال کي دونوں گھاٹیاں اُسے نہیں دکھا دیں ؟

اِسلیے جسطرح انجن کو ایک سائق (ڈرایور) کي ضرورت هوتي ھے که اسٹیم کي طاقت کو سیدھي راہ پر لگاے' اِسي طرح یه قواء بھي ایک ذي شعور محاسب کے محتاج هوتے هیں جو اُنمیں تنظیم و ترتیب' توافق و تطابق' اور صحیح و مکوّن فعالیت پیدا کرے' اور بالفاظ سادہ تر یه که اُنسے ٹھیک ٹھیک صحیح و عادلانه کام لے - اِسلیے خدا نے هر چیز کے اندر فطرتاً اس محاسب کو بھي پیدا کر دیا :

قال : ربنا الذي اعطى كل شيء خلقه ثم هدى (طه : ٤٠)

میرا پروردگار وہ ھے جس نے هر چیز کي خلقت کي تکمیل کي ' اور پھر اوسکو حواس ظاهري و باطني دیکر راہ عمل دکھا دي -

لیکن انسان کو فطرت نے یه حصه اور تمام مخلوقات سے زیادہ دیا ھے :

لقد خلقنا الانسان في احســـن تقـويـــم - (والتين : ٤)

هـــم نے اُنسان کو ایـــک بہـــترین فطرۃ عادلۂ و مقومه کے قالب میں پیدا کیا ھے-

یہي فطرۃ صحیحه اور خلقۃ مستقیمه ھے جو انبیاء کرام کے اندر سے نمایاں هوتي ھے - اسي لیے وہ خدا کے اس احسان کا ذکر بار بار کرتے هیں - اور یہي فطرۃ اصلیۂ صالحه ھے جو انکے عصر و دور کي عام تاریکي و ضلالت کے اندر چمک کر حقیقت محجوبه کا روشن راسته دکھا دیتي ھے :

و اذ قـال ابـراهيم لابيـه و قومه : انني براء مما تعبـدون - الا الــذي فطرني فانـه سيهـدين (زخرف : ٢٥)

ابراهیم نے اپنے باپ اور اپني قوم سے کہا : ایک خدا کو چھوڑ کر تم نے اپني پرستش کے جو جھوٹے معبود بنا لیے هیں' میں نے اُن سب سے اپنے آپ کو الگ کرلیا - میں صرف اسي ایک معبود حقیقي کا هو رها هوں جس نے مجھے پیدا کیا - اور چونکه مجھے پیدا کیا اسلیے صرف وهي ھے جو میري فطرۃ سلیمه کے ذریعه میري هدایت کریگا !

(ارکان ثلاثۂ تقویم عالم)

پس دنیا کا نظام فطرت تین جزوں سے مکمل ہوتا ہے : مادہ ' قوت ' اور ان دونوں سے بالاتر ایک ذي شعور طاقت ' جو ان دونوں میں ربط و اتحاد پیدا کرتي ہے ' اور وہ فطرت صالحۂ و سلیمہ ہے جو اصلاً خود انسان کے اندر موجود ہے -

خدا تعالی نے نظام عالم کي ان تینوں کڑیوں کا ذکر بہ ترتیب ایک سورہ میں کیا ہے :

و الشمس و ضحہا ' و القمر اذا تلہا ' و النہار اذا جلہا - و اللیـــل اذا یغشا ھا ' و السماء و ما بنہا ' و الارض و ما طحہا ' و نفس و ما سواھا ' فالھمھا فجـورھـا و تقواھا ' قد افلح من زکہا ' و قــد خاب من دسھـا ! (و الشـمس ١ - ١٠)

سورج اور اسکي حرارت و نورانیت ! چاند جو اسکے بعد ضیا گستر ہوتا ہے ! روز روشن جو رات کي تاریکي کا پردہ چاک کردیتا ہے ! رات کي ظلمت جو دن کي روشني کو چھپا لیتي ہے ! آسمان اور اوسکي عجیب و غریب بناوٹ ! زمین اور اسکا حیرت انگیز پھیلاؤ ! اور پھر مادۂ عالم کے ان تمام مظاہر و شوون کے بعد روح انساني اور اوسکا وہ فاطر مطلق جس نے اسمیں ایسي مناسب ' موزون ' مستقیم ' او عادلہ فطرۃ صالحہ رکھي ' اور بالاخر خیر و شر ' حق و باطل ' صحت و سقم ' عدل و اسراف ' نور و ظلمت ' دونوں راھوں کو اسپر کھول دیا - پس اب کامیاب وجود وہ ہے جس نے اپني قوت محتسبہ کے عمل سے اپني فطرۃ صالحہ کو بالکل پاک اور بے آمیزش رکھا ' اور نامراد انسان وہ ہے جس نے اسے ضائع کردیا !!

اب دیکھو کہ اس سورۂ کریمہ میں سب سے پہلے اللہ تعالی نے مظاہر و شوؤن مادیہ سے شہادت دلائي ہے ' اسکے بعد نفس انساني کا ذکر کیا ہے اور اسکے تسویۂ فطري کي طرف اشارہ کیا ہے ' آخر میں فلاح و خسران کا یہ معیار بتلایا ہے کہ الہام خیر و شر کي کشا کش و تصادم میں مستقیم و محتسب رھنا اور فطرۃ صالحہ کو ضلالت کي آمیزش سے پاک رکھنا - پس پہلا درجہ مادہ کا ہے ' دوسرا قوۃ کا ' تیسرا ان سب سے بالاتر ذی شعور قوۃ محتسبہ و عاملہ کا -

یہی آخري جزء ' جو مادہ و قوت میں ربط و توافق اور پھر عمل و صرف صحیح پیدا کرتا ہے ' في الحقیقت احتساب کا سنگ بنیاد ہے اور اسي پر امر بالمعروف و النھي عن المنکر کي عظیم الشان دیواریں قائم ہوتي ھیں - قرآن حکیم نے اسے " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " یعنے نیکي کا حکم دینا اور برائي سے روکنا کہا ہے ' اور فطرۃ کا علم صحیح بتلاتا ہے کہ کائنات کا نظام عدل و تکوین در اصل انھي تین رکنوں پر قائم ہے -

(مدارج احتساب)

لیکن تمام نظام عالم ترقي پذیر ہے - اسلیے اُسکي ھر کڑي ترقي کي طرف آگے قدم بڑھا رھي ہے - مادۂ عالم اغاز خلقت سے اب تک سیکڑوں قالب بدل چکا ہے - قواء جسماني نے بچپن سے بڑھاپے تک ترقی و انحطاط کي سیکڑوں منزلیں طے کي ھیں - پس اس ارتقاء و نشوء کے اصول پر قوتوں کے ساتھہ ساتھہ قوت احتساب بھي ترقي کرتي رھتي ہے -

چنانچہ سب سے پہلے انسان کي خود فطری قوت احتساب اُسکا محاسبہ کرتي ہے - انسان کے انـدر سے ھمیشہ برائي کي صدا اٹھا کرتي ہے :

ان الـنـفس لامــارۃ بالسوء - (یوسف : ٥٢)

نفس برائي کیلیے بہت ھي بڑا حکم دینے والا ہے -

اسلیے اُس کي قوت احتساب سب سے پہلے اُسي کے اندر عمل کرتي ہے - گناہ کرنے کے بعد ھر شخص کو جو ندامت ہوتي ہے ' اور اُسپر اُسکا ضمیر جس طرح ملامت کرتا ہے ' در اصل اسي فطري احتساب کا اثر ہے :

لا اقسم بالنفس اللوامۃ (٧٥ : ٢)

اوس پاک روح کي قسم جو گناہ کرنے کے بعد انسان کو بہت ملامت کرتي ہے -

اصول ارتقاء کے بموجب ترقي کا یہ وہ نقطہ ہے ' جہاں سے (جسمانیات میں) حرکت کرکے جمادات ' نباتات کے قالب میں آتے ھیں - اسکے بعد اس قوت کے حیواني مظاھر کي منزل شروع ہوتي ہے - حیوانات کي طرح انسان بھي اپنے بچوں کي تربیت و رھنمائي میں اس قوت کو صرف کرتا ہے ' اور جو آگ اوسکے اندر بھڑک رھي ہے ' اوسیکو اونکے اندر بھڑکانا چاھتا ہے :

یا بني ؛ اقم الصلوۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر و اصبر علی ما اصابک - ان ذالک من عزم الامور (لقمان : ١٦)

اے بیٹے ! صلواۃ الھي کو قائم کر ! نیکي کا لوگوں کو حکم دے ! برائي سے روک ! اور اس فرض احتساب کے ادا کرنے میں جو جو تکلیفیں برداشت کرني پڑیں ' اونپر صبر کر ! یہ بڑے ھي پختہ ارادے اور اعلی درجہ کا کام ہے -

حیوانیت کي انتہائي منزل کي سرحد سے انسانیت کي سرحد شروع ہوتي ہے - دفعتاً ایک انسان کامل منصۂ عالم پر جلوہ گر ہوتا ہے ' اور خدا کے نور کو اپنے اندر جذب کرکے دنیا کے سامنے نمودار کرتا ہے :

ان اللہ یأمر بالعـــدل والاحسان وایتاء ذی القــربا وینھی عــن الفحشــاء و المنـکر و البغي یعظکم لـعلکم تذکرون (نحل - ٩٣)

خدا عدل ' احسان ' اور قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم کرتا ہے ' اور ھر قسم کي برائیوں اور ھر قسم کے ظلم سے روکتا ہے - خدا یہ نصیحت اسلیے کرتا ہے کہ شاید تملوگ عبرت پکڑو -

چاند دنیا کو وھي روشني دکھاتا ہے ' جسکو اوس نے آفتاب سے حاصل کیا تھا - اسلیے یہ انسان کامل بھي وھي فرض ادا کرتا ہے ' جس پر مامور کرکے خدا نے اوسکو بھیجا تھا :

یأمرھم بالمعروف و ینھاھم عن المنکــر ویحل لھـــم الطیبـات ویحرم علیھم الخبائث (اعراف : ١٥٦)

اونکو نیکي کا حکم دیتا ہے ' برائیوں سے روکتا ہے ' مفید و صالح چیزوں کو حـلال ' اور بري چیـزوں کو حرام کرتا ہے -

اب انھي اوصاف و مناقب کے ساتھہ متصف ھوکر اوسکي پاک نسل دنیا میں پھیلتي ہے ' اور انسانیت کاملہ کا ظہور عام ھو جاتا ہے :

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و ینھـــون عن المنکــر (آل عمران : ١٠٦)

تم لوگ دنیا کي بہترین امت ھو جسکو خدا نے دنیا کي ھدایت کیلیے نمـایاں کیا - کیونکہ نیکي کا حکم دیتے ھو ' برائي سے روکتے ھو -

(ارتقــاء روحــانی)

ترقي کے اس نقطے پر پہونچکر ارتقاء کي وہ چاروں منزلیں طے ھو جاتي ھیں ' جسکے ھفت خوان کے طے کرنے کا سہرا (Evolution) کے سر پر باندھا گیا ہے -

لیکن ارتقاء مادی اور امر بالمعروف کے مدارج میں ایک دقیق فرق ہے - قائلین مذھب نشؤ و ارتقاء کے مذھب میں جب جمادات کي ترقي اپنے آخري درجہ تک پہونچ جاتي ہے اور انسان کي نسل زمین پر پھیل چکتي ہے ' تو مادي قوانین ارتقاء یکقلم معطل ھو جاتے ھیں ' اور اسکے بعد وہ کوئي عمل جدید نہیں کرتے - لیکن امر بالمعروف والنھي عن المنکر اپنے آخری درجہ پر پہونچکر

ایک جدید قوت پیدا کرتي ھے ' جسکو شریعت کي اصطلاح میں " صلواۃ الھي " کہتے ھیں - " صلواۃ " کے اندر وہ تمام اعمال کاملۂ و حقۂ و عادلہ داخل ھیں جنکو عبودیۃ الھي کے ارتقاع و علو کے ساتھہ دنیا میں ایک انسان کامل انجام دیتا ھے ' اور اس طرح ھر عام " انساني فعل " ایک مزید درجۂ ترقي و نشؤ پاکر " عبادت " بن جاتا ھے - چنانچہ یہي قوت ھے جو اپني خاموش زبان سے دنیا کي ھدایت کرتي ھے :

ان الصلوۃ تنھي عن الفحشاء و المنکر -

نماز ھرقسم کي برائیوں سے روکتي ھے -

حضرت شعیب علیہ السلام کي قوم کو یہي اعلی ترین عملي قوت شرک و بت پرستي سے روکتي تھي ' اسلیے اون لوگوں نے کہا :

اصلواتک تامرک ان نترک ما یعبد اباؤنا ؟ (١٢ : ٨٨)

کیا تمھاري عبادت تم کو یہ حکم دیتي ھے کہ اس راہ کو چھوڑ دیں جسپر ھمارے باپ دادا کا عمل تھا اور جس چیز کي وہ پوجا کرتے تھے ؟

(قانـــون تنـــزل)

لیکن قوت احتساب نے جس طرح ترقي کي تھي ' اوسي طرح انحطاط کے مدارج بھي شروع ھوتے ھیں - جو انسان کہ اپنے بچوں کي قوت احتساب کو ترقي دے سکتا تھا ' ایک وقت آتا ھے کہ خود اپني قوۃ محتسبہ ھي کو فنا کر دیتا ھے ' اور اسکے تمام حواس ظاھري و باطني خارجي ضلالت کے اثر سے معطل ھوکر رھجاتے ھیں - یہاں تک کہ ھر شخص علانیہ منکرات و معاصي کا ارتکاب کرنے لگتا ھے اور اپني فطرۃ صالحۃ و سلیمہ کو یکقلم مسخ کردیتا ھے - حضرۃ لوط علیہ السلام نے کہا تھا :

انکم لتاتون الرجال و تقطعون السبیل و تاتون في نادیکم المنکر (عنکبوت : ٢٨)

تم لوگ فعل خلاف وضع فطري کے مرتکب ھوتے ھو ' دن دھاڑے ڈاکہ مارتے ھو ' اور اپني صحبتوں میں علانیہ برائیوں کا ارتکاب کرتے ھو -

اسلیے اب زندگي کے مدارج نباتاتي و حیواني دونوں فنا ھوجاتے ھیں - انسانیت کاملہ کا ظہور انہي کي تدریجي ترقي کا نتیجہ تھا - پس جب اوسکي ابتدا کي کڑیاں ٹوٹ جاتي ھیں تو انسانیت کاملہ کا درجہ بھي (جو آخري کڑي کا حکم رکھتا) ھے ' فنا ھوجاتا ھے - بلکہ فنا کردیا جاتا ھے :

ان الذین یکفرون بایت اللہ و یقتلون النبیین بغیر حق (٣ : ٢٠)

وہ لوگ جو آیات الہیہ کا انکار کرتے ھیں ' اور انکا سب سے بڑا انکار یہ ھے کہ انکے حاملین اور داعیوں کو قتل کرتے ھیں -

اب انہي لوگوں کے ھاتھوں اس انسان کامل کي وہ نسل بھي مفقود ھوجاتي ھے جو اس فرض احتساب کو ادا کرتي تھي :

و یقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس (٣ : ٣٠)

اور یہ بدبخت ان پاک انسانوں کو بھي قتل کردیتے ھیں ' جو عدل اور صراط مستقیم کي طرف انسانوں کو بلاتے اور امر حق کا حکم دیتے ھیں -

لیکن ترقي و تنزل کے یہ مدارج ایک ھي اصول کے تابع ھیں - جسطرح نسل حق تدریجي ترقي کے بعد پیدا ھوئي تھي ' اوسي طرح بتدریج فنا بھي ھوتي ھے - امر بالمعروف اور احتساب انساني کي ترقي کے کئي درجے تھے - اسي طرح اسکا تنزل بھي تین درجوں میں منقسم ھے - ابتداء میں یہ گمراہ نسل اگرچہ خود نیکي پر عمل نہیں کرتي ' تاھم دوسروں کو نیکي کرنے کا حکم رسماً و عادتاً ضرور دیتي رھتي ھے - یہ تنزل کا پہلا درجہ ھے :

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم - (بقرہ - ٤١)

دوسروں کو تو نیکي کا حکم دیتے ھو لیکن خود اپنے نفسوں کو بھول گئے ھو جو سب سے زیادہ اس حکم کے مستحق ھیں ؟

لیکن رفتہ رفتہ یہ حالت یہانتک پہونچ جاتي ھے کہ خود یہي نسل دوسروں کو برائي کا حکم بھي دینے لگتي ھے اور اسطرح احتساب حق کا آخري نقش پا بھي مٹ جاتا ھے - تاھم یہ دوسرا درجہ ھے :

الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل - (نساء - ٤١)

وہ بدبخت جو خود بھي بخل کرتے ھیں اور دوسروں کو بھي بخل کیلیے حکم کرتے ھیں ' اور اس طرح اللہ کي دي ھوئي طاقت کو اللہ کي راہ میں نہ تو خود خرچ کرنا چاھتے ھیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ھیں !

اسکے آگے ایک درجہ اور آتا ھے - دوسرے درجہ میں گرکر یہ نسل برائي کا حکم دیتي تھي ' لیکن ابھي تک نیک کاموں میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتي تھي - اب تیسرا درجہ الہي قوت کے فقدان اور شیطان کے تسلط کے اعلان کا آتا ھے ' اور صرف یہي نہیں ھوتا کہ برائي کي جائے اور برائي کي تعلیم دي جائے ' بلکہ ان دونوں مدارج ابلیسیت کے ساتھہ یہ منتہاء شیطنت بھي شروع ھو جاتي ھے کہ پرستاران باطل حق کے خلاف جہاد کرتے ھیں اور سچائي اور نیکي کو دنیا سے بالکل معدوم و فنا کردینا چاھتے ھیں .

المنفقون و المنفقت بعضھم من بعض یامرون بالمنکر و ینھون عن المعروف (توبہ - ٦٨)

منافق مرد اور منافق عورتیں جو اعانت باطل اور مخالفت حق میں ایک دوسرے کے ساتھي اور سازشي ھیں ' برائیوں کا حکم دیتے ھیں اور ساتھہ ھي دنیا کو نیکي سے روکتے بھي ھیں -

انحطاط کا یہي درجہ ھے جہاں پہونچکر اس نسل کا خاتمہ ھو جاتا ھے ' آمرین با لمعروف علانیہ قتل کیے جاتے ھیں ' طرح طرح کي تکلیفوں اور قسم قسم کي دنیوي سزاؤں سے انکي جماعت کو ھلاک کیا جاتا ھے ' اور اسطرح وہ روح صالح فنا کردي جاتي ھے جو دنیا کو ایک تام دعوت عمل دیتي تھي ' اور وھي انتظام انسانیۃ کبری کي آخري منزل تھي -

(لـــوازم و اعـــراض)

اس تفصیل سے تم نے اندازہ کرلیا ھوگا کہ امر بالمعروف و النھي عن المنکر ایک روح عامہ کا نام ھے جو تمام کائنات ھستي پر حکومت کرتي ھے ' لیکن روح کے مظاھر مختلف ھوتے ھیں - حیوان اور انسان دونوں میں روح ھے ' لیکن دونوں کے آثار و نتائج مختلف ھیں - روح حیواني میں وہ نور نہیں ھے جس سے انسان کا دماغ روشن ھے - اسي طرح امر بالمعروف کي روح اگرچہ فطرتاً تمام عالم میں ساري ھے ' لیکن ترقي و تنزل کے لحاظ سے اسکے مدارج مختلف ھیں - اس روح کا سب سے اعلی مظھر خود خداے ذو الجلال ھے :

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذي القربی و ینھی عن الفحشاء و المنکر و البغي - (نحل : ٩٠)

خدا عدل ' احسان ' اور اقربا کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ھے ' اور ھر قسم کي برائیوں اور ھر قسم کے غصب حقوق سے روکتا ھے -

لیکن خـــدا کي روشني کو وھي لوگ دیکھتے ھیں جنکے دل میں خدا کا خوف ھوتا ھے :

انما یخشي اللہ من عبادہ العلماء - (فاطر : ٢٨)

خدا کے بندوں میں صرف وھي لوگ خدا کا خوف اپنے اندر رکھتے ھیں جو ارباب علم و بصیرۃ ھیں -

اسلیے یہ روح بھي سب سے پہلے ارنھي کے قلب میں امر بالمعروف و النھي عن المنکر کا احساس پیدا کرتي ھے :

و اما من خاف مقام ربه و نهی النفس عن الهوی (نازعات : ۴۱) — وہ شخص جو اپنے خدا سے ڈرا اور جس نے نفس کو ھوا پرستي سے روکا -

پھر یہ روح ترقي کرکے بڑے بڑے مظاہر ڈھونڈھتي ھے - کبھي جز و نبوت بن جاتي ھے : یامرھم بالمعروف و ینهاھم عن المنکر و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث - یہ آیۃ کریمہ اوپر گذرچکي ھے -

کبھي ایک امۃ مسلمۂ و عادلہ کي خلافت کے اندر سے نمایاں ھوتي ھے :

الـذین ان مکنهم في الارض اقامو الصلوۃ و اتو الزکواۃ و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور (حج : ۴۲) — وہ خدا کے مومن بندے کہ اگر ھم انکي خلافت کو دنیا میں قائم کردیں تو انکا یہ کام ھوگا کہ صلواۃ الہي کو قائم کرینگے ' اللہ کي راہ میں اپنا مال خرچ کرینگے ' نیکي کا حکم دینگے ' اور برائي سے روکیں گے - اور انجام کار اللہ ھي کے ھاتھہ ھے -

کبھي نیک بندوں کے اعمال کے اندر سے ظہور پذیر ھوتي ھے :

تم الصلوۃ ! ان الصلـوۃ تنهي عن الفحشاء والمنکر و لـذکـر اللـہ اکبـر - (عنکبوت : ۴۴) — صلواۃ الہي کو قائم کر ' بلا شبہ وہ تمام برائیوں سے روکتي ھے ' اور خدا کے ذکر کا اثر تو اس سے بھي زیادہ ھوسکتا ھے -

کبھي ایک مستعد گروہ کے اندر سے جلوہ گر ھوتي ھے :

امۃ قائمۃ یتلـون آیـت اللہ اناء اللیل و ھــم یسجدون - یومنون باللہ و الیوم الاخر و یامرون با لمعروف و ینهون عن المنکر و یسارعــون في الخیــرات - اولئــک مــن الصــا لحیـن - (آل عمـران : ۱۰۹) — وہ حق پرست جماعت جسکے افراد کا یہ حال ھے کہ راتوں کو اٹھکر اللہ کے کلام کي تلاوت کرتے ھیں اور انکے سر انکے آگے جھکے ھوتے ھیں ' اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ھیں' نیکي کا حکم دیتے ھیں ' برائي سے روکتے ھیں ' اور نیک کاموں کیلیے سرگرم رهتے ھیں ' سو یہي لوگ ھیں کہ انکا شمار " صالحین " میں ھے -

لیکن ھر حالت میں وہ ایک روشني ھے جو دنیا ھي کو دي جاتي ھے ' اسلیے سب سے پہلے وہ آمرین بالمعروف کو ٹھوکر سے بچاتي ھے - وہ دنیا کے نشیب و فراز اور سنگ و خاشاک سے بچکر صحیح و سالم نکل جاتے ھیں :

فلما نسوا ما ذکروا به انجینا الذین ینهون عن السوء (اعراف : ۱۶) — اور جب اون لوگوں نے اللہ کي بخشي ھوئي ھدایت کو بھلا دیا ' جو آمرین بالمعروف کے ذریعہ ارنکو یاد دلائي جاتي تھي ' تو ھم نے ارنکي برائیوں سے داعیان حق کو بچا لیا تاکہ بدکاروں کا ظلم انہیں نقصان نہ پہونچا سکے -

اگر یہ روشني نہ ھوتي تو تمام دنیا ایک ظلمت کدہ ھلاکت بن جاتي اور عقل کي آنکھہ کچھہ بھي نہ دیکھہ سکتي :

فلو لا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیۃ ینهـون عـن الـفسـاد فـي الارض الا قلیلا ممن انجینا منهم ' واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه ' و کانـوا مجـرمیـن - (ھود : ۱۱۷) — جو قومیں تم سے پہلے گذرچکي ھیں ان میں ایسے داعیان حق کیوں نہ ھوے جو ظلم و فساد سے روکتے ؟ بلا شبہ ھوے البتہ انکي تعداد تھوڑي تھي اور یہي ارباب اصلاح و معروف تھے جن کو بندگان ضلالت نے نقصان پہنچانا چاھا - مگر ھم نے بچا لیا ' اور ارباب ظلم و فساد اپنے فسق و فجور ھي میں مبتلا رھے- بلا شبہ یہ مجرموں میں سے تھے کہ انہوں نے قانون الہي سے بغاوت کي !

لیکن عام لوگوں پر اسکي ترقي و تنزل دونوں کے مدارج کا اثر یکساں پڑتا ھے - جسطرح دھندلي روشني کو ھر آنکھہ نہیں دیکھہ سکتي ' اسي طرح آفتاب کے قرص پر بھي ھر نگاہ نہیں ٹھہر سکتي - جب علماء کي قوت احتساب بے اثر ھوجاتي ھے ' تو فطرۃ محتسبہ تمام دنیا کا احتساب براہ راست نہیں کرسکتي - اسوقت خدا اپنے ایک کامل بندے کو چن لیتا ھے جو نور الہي کو جذب کرسکتا ھے - جسکي بصیرۃ میں آفتاب الہي کے دیکھنے اور انعکاس نورانیت کي طاقت کامل موجود ھوتي ھے' اور وہ دوسروں کے اندر بھي اس روشني کي کرنوں کو نافذانہ پہنچا سکتا ھے - یہي درجہ مقام اعظم نبوت ھے ' اور اسي لیے دنیا میں ھر شخص کو چاھیے کہ بغیر کسي بحث و مباحثہ کے ارسکے احکام کو تسلیم کرلے ' کیونکہ ھر شخص بـذات خود اس نور کا کسب نہیں کرسکتا - وہ ایک قوۃ قائمۂ منورہ کا محتاج ھے - یہ قوۃ منورہ مقام نبوۃ کي فعالیت ھے ' اور اسي بنا پر خدانے مسلمانوں کو حکم دیا ھے :

ما اتاکم الـرسول فخـذوہ و ما نهاکم عنـه فانتهـوا (حشر : ۷) — رسول تمکو جن چیزوں کا حکم دے ' اسپر عمل کرو ' اور جس چیز سے روکے ارس سے رک جاؤ !

پس یہ حکم جبري نہیں ھے' بلکہ عین فطري ھے- اور فطرت کے سامنے انسان کو گردن جھکا دیني چاھیے -

لیکن اسکے ساتھہ ھي ھر شخص کا فرض ھے کہ اس روشني کو دنیا میں پھیلائے - اور اگر دنیا ارسکو قبول نہ کرے تو مایوس نہ ھو - کیونکہ نیکي کا حکم کبھي بے اثر نہیں رہ سکتا ' اور دنیا کو بہر حال برائي سے روک ھي دیتا ھے :

لـولا ینهاھم الربانیون و الاحبار عن قولهم الاثم و اکلهم السحت ' لبئس ما کانـــوا یصنعــــون - (مائدہ : ۶۸) — اگر علماء و احبار حق یہودیوں کو بري باتوں کے کہنے اور حرام کھانے سے نہ روکتے ' تو وہ اس سے بھي زیادہ برائیوں اور بدکاریوں میں ڈوبتے جتني (باوجود مجددین حق اور آمرین بالمعروف کي تعلیمات کے) ان میں نظر آ رھي ھیں -

غـــزل

غم سے نہیں ایک دل بھي آزاد * فریاد ز دست عشق فریاد !
عشق ھوے اور مر مٹے ھم * اپني تو یہ مختصر ھے روداد !
ھوگا کسے جان دینے میں عذر ؟ * ارشاد اور آپکا پھر ارشاد !
جانباز ھے عشق ' حسن دلبر * یہ دونوں امور ھیں خدا داد
اس چشم سے دلبري کے شیوے * سب سیکھہ لیے بغیر استاد
رھنے لگي انکي یاد ھر دم * اب ھمکو رھیگا اور کیا یاد ؟
پردے میں ستم کے لطف حسرت * ھے اس بت حیلہ جو کا ایجاد

ولـــہ

دل کشتۂ غم ھے جان برباد * مایوس فراق ھوں میں ناشاد
عاشق کا ھے کام جان دینا * اپنا بھي ھے اس خیال پر صاد
با نرمي حسن و گرمي خو * اُس ذات میں ھیں صفات اضداد
دیکھے ھیں اور سب فسانے * اک قصۂ آرزو رھا یاد !
ھر حسن کہ عشق سب ھیں فاني * شیریں ھي رھي ' رھا نہ فرھاد

(ق)

ارباب وفا پرست و حق کوش * تھا جن سے دیار صدق آباد
سب ھوگئے چپ' بس ایک حسرت * گویا ھیں " ابو الکلام آزاد "

[حسرت موھاني]

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلّت

یا

تاریخ " امة مسلمة "

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہاے دوست
صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم

(۲)

(تاسیس امة صالحة کا دوسرا عہد)

حضرة نوح علیہ السلام نے جس نئی امة کی بنیاد رکھنی چاہی تھی ' اگرچہ ضلالت، عصر و جہل انسانیة اس سے دست و گریبان رہی ' اور اسلیے :

ما امن معه الا قلیل (۱۱ : ۴۶)	انپر ایمان لانے کی سعادت نہیں ملی مگر ایک چھوٹی جماعت کو -

تاہم جس امة صالحة کی اس عہد اولیٰ میں بنیاد پڑی تھی وہ ضائع نہ گئی ' اور خدا کا کوئی حکم دعوة ضائع نہیں جا سکتا - اگرچہ خود حضرة نوح پر بہت کم لوگ ایمان لاے کیونکہ انسانی مدنیة و عمران کا بالکل عہد طفولیت بلکہ اس سے بھی مقدم تر دور تھا ' اور مذہب کا سلسلۂ ارتقاء ابھی ابھی اپنی ابتدائی کڑیوں سے ایک دو قدم آگے بڑھا تھا ' لیکن جب حضرة نوح علیہ السلام اور اُن کے صدیقین و متبعین کی اولاد زمین کے مختلف گوشوں میں پھیلی تو وہ اپنے ساتھہ اس نئی قومیت کے عقائد و اعمال بھی لیگئی - اس طرح دعوة نوحی کا ایک عالمگیر عہد نمو شروع ہوا ' اور طوفان کے بعد انسانی ہدایت کا سر رشتہ عرصہ تک اسی کے ہاتھہ رہا - وہ ہدایت الٰہیہ کی ابتدائی شعاعیں جنھوں نے طوفان کے بعد زمین کے مختلف حصص کی تاریکیوں کا مقابلہ کیا اور اجتماعی ضلالت کے ازمنۂ اولیٰ میں ہمیشہ ظلمت ارضی کیلیے تنہا سراج منیر ہی ' دراصل حضرة نوح ہی کی دعوة ' اور اسی دعوة کے مجددین و مصلحین کا سلسلہ تھا - یہی وجہ ہے کہ حضرة نوح کی جو زندگی طوفان کے بعد سے شروع ہوتی ہے ' اسکا ذکر قران حکیم نے ان لفظوں میں کیا ہے :

قیل یا نوح ! اهبط بسلام منا و برکات علیك و علی امم ممن معك ' و امم سنمتعهم ثم یمسهم منا عذب الیم (۱۱ : ۵۰)	حضرة نوح طوفان کے بعد جب زمین پر دوبارہ قدم رکھنے لگے تو انکو بشارت دی گئی کہ اس اترنے اور قدم رکھنے میں سلامتی اور برکتیں رکھدی گئی ہیں - اے نوح ! تجھپر ' تیرے

ساتھیوں اور صدیقوں پر ' اور تیرے ساتھیوں سے جو امتیں پیدا ہونگی ان سب کیلیے ' برکت الٰہی کی بشارت ہے - ہاں ! ان آنے والے گروہوں میں وہ قومیں بھی ہونگی جو ابتدا میں تو راہ حق پر قائم رہکر امن و فرصت پائینگی - لیکن بعد کو گمراہ ہوکر ہمارے عذاب کی مستحق ٹھہرینگی جو بہت ہی سخت عذاب ہوگا !

اسی طرح سورہ والصافات میں فرمایا کہ:

وجعلنا ذریته هم الباقین ' و ترکنا علیه فی الاخرین ' سلام علی نوح فی العالمین (۳۷ : ۷۲)	ہم نے حضرت نوح کی ذریت ہی کو بقا دی کیونکہ وہی ایک صالح قوم پیدا ہوئی تھی ' اور اسیطرح بعد کی تمام آنے والی قوموں اور نسلوں کیلیے

دعوة نوحی ہی کو وسیلۂ ہدایت قرار دیا - پس تمام جہانوں ' تمام قوموں ' اور تمام نسلوں میں سلام ہے نوح کیلیے جسکا وجود تمام عالم کی ہدایت و دعوت کا مرکز تھا !

یہاں یہ واضح رہے کہ سورہ والصافاة میں ایک خاص ترتیب و اخذ نتائج کے ساتھہ متعدد انبیاء کرام کے بعض اہم وقائع حیات اور مختارات مواعظ بیان کیے گئے ہیں ' اور عموماً انداز بیان یہ ہے کہ آخر میں اُنپر سلام بھیجا جاتا ہے - لیکن ان سب میں حضرة نوح کے تذکرہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ انکے "سلام" کے ساتھہ تو " فی العالمین " کا لفظ فرمایا ہے : سلام علی نوح فی العالمین لیکن اور انبیا کی نسبت صرف "سلام" ہی پر اکتفا کیا ہے - مثلاً "سلام علی موسی و هارون" - "سلام علی الیاسین" - یعنی اور انبیا کے متعلق تو صرف یہ ہے کہ انپر سلامتی ہو یا انکے لیے فرمان سلام ہے - لیکن حضرة نوح کی نسبت فرمایا کہ تمام عالموں میں ' یعنی "تمام نسلوں ' تمام قوموں ' تمام ملکوں میں انکے لیے اعلان عام سلام کا ہے !

یہ در اصل اسی طرف اشارہ ہے کہ حضرة نوح کی دعوة کسی خاص نسل اور قوم کو زندہ کردینے کیلیے نہ تھی ' بلکہ وہ اُس قسم دعوة میں داخل تھی جو موجودہ نسلوں اور قوموں سے بالا تر ہوکر خود ایک نئی قوم پیدا کرتی ہے ' اور اسکی بنیاد محض اخوت دینی پر قائم ہوتی ہے - پس وہ جغرافیہ و نسل سے ماوری رہکر ایک عالمگیر برادری بن جاتی ہے ' اور زمین کا ہر ٹکرہ ' نوع انسانی کا ہر حصہ ' اقوام و ملل کی ہر نسل اسکے دامن میں پناہ لے سکتی ہے -

حاصل بیانات بالا یہ کہ سلسلۂ ارسال رسل و شرائع میں سب سے پہلی مکمل دعوة جس نے نئی امة پیدا کی ' حضرة نوح کی دعوة تھی - یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں ہر جگہہ اس سلسلے کو حضرة نوح ہی سے شروع کیا ہے - یہ دور عرصہ تک جاری رہا ' اور دنیا کے دور دراز گوشوں تک پھیلا - انبیا و مجددین آتے رہے ' اور اُن ضلالتوں کے مقابلہ میں جہاد کرتے رہے جو دعوة نوحی کی روشنی کو معدوم کرنا چاہتی تھیں - لیکن چونکہ ابھی انسان مدنیة و عمران کے ابتدائی حصے میں تھا ' اسلیے شریعة الٰہیہ بھی اپنے سلسلۂ ارتقاء کی ابتدائی منزلوں سے آگے نہیں بڑھی تھی -

یہاں تک کہ انقلاب عالم نے ایک نیا صفحہ الٹا ' اور وہ وقت آگیا جب ایک دور ختم اور دوسرا دور شروع ہو - یہ مواسم الٰہیہ کا بالکل ایک نیا موسم تھا ' جو تمام فضاء انسانیة پر چھانے والا تھا ' اور دنیا نے اب اتنی ترقی کرلی تھی کہ " عالم نوحی " سے مرتفع ہوکر " کائنات خلت " میں داخل ہو : و کان امراً مقضیا !

(دعوة ابراهیمی)

حضرة نوح علیہ السلام کے بعد کی کائنات ہدایت کا دوسرا دور دعوة شروع ہوا - اس دور کا مصدر و مرکز حضرة ابراهیم خلیل اللہ (علی نبینا و علیہ الصلواة و السلام) کا وجود مقدس تھا -

حضرة ابراهیم ' حضرة ہود یا حضرة صالح علیہما السلام کیطرح پچھلی دعوتوں کے احیاء و اصلاح کیلیے نہیں آے تھے ' بلکہ ٹھیک ٹھیک مثل حضرة نوح کے ایک نئے دور ہدایت کے موسس

اور ایک نئی اُمۃ صالحہ کے پیدا کرنے والے تھے - اس اُمۃ صالحہ کے لا تعد و لا تحصی افراد انکی دعوۃ کی وحدت اعلیٰ میں مضمر تھے:

ان ابراهيـــم كان اُمة قانتـــا لله حنيفـــا -	یقیناً حضرۃ ابراهیم کا وجود ایک پوری اُمۃ تھا جو انکی دعوۃ سے پیدا ہونے والی تھی - صرف اللہ ھی کے نام پر جینے والی اور مرنے والی اور ایک ھی مستقیم و فطری راہ ھدایت پر عامل ! !

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے حضرۃ نوح کی مخصوص صف میں صرف حضرۃ ابراھیم ھی کو جگہ دی' اور انکو حضرۃ نوح کی طرف منسوب کیا:

و ان من شيعته لابراهيم اذ جاء ربه بقلب سليم - (۳۷ : ۸۲)	اور حضرۃ نوح ھی کی جماعت میں سے حضرۃ ابراہیم بھی ھیں' جبکہ وہ اپنے پروردگار کے حضور "قلب سلیم" کے ساتھہ حاضر ہوے - الخ -

اس آیت سے پہلے حضرۃ نوح کا ذکر تھا - فرمایا کہ انہی کی جماعت میں سے یا انہی کے طریق تاسیس امم و اصول تبلیغ شریعۃ جدیدہ پر چلنے والے حضرۃ ابراھیم علیہ السلام بھی تھے -

تمام قرآن میں کسی نبی کو بھی حضرۃ نوح کا "شیعہ" یا متبع نہیں کہا ہے - صرف حضرۃ ابراھیم ھی کو انکی طرف منسوب کیا - کیونکہ حضرۃ نوح نے نئی قومیت کی بنیاد ڈالی تھی اور یہی مشن حضرۃ ابراھیم علیہ السلام کا بھی تھا -

(مماثلۃ و مشارکۃ اعمال و نتائج)

طوفان کے بعد کی تمام اقوام حضرۃ نوح ھی کی دعوۃ کی ذریۃ و نسل تھی - اسی طرح حضرۃ ابراھیم کے بعد کے تمام سلاسل ھدایت و شعوب و اقوام صالحہ حضرۃ ابراھیم ھی کی دعوۃ پر آکر ختم ہوتے ھیں' اور ان سب کا مرکز وجود ابراھیمی ھی ہے -

طوفان کے بعد جسقدر ھدایت الہی کی روشنی پھیلی' اور جتنی قوموں میں عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ کا ظہور ھوا' وہ سب کی سب حضرت نوح ھی کی بناکردہ دعوۃ کی شاخیں تھیں - اسی طرح حضرۃ ابراھیم کے بعد جسقدر شریعۃ الٰہیہ کو قیام ھوا' اور دین و عدالت کے عقائد و اعمال کی خدمت جن جن قوموں نے انجام دی' وہ سب کی سب حضرۃ ابراھیم ھی کی قائم کردہ دعوۃ سلاسل اور متدعات تھے -

دعوۃ نوحی نے زمین کی وراثت و خلافۃ کیلیے ایک امت پیدا کی' اور وہ مختلف شکلوں' مختلف لباسوں' مختلف گوشوں اور مختلف اثرات قوم و موسوم کے ساتھہ گردش میں رھی - نقطہ اسکا ایک ھی تھا' مگر دائرہ کی وسعت نے لاکھوں رقبوں اور کروڑوں نفوس کو اپنے اندر لے لیا تھا - اسی طرح حضرۃ ابراھیم کا نقطۂ خلت نمایاں ھوا' اور اسکے دائرے کے اندر کتنی ھی قومیں کتنی ھی نسلیں' اور کسقدر بے شمار انسانی تعداد سمٹ آئی - یہی ایک قوۃ موسسۂ ابراھیمیہ تھی جو مختلف گوشوں' مختلف شکلوں' مختلف ملکی و قومی اثرات و انفعالات کے ساتھہ نشوونما پاتی اور اپنا فعل کرتی رھی -

وہ ایک ھی دعوۃ نوحی تھی جسنے اپنے دور فعل و نشؤ میں کتنے ھی نام پاے اور کتنی ھی مختلف شکلوں میں اپنا مرکزی فیضان جاری رکھا؟ وہ کبھی اپنے اصل کے نام سے شریعۃ نوحی تھی' پھر اپنی تجدید و احیاء کے دور میں آکر کبھی حضرۃ ھود کی پکار' کبھی حضرۃ صالح کی فریاد' اور کبھی ان بے شمار داعیان حق کا وعظ حق تھی جنکے نام ھمیں نہیں بتلاے گئے !

وہ ایک ھی اُمۃ صالحہ تھی جسنے اولین و حقیقی شکل اُمۃ نوحی کی پائی - پھر جب پھیلی اور متفرق ھوئی توکبھی قوم ثمود کے ضلالت اباد کا ایک گوشۂ ھدایت تھی - کبھی عاد کی آبادیوں میں چند مسکینوں اور مظلوموں کا جھونپڑا تھا کبھی ما بین النھرین کا ایک پاک گھرانہ جو اپنے وطن و قوم کی خباثتوں پر ماتم کرتے کرتے تھک گیا تھا' اور کبھی اصحاب الایکۃ کے چند افراد مومنین' اور تبابعۂ یمن کے عظیم الشان تمدنوں میں دعوۃ نوحی کی ایک صداے بازگشت: کل کذب الرسل فحق وعید (۵۰ : ۱۴)

ٹھیک ٹھیک اسی طرح دعوۃ ابراھیمی کی "وحدۃ خلۃ" بھی نمایاں ھوئی' اور اس نے کثرت و تعینات ھدایۃ کی کتنی ھی مختلف شکلیں' مختلف صدائیں' اور مختلف گوشے پاے - وہ ایک ھی حسن و جمال خلۃ کبریٰ تھا جو اپنی اصل شکل میں تو "ابراھیم" کے نام سے آیا' پر اسکے بعد محبوبیتوں کے کتنی ھی مختلف لباس اسے پہناے گئے' اور حسن الہی کی کتنی ھی مجلسوں میں کتنے مختلف نقابوں کے ساتھہ اُسکی نمایش ھوئی؟ وہ اپنے اولین ظہور میں اگرچہ قربانی کی ایک چھری تھی جو اپنے جگر گوشے کے گلے پر پھیرنے کیلیے تیز کی گئی' لیکن اپنے دوران و سیران نشوونما میں کبھی چشم یعقوب کا پاک آنسو بنکر نمودار ھوئی جو فراق یوسفی میں بہا' اور کبھی خاندان اسحاق و یعقوب کی ایک مقدس وصیت اسلامی میں ظاھر ھوئی جس نے ملۃ حنیفی کو آنے والے عہد میں منتقل کیا - وہ کبھی خاک مصر کے ایک عیش کدۂ شباب کے اندر "معاذ اللہ ! ان ربی احسن مثوای' انہ لا یفلح الظالمون" کی صداء نبوت تھی' کبھی قید خانۂ مصر کے اندر دین قیم کا ایک جامع وعظ کہ "ء ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار؟" پھر عشق و جستجوے حقیقت کا وہ بے چین قدم جو بیابان مدین کی وادی مقدس میں آگ کیلیے والہانہ دوڑا' اور فطرۃ نبوت کا وہ سرجوش ھدایت جس نے "انی انا اللہ" کی صداے عشق نواز پر لبیک کہا' گو اپنے عہد میں "حقیقت موسوی" کا ایک مقام تھا' پر دراصل اسکے اندر بھی حقیقت ابراھیمی ھی کارفرما تھی' پھر ظہور صداقت کا وہ عہد اعظم جس نے سرزمین مصر کے ظلم و استبداد کو شکست دی اور نسل اسرائیلی کو فراعنۂ مصر کی غلامی سے نجات دلائی' اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے "ثعبان مبین" کا کرشمہ تھا' لیکن یہ عصاء موسوی کی قوت بھی وھی قوۃ تھی جو اس سے پہلے "حجۃ ابراھیمی" بنکر کالڈیا کے استبداد نمرودی کے سامنے چمکی تھی - اور پھر دیکھو' وہ اسرائیلی قدوسیت جو مقدس داؤد کی الہی نغمہ سرائیوں کے اندر سے زمزمہ پیرا ھوئی' اور وہ عشق الہی کی سرمستی جس نے زبور کی پاک گیتوں سے اندر سے اپنے خداوند کو پیار کیا' در اصل اوس عشق خلیلی ھی کی ایک تڑپ تھی جسنے اپنے محبوب کی راہ میں اپنے بیٹے تک کو قربان کردینا چاھا تھا - وہ اسرائیلی عظمت و جمال کا تخت جسپر حضرت سلیمان نے شہنشاھی کی' وہ سچائی اور حقانیت کی شمشیر جو طالوت کے قبضہ میں چمکی' وہ مجددین اسرائیلین کا عظیم الشان سلسلہ جسنے یہودیوں کی ضلالتوں کا مختلف قرون اسرائیلیہ میں مقابلہ کیا' گو دور اسرائیلی کے سلسلے کی کڑیاں ھیں' مگر دراصل انکے اندر بھی اُسی پہلی کڑی کی روح اعلیٰ کام کر رھی تھی جس نے کبھی کالڈیا کے سب سے بڑے بت کو توڑا تھا' اور کبھی ایک ریتلی سرزمین میں ھدایت ارضی کا مرکز قائم کیا تھا - وہ دانیال نبی کا وعظ حق جس نے بابل کی دیواروں کو ھلا دیا' وہ یسعیاہ نبی کا نوحہ جس نے یروشلیم کی تباھی پر اپنے دل و جگر کے ٹکڑے

ٹکڑے کردیے ' وہ یرمیاہ نبي کا ماتم جس نے خداوند کے تخت کو غیروں کے پاؤں تلے پامال ہوتے دیکھا اور اسکي تاب نہ لا سکا ' وہ پیامبر خرقي ایل کا مرثیہ جسنے خداوند کے ملک کي محکومي و غلامي پر برسوں خون کے آنسو بہاے اور نبوت کي انکھوں سے دیکھا کہ اسرائیل کي عورت نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور غیروں سے اشنائي کي ' وہ ذکریاہ کي پیغمبرانہ فغاں سنجي جس نے بیابان قدس کے ایک ایک ذرے کو خونبار بنا دیا اور خداوند کے تخت کي تذلیل و تحقیر پر زخمي انسانوں کي طرح چلایا اور تڑپا ' اور پھر بالاخر بیابان کا وہ مقدس سیاہ پوش جس نے آسمان کي بادشاہت کي منادي بلند کي ' اور کہا کہ راہ صاف کرو کیونکہ آنے والي ہستي قریب آچکا ہے ! سو یہ سب کے سب اگرچہ اپنے بروز و تعین میں مختلف ناموں سے پکارے گئے ' پر اصل میں یہ سب کچھ اسي ایک حقیقة الحقائق ابراهیمي هي کي نبوت طرازیاں تھیں ' جسکو خدا نے بقاے دوام اور " لسان صدق في الاخرین " کیلیے چن لیا تھا ! !

اور پھر ان سب کے آخر میں احیاء و تجدید موسویت کا وہ آخري ظہور اعظم جس نے اسرائیل کے گھرانے کي گم شدہ بھیڑوں کا سراغ لگایا اور خداوند کے تخت کي آلودگي و ذلت پر آخري مرثیہ پڑھا ' اور پھر خوش خوش سولي کے تختہ کي طرف بڑھا ' تا وہ چلا جاے اور اپنے باپ سے کہے کہ آنے والے کو جلد بھیجدے ! اگرچہ تم کہتے ہو کہ وہ انگور کے باغ میں " مسیح " کا آخري پیام تھا ' لیکن في الحقیقت یہ وہ بھي " وادي غیر ذي زرع " کے جمال خلت هي کي ایک نئي بخشش حسن تھي :

عباراتنا شتي ; حسنک واحـــد
وکل الی ذاک الجمال بشیـــر !

و نعم ما قیل :

مشتق چو نیک در نگري عین مصدر ست
کیں در صفات ظاہر خــود مضمر آمـــدہ .

(عود الی المقصود)

پس في الحقیقت حضرة نوح اور حضرة ابراهیم (علی نبینا و علیهما السلام) کے حقائق دعوۃ کے اندرجو مماثلة و مشارکة موجود ہے ' اور جسطرح یہ دونوں دعوتیں دو مختلف سلسلۂ تاسیس أمم کي موسس و باني ہوئي ہیں ' وہ اسقدر واضح و آشکارا ہے کہ تمام صف انبیاء کرام میں انکو بیک نظر ممتاز کردیتا ہے - یہي وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر جگہ حضرة نوح علیہ الســـلام کے ساتھہ حضرة ابراهیم کو ایک خاص نسبت دي ' اور تمام انبیاء ما بعد میں سے صرف حضــرة ابراهیم هي کو حضــرة نوح کا " شیعہ " کہا - کیونکہ حضرة نوح کے بعد دوسرا دور موسس صرف ابراهیمي دعوة هي کا وجود میں آیا تھا ' اور انسے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے' وہ سب کے سب حضرة نوح کي دعوۃ موسسہ کے مجدد و محیي تھے - خود کوئي موسس دعوة نہیں رکھتے تھے

(تشریح مزید و کشف حقیقت)

اگر تم کہو کہ حضرات انبیاء کرام کي یہ دو قسمیں اور انکے اعمال و آثار کے حقائق و معارف کي طرف رهنمائي ' ایک فضل مخصوص ہے ' جسکے انکشاف کے لیے خدا تعالی نے اس عاجز و درماندہ قلب کو چن لیا تو یہ في الحقیقت سچ ہے : و یا لیت قومي یعلمون بما غفر لي ربي و جعلني من المکرمین ! (۳۶ : ۲۶)

لیکن اگر تم کہو کہ چونکہ اسکي تشریح بالکل نئي ہے اسلیے درخور قبول نہیں ' تو یقین کرو کہ یہ تمہاري ایک خطرناک ناداني ہوگي اور تمہیں کلام الہي کي روشني سے مہجور کر دیگي - کیونکہ یہ تقسیم عیناً و اصلاً قرآن حکیم کي تصریحات مبینہ سے ماخوذ ہے ' جسمیں تفسیر بالراے کي بدعت مضلہ کو ذرا بھي دخل نہیں - اور في الحقیقت اللہ تعالی کا مخصوص احسان اس عاجز پر یہي ہے کہ اسنے تفسیر بالراے کي آلودگي سے پاک رکھکر حقائق قرانیہ کو منکشف کردیا : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

اس حقیقت کي پوري تفصیل کیلیے تو تفسیر " البیان فی مقاصد القرآن " کي اشاعة کا انتظار کرنا چاهیے ' جسمیں بضمن تفسیر سورہ بقرہ نہایت تفصیل و بسط کے ساتھہ اس مبحث پر نظر ڈالي گئي ہے - البتہ مجملاً یہاں چند اشارے ضروري هیں تاکہ حضرة ابراهیم علیہ السلام کي نبوۃ موسسۂ و مکونہ کي حیثیت اپنے اصل مقام میں واضح ہوسکے -

حضرة نوح اور حضرة ابراهیم علیهما السلام کي باهمي مماثلة و مشارکة کي طرف قرآن حکیم کي جن آیات کریمہ نے رهنمائي کي ہے ' ان میں سے دو آیتیں اوپر درج ہو چکي هیں - لیکن اس حقیقت کیلیے اس سے بھي زیادہ روشني قرآن حکیم میں موجود ہے ' اور ازانجملہ چند آیات پر تدبر نہایت ضروري ہے -

(مقاصد قصـــص القـــرآن)

(۱) قرآن حکیم کي جن جن سورتوں میں گذشتہ انبیاء اور قوموں کے قصص بیان کیے گئے هیں ' وہ اپنے موضوع و مقصد ' اور طرز استدلال و استنباط نتائج کي بنا پر کئي قسموں میں منقسم هیں ' اور لوگوں نے بالعموم ' انکے سمجھنے میں بڑي بڑي ٹھوکریں کھائي هیں -

بعض سورتیں هیں جنمیں ان قصص کے بیان کرنے سے ایک طرح کا استقراء تاریخي مقصود ہے - یعني یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آغاز نزول هدایت سے لیکر اس وقت تک شریعة الاهیہ کي یکساں تعلیمات نے همیشہ یکساں نتائج پیدا کیے هیں ' اور اسلیے ماضي کا استقراء ثابت کرتا ہے کہ حال و مستقبل میں بھي اُن موثرات و اسباب سے وهي نتائج پیدا ہونگے -

جن سورتوں میں یہ طرز استدلال مقصود ہے ' اُن میں گذشتہ واقعات تاریخي ترتیب کے ساتھہ بیان کیے گئے هیں ' اور وہ بالکل ایک مرتب و منظم زنجیر کي طرح هیں ' جسمیں یکے بعد دیگرے ایک هي شکل و صورت کي کڑیاں رکھدي گئي ہوں -

بعض سورتیں هیں جنمیں یہ استقراء تاریخي مقصود نہیں ہے ' بلکہ صرف کسي ایک عمل اور اسکے نتیجہ کي طرف دنیا کو متوجہ کرنا ہے جو بارہا دنیا میں ظاہر ہوچکا ہے اور همیشہ وهي نتیجہ پیدا ہوا ہے - اسکے لیے ترتیب تاریخي کي ضرورت نہ تھي بلکہ صرف گذشتہ واقعات میں سے زیادہ واضح ' زیادہ موثر ' زیادہ جامع ' اور مخاطبین کي معلومات و فہم سے زیادہ اقرب حوادث کا چن لینا کافي تھا - چنانچہ ان سورتوں کا انداز یہي ہے اور تم پاؤگے کہ ان میں تاریخي ترتیب بالکل مفقود ہے -

اسي طرح قصص القرآن کے مختلف موضوع هیں ' اور مختلف طرق استدلال پر مشتمل هیں - پہلي قسم کي سورتوں میں سے میں سورہ " هود " کي طرف توجہ دلاتا ہوں ' اور دوسري میں سے سورہ " الشعراء " پر - (یہ ایک نہایت هي اهم اور تفصیل طلب مقام ہے ' مگر اسکے سوا چارہ نہیں کہ تفسیر البیان کے حصۂ قصص القرآن کا انتظار کیا جاے)

چنانچہ سورۂ هود پر اول سے اخر تک نظر ڈالو ' انبیاء کے تمام ذکر میں تاریخي ترتیب هر جگہ قائم نظر آئیگي ' اور پھر دیکھوگے

کہ موسسین و مجددین کی یہ دونوں صفیں بھی بالکل الگ الگ اسمیں موجود ہیں - تاسیس امم صالحہ کے ان دونوں دوروں کو ایک دوسرے سے علحدہ کردیا گیا ہے ' اور ہر دور میں سے پہلے دعوۃ موسسہ کا تذکرہ ہے ' پھر اسکے مجددین کا -

لیکن سورۂ شعراء ' سورۂ ابراہیم ' سورۂ مریم ' سورۂ عنکبوت میں دیکھوگے کہ انبیاء کرام کے ذکر میں کوئی تاریخی ترتیب نہیں ہے - شعراء میں سب سے پہلے حضرۃ موسی اور بنی اسرائیل کا ذکر ہے - اسکے بعد حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کا ' پھر حضرۃ نوح کا ' پھر حضرۃ ہود کا ' پھر حضرۃ صالح کا ' پھر حضرۃ لوط کا ' اور سب کے آخر میں حضرۃ شعیب (علیہم الصلواۃ والسلام) کا - اور اسطرح بلحاظ زمانے کے جو مقدم تھے ' وہ موخر ہیں ' اور جو معاصر تھے (مثل حضرۃ ابراہیم و حضرۃ لوط کے) وہ اسطرح الگ الگ کردیے گئے ہیں ' گویا ان دونوں کے درمیان صدہا سال حائل تھے -

اسی طرح سورۂ " ابراہیم " میں پہلے حضرۃ نوح کا تذکرہ ہے - پھر حضرۃ موسی کا ایک مفصل بیان شروع ہوگیا ہے - حالانکہ حضرۃ موسی حضرۃ نوح کے کسقدر بعد گذرے ہیں ؟

سورۂ مریم میں ابتدا حضرۃ ذکریا اور مسیح علیہما السلام سے کی ہے - پھر حضرۃ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے -

بر خلاف انکے سورۂ " ہود " میں اول سے لیکر آخر تک بالکل تاریخی ترتیب قائم ہے - جو انبیاء پہلے گذرے ہیں انکا پہلے ذکر ہے - جو انکے بعد آے ' وہ انکے بعد ذکر دیے گئے ہیں -

یہ ترتیب اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیتی ہے کہ تاسیس امم صالحہ کے دو تاریخی دور تھے ' اور چونکہ سورۂ ہود میں مقصود تاریخی استقراء تھا ' اسلیے ٹھیک ٹھیک انکے ظہور کے اصلی اوقات و ازمنہ کے مطابق سلسلۂ ظہور و بعثت میں انکو جگہ دی گئی -

پس یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سورۂ ہود میں جس نبی کو جو جگہ دیدی گئی ہے ' وہی اسکی اصلی تاریخی جگہ ہے - اور دوسری سورتوں میں انکی صفوف بلحاظ زمانۂ ظہور یا بلحاظ صنف دعوۃ کے نہیں ہے ' بلکہ وہاں کچھہ اور مقاصد پیش نظر ہیں جنکے لیے ترتیب تاریخی و صنفی کی ضرورت نہ تھی -

چنانچہ سورۂ ہود میں سب سے پہلے حضرۃ نوح علیہ السلام کی دعوۃ کا ذکر کیا ہے - کیونکہ حضرۃ نوح ہی کے زمانے میں سب سے پہلے اجتماع انسانی نے ایک مقوم و منظم اجتماع تک ترقی کی جسپر لفظ " امۃ " کا حسب لغۃ عرب اطلاق ہو سکتا ہے - حضرۃ نوح کی دعوۃ موسسہ تھی - انکی تاسیس سے پہلا دور شروع ہوتا ہے - انکے بعد دعوۃ نوحی کے مجددین کا سلسلہ شروع ہوا - اس سلسلہ میں سے حضرۃ ہود اور حضرۃ صالح علیہما السلام کے تذکرہ کو بوجہ کمال عبرت و تذکیر ' و ظہور معجزات قوانین الاہیہ و روحانیہ ' و معلومات مخاطبین ' و علائق قدیمۂ عرب ' چن لیا ہے اور قوم عاد و ثمود کی حالت اور اسکے نتائج پر توجہ دلائی ہے -

اب پہلا دور تاسیس ختم ہوگیا - اور دعوۃ نوحی کی جگہ ایک نیا دور تاسیس حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کی دعوۃ کا شروع ہوا - چنانچہ حضرۃ صالح کے بعد حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے ' مگر انکے تمام وقائع و اعمال حیات اجتماعی و شخصی میں سے صرف اوس ایک واقعہ ہی کو سورۂ ہود کیلیے چنا ہے جسمیں حضرۃ اسحاق کی پیدایش کی انہیں بشارت دی گئی تھی ' اور اسکا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے :

فبشرناها باسحاق ' و من وراء اسحاق یعقوب (۱۱ : ۷۴)
پس ہمنے حضرۃ ابراہیم کی بیوی کو اسحاق کی پیدایش کی بشارت دی ' اور اسحاق کے بعد انسے یعقوب کے پیدا ہونے کی -

حضرۃ یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام " اسرائیل " ہے اور " بنی اسرائیل " انہی کی طرف منسوب ہیں - پس یہاں قران نے صرف حضرۃ اسحاق کی بشارت کے تذکرہ ہی پر اکتفا نہیں کیا ' بلکہ اسکے ساتھہ ہی اسطرف بھی اشارہ کردیا کہ انسے حضرۃ اسرائیل پیدا ہونگے -

اس سے مقصود یہ تھا کہ انبیاء مجددین کا جو سلسلہ قوم بنی اسرائیل میں قائم ہونے والا تھا ' اور دعوۃ ابراہیمی کی قوۃ موسسہ جسطرح امۃ بنی اسرائیل کی شکل میں بڑھنے اور پھولنے پھلنے والی تھی ' اسکی طرف زیادہ واضح اشارہ کردیا جاے - اس اشارہ کیلیے صرف حضرۃ اسحاق کا نام لے دینا کافی نہ تھا ' کیونکہ گو حضرۃ اسحاق ہی سے حضرۃ یعقوب پیدا ہوے ' لیکن بنی اسرائیل کی قوم اور اسکے تمام انبیاء مجددین حضرۃ اسحاق کی طرف منسوب نہ ہوے - حضرۃ یعقوب کی نسبت سے پکارے گئے - اسلیے " و من وراء اسحاق ' یعقوب " کہکر نسل ابراہیمی کو وہاں تک پہنچا دیا گیا ' جسکے بعد سے معاً بغیر کسی درمیانی کڑی کے امۃ بنی اسرائیل اور دعوۃ ہاے مجددۂ ابراہیمیہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے -

غور کرو ' سورۂ ہود میں حضرۃ ابراہیم کی حیاۃ طیبہ کے اور کسی واقعہ کا ذکر نہیں کیا ' صرف اس بشارت ہی کا ذکر کیا - اسکی علت یہ ہے کہ یہاں مقصود تاریخی ترتیب کے ساتھہ دو موسس دوروں اور انکے دو سلسلہ ہاے تجدید و احیاء کا ذکر کرنا تھا ' اور حضرۃ ابراہیم کی زندگی کا یہی واقعۂ بشارت وہ واقعہ ہے جس سے حضرۃ اسحاق پیدا ہوے ' اور انکے اولاد میں حضرۃ یعقوب تھے جنسے دعوۃ ابراہیمی کا سلسلۂ مجددین و امم قائم ہوا -

پھر دعوۃ ابراہیمی کے بعد بالترتیب اسکے مجددین کا ذکر کیا ہے - چنانچہ سب سے پہلے حضرۃ لوط علیہ السلام کا ذکر ہے جنکی دعوۃ دعوۃ ابراہیمی ہی کے ذیل میں داخل تھی -

حضرۃ لوط کے بعد حضرۃ شعیب کا تذکرہ ہے - اور اسکے بعد حضرۃ موسی علیہ السلام کا جنکی دعوۃ مجددہ اس قوۃ سے حکمی گویا ایک دعوۃ موسسہ تھی ' اور جنکے تذکرہ کے اندر ان تمام مجددین اسرائیلین کا ذکر ضمنا آگیا جو یکے بعد دیگرے آتے رہے ' اور دراصل وہ سب کے سب مع حضرۃ موسی و ہارون علیہما السلام کے دعوۃ موسسۂ ابراہیمی ہی کے مجدد تھے : ذالک من انباء القری نقصہ علیک منہا قائم و حصید (۱۱ : ۱۰۲) -

اب غور کرو کہ سورۂ ہود کی یہ ترتیب جو ٹھیک ٹھیک ایک تاریخی اور صنفی ترتیب ہے ' کس طرح اس حقیقت کو واضح کرتی ہے ؟ تم اکثر مقامات پر حضرۃ موسی کا نام حضرۃ نوح کے ساتھہ دیکھوگے ' بعض مقامات میں حضرۃ ہود اور صالح کا ذکر بلا کسی فصل کے حضرۃ لوط یا حضرۃ ابراہیم کے ساتھہ آجائیگا ' لیکن سورۂ ہود میں ایسا نہیں ہے - حضرۃ ہود اور حضرۃ صالح موسس نہ تھے ' دعوۃ نوحی کے مجدد تھے ' لہذا انکا ذکر بالترتیب انکی دعوۃ موسسہ کے بعد کیا گیا - حضرۃ لوط ' حضرۃ اسحاق ' حضرۃ یعقوب ' حضرۃ شعیب ' اور حضرۃ موسی علیہم السلام ' حضرۃ ابراہیم کے بعد آے اور یہ تمام انبیاء موسس اقوام و امم نہ تھے بلکہ حضرۃ ابراہیم کی قائم کردہ امۃ صالحہ کے مصلح و مجدد تھے - اسلیے ان سبکا ذکر نہ تو حضرۃ نوح کے ساتھہ کیا ' نہ حضرۃ ہود و صالح کے ' بلکہ حضرۃ ابراہیم کی دعوۃ موسسہ کے بعد کیا - اور اسی طرح کیا ' جسطرح انکی تجدید یکے بعد دیگرے بتقدیم و تاخیر زمانی ظاہر ہوئی : فہذا ما الہمنی ربی ' انہ ہو اللطیف الوہاب !

مراسلات

ایــک اهـــم اقتـــراح دینـــي

سیــرة نبــوي

روحي فداک - تحیه والسلام -

میں عجیب کشاکش میں هوں - گویم مشکل و گر نگویم مشکل کا مصداق هے - میرا ابتدا سے یه عقیده هے که مسلمانوں کے لیے صحیح مذهب بے لوث و آلایش دستور العمل و حقیقي طریقۂ نجات صرف " قرآن مجید " اور حضرت پیغمبر خدا کي زندگي کا "نمونه" هے اور بس - چند دنوں سے اس خیال میں پیچاں و غلطاں هوں که آنحضرت صلعم کي ایک تاریخ مختصر جسته جسته واقعات اور دسته دسته حالات طیار هو اور کوشش کي جاے که اسکو نصاب تعلیم میں داخل هونے کي اجازت ملے -

میں مولانائے مرحوم علامۂ مغفور شبلي نعماني کي سیرت کبیر سے بیخبر نہیں هوں ' بلکه میں یہاں تک کہنے کي جرأت کر سکتا هوں که مولانا کو بهي میں نے هي آماده کیا تها - لیکن چونکه کیسه خالي دامن تهي تها ' عملي سعادت بیگم بهوپال کے حصه میں آئي - مگر وه تاریخ جامع اور طویل هے ' نصاب میں داخل نہیں هوسکتي - عام مطالعه و تبلیغ و دعوة کیلیے مفید نہیں - مولانا تنقید اور تحقیق میں مانے هوئے علامه هیں - بایںهمه جناب کا انداز بحث و نظر اور ترتیب و تنظیم کچهه اور هي هے - پهر ان کے قلم میں وه سحر اور جادو کا اثر نہیں هے (خدا تملق سے بچائے اور بالکل صداقت کي توفیق دے) جو آپ کے قلم میں پاتا هوں :

ایں سعـــادت بزور بازو نیست
تا نه بخشد خـــداے بخشنده

ایک مدت تک اپنے ارادے اور خیال کو ضبط کیا - کیونکه زباني جمع خرچ سے کچهه بن نہیں آتا - لیکن ان دنوں کچهه ایسي بے تابي سي لاحق هوئي هے که سر رشتۂ صبر هاتهه میں رهتا نظر نہیں آتا -

اگر آپ صرف ایک گهنٹه اس کام پر وقف کردیں اور روزانه اپني اعجاز نگاري کے طرز پر کچهه لکهدیا کریں تو تهوڑے دنوں میں کتاب طیار هو جائیگي - میں سردست اسکي اشاعت کیلیے کچهه پیش نہیں کر سکتا ' زیاده سے زیاده پچاس روپیه یکجا بمشکل پیش کر سکتا هوں -

اگر ماهواري لدں تو هر انگریزي مهینے کي چوتهي تاریخ پر دس روپیه بهیج سکتا هوں ' اور دس گیاره مهینے تک به آسودگي مسلسل ادا کر سکتا هوں - نه اسمیں بچوں کا پیٹ کاٹنا پڑیگا نه اپنے پیٹ پر پتهر باندهنے کي نوبت آئیگي - هر مهینه میں روپیه بهیجتا رهونگا -

میں جانتا هوں که آپکي غیور طبیعت ایسي باتوں سے گهبراتي هے اور نه گورا کریگي ' مگر همارے طرف سے یه آپ کے لیئے تو نہیں هے بلکه خدا کے لیے هے مذهب کي محبت اور پیغمبر خدا کي حضور میں صدق نیاز کا ثبوت هے ' اور اجر کي امید - آپ اس عرض کو هذیان ' سرسام ' یا صعود ابخرۂ مراق تصور فرمائینگے - اور میں خود بهي جانتا هوں که آپکي خدمت میں ایسا عرض کرنا ایسا هي هے - لیکن نہایت الحاح اور زاري اور عاجزي سے التجا هے که اگر منظور فرما لیں تو بڑي بهاري کمي کو پورا کر دینگے - سیرة کبیر کا وعده دسمبر سنه ۱۹۱۵ میں شائع هو جانے کا تها - مگر اب مولوي مسعود علي ندوي کي تحریر سے معلوم هوا هے که شاید دو چار مهینے اور انتظار کرنا پڑے -

مانا که وه تعلیم یافتوں اور علماء میں رحمت اور برکت اور روح حیات پهونک دیگي - مگر یه کام اس سے نہیں نکلیگا که نصاب تعلیم میں بهي داخل هو - اگر جناب لکهیں تو مدارس ' مکاتب ' وعظ ' هر جگه کام آئیگي اور هر وقت ساتهه رهیگي -

تاریخ آپ کے قلم سے لکهي هوئي همارے پاس آے یا وهاں کسي اعلی مطبع میں چهپوائي جاے - اسکي آمدني و قیمت اسیکي اشاعت پر صرف کي جاے یا کسي اور کام پر - لیکن یه ضروري هے که تاریخ آپ کے دماغ اور قلم سے نکلے -

مزید طباعت اور اشاعت کے لیے صدها راستے کهل جائینگے - جس زمانه میں علامۂ شبلي مشاهیر اسلام کي تاریخیں لکهتے تهے ' میں جل جل جاتا تها که آفتاب کو چهوڑ کے پرتو اور ذروں پر کیوں نظر ڈالتے هیں - آپ کے لیے بهي میں یهي کہتا تها که سیاسي معاملات کو رهنے دیجیے اور صرف حضرت کي زندگي پر بحث کیجیے -

بهر حال جنون سمجهیے یا ابخره مراقي کا صعود - مجهکو اس خیال نے بے تاب کر رکها هے که آنحضرت کي تاریخ زندگي کے شایع هونے هي پر اسلام اصلي حالت پر آسکتا هے ' اور مجهکو اسیکا خفقان هے -

غلام غوث طبیب (خانپور)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بهـار

——:o:——

ایجاد کردۂ جناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب

—:o:—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصاً ضعف مثانه اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشي تک مسلسل هوتا هے ایک بے خطا اور آزموده مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بهتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں هوسکتي -

قیمت فی شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت
نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ریلسلي - کلکته

آثـار اسـلامیـہ امـارت بیجـــا پـور

[از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی پروفیسر پونا کالج]

(۲)

(گول گنبد)

یہ عمارت نہ صرف بیجاپور، نہ صرف ہندوستان، نہ صرف اسلام، بلکہ تمام دنیا کے عجائب صنعت میں سے ہے - یہ در اصل سلطان محمد عادلشاہ کا مقبرہ تھا - سلطان جسطرح اپنی زندگی میں بے نظیر تھا، اوسنے چاہا کہ مرنے کے بعد بھی بے نظیر ہو - یہ بے نظیر گنبد اسی دعوی کی دلیل ہے - اس عمارت کی بلندی ۱۹۸ فیت ۶ انچ ہے - اور اس میں دو چیزیں باعث صد استعجاب و حیرت ہیں : گنبد اور گیلری -

گنبد نصف دائرہ نما ہے - اسکا اندرونی قطر ۱۲۴ فیت ۵ - انچ، اور بیرونی ۱۴۴ فیت، ضخامت دیوار کی ۱۰ فیت ہے - جہاں سے خاص گنبد کی حد شروع ہوتی ہے، وہاں سے ۱۱ سنگی گیلریاں چاروں طرف اندر کی جانب بنائی گئی ہیں - جس رقبۂ فضا کو گنبد حاوی ہے، وہ تقریباً ۱۸۱۱ مربع فیت ہے - یہہ وہ وسیع حدود

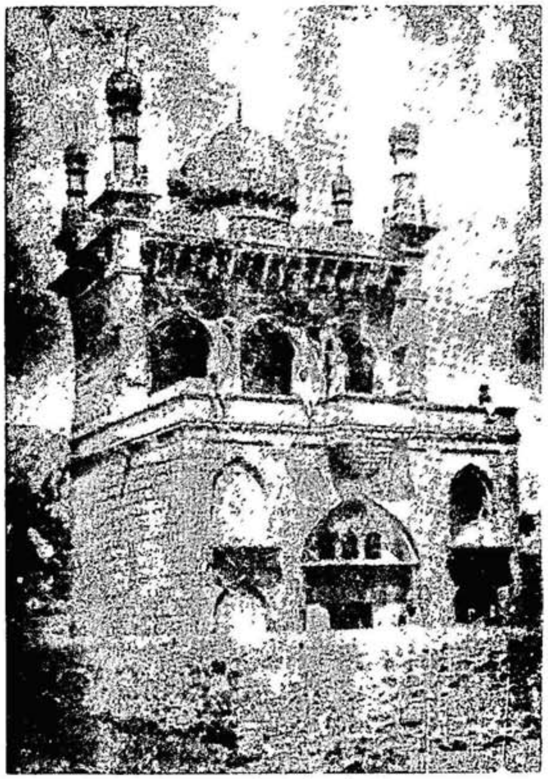

بیجا پور کی جامع مسجد

ہیں جن کو دنیا کا کوئی گنبد محیط نہیں - یورپ کا سب سے بڑا گنبد روم کا پینتہان (Panthan) ہے - لیکن اوسکا رقبہ بھی صرف ۱۵۸۳۳ مربع فیت ہے - اس گنبد کی ساخت کی خوبی یہ ہے کہ وہ بجائے دیوار کے محرابی کمانوں کی نوکوں پر اپنا بار ڈالتا ہے، اور اس ہندسی طریق صنعت نے گنبد کے ناقابل برداشت بوجھہ کو (جسکی کوئی دیوار متحمل نہیں ہوسکتی تھی) ان کمانوں پر تقسیم کردیا ہے !!

لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز گنبد کی گیلری کی ایک خاص خصوصیت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان مہندسین فلسفۂ اصوات کے کس حد تک ماہر تھے . یہ گنبد اس ترتیب سے بنایا گیا ہے اور اوسکی وسعت مخصوصہ اس خاص حد تک قائم کی گئی ہے کہ ایک آہستہ سے آہستہ آواز بھی (مثلاً جیبی گھڑی کی کھٹ کھٹ کی آواز) نقطۂ مقابل میں

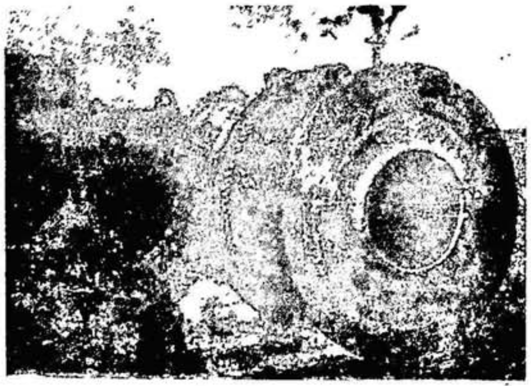

عہد عادل شاہی کی ایک توپ
" لندا کاسب "

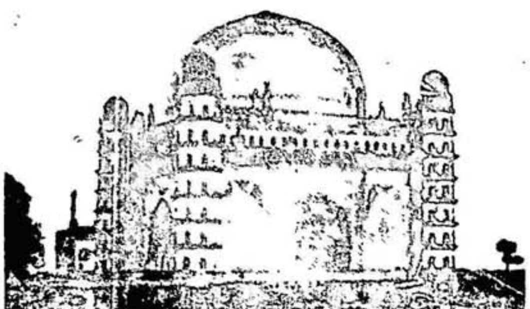

گـول گـنـبـد

مشہور فاتح توپ : " ملک میدان "

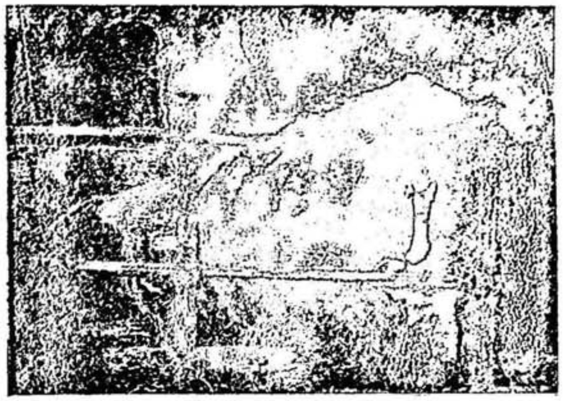

(جو ۱۲۴ فیٹ کے بعد پر ہے) پوری صفائی کے ساتھ اپنے عکس صوت کو سنا دیتی ہے جو جانب مقابل کے حصۂ گنبد سے ٹکرا کر واپس آتا ہے !

گنبد کے اندر اگر ایک بار تالی بجائی جاے تو دس بار متواتر گنبد کے غیر مرئی ہاتھ اپنے تماشائیوں کو جواب دینگے - اگر گنبد کے زینوں پر ایک چڑھنے والے انسان کے پاؤں چاپ پیدا کرینگے ' تو گنبد کے اندر سینکڑوں نظر سے غائب چلنے پھرنے والوں کی آواز سنائی دیگی ! !

اس عمارت کے جنوبی دروازہ پر تین جملوں کا ایک چھوٹا سا فارسی کتبہ کندہ ہے - ہر جملہ سے بانی گنبد سلطان محمد کی تاریخ وفات سنہ ۱۰٦۷ ھ نکلتی ہے -

اس عمارت کی جانب مغرب ایک نہایت خوبصورت پتھر کی مسجد بھی ہے جو لارڈ کرزن کے عہد تک انگریز سیاحوں کا مسافر خانہ رہا - لیکن لارڈ کرزن کی تجویز " حفاظت آثار قدیمہ " نے اس ذلت سے اوسکو نجات دی

(توپ ملک میدان)

حسب تحقیق بعض مورخین یورپ ' توپ کی ایجاد کا فخر مسلمانوں ہی کو حاصل ہے - حسب تصریح ابن خلدون اندلس کی بعض لڑائیوں میں عرب فوج کے ساتھ توپیں موجود تھیں - علامہ ربی پاشا مصری کے کتبخانہ میں ابن غانم اندلسی کا ایک خاص رسالہ توپ کی صنعت پر موجود ہے - ترکوں نے اس صنعت کو خاص ترقی دی - سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کا توپخانہ یورپ کی تمام تاریخ میں اپنے عہد کا عدیم النظیر تسلیم کیا گیا ہے -

ہندوستان کے میدان میں سب سے پہلے توپ بابر لایا - اکبر نے توپ کی صنعت کو جسقدر ترقی دی ' وہ آئین اکبری کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہے -

اورنــگ زیب عالمگیر کے عہــد میں اس صنعت کو جسقدر ترقی ہوئی اوسکے نمونے ہندوستان میں جا بجا موجود ہیں -

دولت آباد میں " قلعہ شکن " اور پونہ میں " فتح لشکر " نامی دو توپیں عہد عالمگیر کی یاد دلاتی ہیں - یہ دونوں توپیں " محمد حسن عرب " کی کی صنعت سے ہیں -

دکن میں مسلمان اور ہندو قوتوں کی آخری اور فیصلہ کن رزمگاہ " تالی کوٹ " کا میدان تھا جس میں دکن کی پانچ اسلامی ریاستوں نے متفقاً ملکر دکن کی قدیم و مستحکم ہندو حکومت بیجانگر کا خاتمہ کردیا - لیکن اس غیر متوقع فتح کی قوت در اصل احمد نگر کے توپخانہ میں مخفی تھی - توپ " ملک میدان " بھی در حقیقت اسی امارت اسلامیہ کی یادگار ہے -

یہ توپ احمد نگر میں بعہد ابوالغــازی نظام شاہ سنہ ۹۰۵ ھ میں ڈھالی گئی تھی - اس کے صناع کا نام اسکی پشت کے کتبہ پر " محمد بن حسن رومی " منقوش ہے - یہ توپ احمد نگر کے قلعہ پرندہ پر نصب تھی - اتفاق روزگار سے جب یہ قلعہ بیجاپور کی حکومت میں داخل ہوا تو یہ توپ بھی سنہ ١٦٣٢ع میں منتقل ہوکر بیجاپور آ گئی - سنہ ١٦٨٥ ع مطابق سنہ ۱۰۹۷ ھ میں جب عالمگیر نے بیجاپور پر قبضہ کیا تو اموال و غنائم میں " ملک میدان " بھی ہاتھ آئی - اورنگ زیب نے اس کو یہیں چھوڑ دیا لیکن اسکی پیشانی پر اپنے نام کا سکہ ضرب کردیا - برٹش عہد حکومت میں (۱۸۵۴ ع) اس توپ کا طالع اقبال قریب تھا کہ گردش میں آجاے - ستارہ کے کمشنر نے حکم دیدیا تھا کہ دیگر بیکار چیزوں کے ساتھ اس توپ کو بھی نیلام کردیا جاے - بخت کی واژگونی دیکھو کہ اس مایۂ روزگار کی قیمت صرف ۱۵۰ روپیہ اٹھی تھی !

لیکن ہم اس ناقدردانی زمانہ کے ممنون ہیں جس نے مسلمانوں کے شاہد اقبال کے طور پر اسکو ہمارے لیے محفوظ رکھا - دوسری بار پھر یہ برٹش میوزیم کے حصہ میں آچکی تھی کہ ہماری خوش نصیبی نے پھر چمک کر چھین لیا ' اور یہ اب تک بیجاپور کے مغربی شہر پناہ کے سب سے بڑے برج پر نصب ہے -

ملک میدان کا طول ۱۴ فیٹ ۴ - انچ ' اور اسکا سب سے بڑا قطر ۴ فیٹ ۱۱ - انچ ہے - اسکے دہانہ کی وسعت اتنی بڑی ہے کہ ایک آدمی اچھی طرح بیٹھکر دو پٹہ باندہ سکتا ہے !

دہانہ کی شکل ایک اژدہے کے منہ کی سی ہے ' جسکے جبڑے بالکل کھلے ہوے ہیں - جبڑے کے دونوں طرف دانتوں کے اندر دو ہاتھی دبے ہوے ہیں !

جسطرح بیجاپور کا گول گنبد دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا ' مشہور ہے کہ اسی طرح یہ اپنی وسعت و ضخامت و عجیب الشکلی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اور دنیا کی سب سے بڑی توپ شمار کی جاتی ہے - کتبات کی نقل حسب ذیل ہے :-

اللــہ

و لا ســواہ — اضافۂ عالمگیری

في سنہ جلوس ۳۰

شــاہ عــالمگیر غازی پادشاہ دین پناہ
انکہ داد عدل داد و ملک شاہان را گرفت

مطابق سنہ ۱۰۹۷ھ

فتــح بیجــا پــور کــرد و بہر تاریــخ ظفــر
رو نمود اقبال و گفتہ: ملک میداں را گرفت

اللہ

خادم اہل رسول
ابو الغازی نظام شاہ

سنہ ۹۵۶ ھ

عمل محمد حسن رومی

آثار محــل
عادل شاہی کتــب خانہ کا نقش پا

تاریخ تمدنی اسلامی کا ایک صفحہ!

غزوات اسلامیہ اور تجارت

دنیا نے جس نقطے سے اپنا سفر شروع کیا تھا ' ھر پھر کے پھر اوسی نقطے پر پہونچ گئی ہے - دنیا کا سورج اپنی تکوین کے پہلے دن وحشت و بہیمیت کے سر پر چمکا ' اور آج تمدن و تہذیب کے خط استواء سے گذر رہا ہے - لیکن اوسکی حرارت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے - اوسکا آتشیں چہرہ جسطرح تکوین عالم کے پہلے دن غصہ سے سرخ تھا ' اوسی طرح آج بھی تابناک نظر آرہا ہے !

بظاہر یہ ایک نہایت تعجب انگیز بات ہے - جس دور ترقی و عہد تمدن نے حقائق و علوم میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا ' اسرار عالم کے چہرے سے نقاب اولٹ دی ' بحر و بر کے ڈانڈے ملا دیے ' فضاے بسیط کے سیاروں کو قوۃ جاذبہ کے ایک رشتہ میں منسلک کر کے خدا کے اس احسان عظیم کو کہ :

خلق لکم ما فی الارض جمیعا — زمین میں جو کچھہ ہے اوسکو خدا نے تمہارے ہی لیے پیدا کیا ہے -

پورا کردیا - کیا وہ پھر اوسی عہد ظلمت کی طرف رجعت قہقری کر سکتا ہے ' جو انسان کی سیاہ کاریوں کا ایک تیرہ و تاریک ظلمت کدہ تھا ؟

علی عادل شاہ ثانی کا نا تمام مقبرہ

بظاہر یہ سوال کتنا ھی تعجب انگیز ھو ' لیکن دونوں دور کے نتائج اسکا جواب اثبات میں دیتے ھیں -

یہ سچ ہے کہ وحشت و تمدن دو متضاد چیزیں ھیں ' لیکن دونوں کے نتائج میں عجیب و غریب اتحاد ہے - آگ اگر پانی کو خشک کرسکتی ہے ' تو وہ ایک جامد مادہ کو سیال بھی بنا سکتی ہے - پس جب ایک ھی قوت متضاد نتائج پیدا کرسکتی ہے ' تو دو متضاد قوتیں متحد نتائج کیوں نہیں پیدا کر سکتیں ؟

لیکن اسوقت نظریات کی ھنگامہ آرائی کی ضرورت نہیں - یہاں گفتگو واقعات اور واقعات کے نتائج سے ہے ' اور وہ یکسر عالم آشکارا ھیں - زمانۂ وحشت میں عورتیں آزاد تھیں ' آج اونکی آزادی اور بھی بڑھ گئی ہے - زمانۂ وحشت میں انسان ہر چیز کو مباح سمجھتا تھا ' اب ایک اعلی درجہ کا متمدن انسان بھی بلا قید دنیا کی ہر چیز سے تمتع اوٹھا سکتا ہے - زمانۂ وحشت میں انسان بات بات پر لڑ پڑتا تھا ' آج ایک مہذب انسان بھی سیادت جنسی و وطنی کے جوش میں ذرا سی بات پر تلوار اوٹھا سکتا ہے - زمانۂ وحشت میں انسان ایک بی بی پر قانع نہیں تھا ' آج متمدن آبادیاں بھی زیادہ وسعت و کامیابی کے ساتھہ اسی پر عمل کر رھی ھیں - زمانۂ وحشت میں عورتیں صرف ستر عورت کا چھپانا کافی سمجھتی تھیں ' آج تمدن کے کامل لباس (فل ڈریس) میں عہد قدیم کا یہ منظر نظر آسکتا ہے -

تاج باولی ، تاج سلطانہ بیگم سلطان ابراھیم ثانی کا حوض

مہتر محل
ایک صحن مسجد کا خارجی دروازہ

زمانۂ وحشت میں انسان اپنے بغض و عداوت کو غیر ضروری اور غیر متعلق چیزوں کی طرف متعدی کر دیتا تھا ' وہ ایک شخص سے لڑتا تھا تو اوسکے گھر میں آگ لگا دیتا تھا ' اوسکو متعدد مادی فوائد سے محروم کردیتا تھا ' اوس نے جو تعلقات دوسرے لوگوں سے قائم کر رکھے تھے اونکو منقطع کرنا چاھتا تھا ' اوسکی تجارت اور دوسرے ذرائع معاش میں مختلف طریقوں سے رکاوٹ پیدا کرتا تھا - آج بیسویں صدی کا متمدن انسان بھی یہ سب کچھہ کرتا ہے - وہ کبھی اسٹرائک کرتا ہے ' کبھی بوائیکاٹ کا وعظ کہتا ہے ' کبھی تاروں کا سلسلہ کاٹ ڈالتا ہے ' کبھی ڈائنامیٹ کے ذریعہ سے ٹرینوں کو اوڑا دیتا ہے ' کبھی تجارتی جہازوں کو روک دیتا ہے بلکہ بعض اوقات اونکو ڈبو بھی دیتا ہے ' اور اسکو دشمن کے بیدست و پا کرنے کا نہایت مہذب اور کامیاب آلہ سمجھتا ہے !

اسلام سے پہلے عرب بھی ایک وحشی ملک تھا ' اسلیے وہ بھی بیسویں صدی کے اس بے پناہ آلے کو استعمال کرتا تھا - بلکہ سب سے زیادہ اوس نے خود اسلام ھی کے مقابلے میں اسکا استعمال کیا - ابتداے بعثت میں دو سال تک کفار قریش نے باھمی معاھدہ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم کے خاندان سے ھر قسم کے تعلقات منقطع کردیے تھے - اس معاھدہ کی رو سے نہ کوئی شخص بنوھاشم کو اپنی لڑکی دیسکتا تھا ' نہ اونکے ھاتھہ کوئی چیز بیچ سکتا تھا ' اور نہ اونکے ساتھہ کسی قسم کا لین دین کر سکتا تھا - سفر بعثت عورتوں کو

اپني اس اجداد پر بڑا ناز ھوگا کہ وہ آب و دانہ کا فاقہ کرکے قید خانے کي مصيبتوں سے بچ جاتي ھيں - ليکن سب سے پہلے عرب کي ايک عورت نے اسلام کے مقابلے ميں اس آلے کا استعمال کيا تھا - جب حضرت سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه اسلام لائے ' تو اونکي ماں نے ناراض ھوکر قسم کھالي کہ اگر وہ اس مذھب سے باز نہ آئے تو نہ اون سے کبھي بولوں گي ' نہ کھانا کھاوں گي ' نہ پاني پيوں گي - يہ محض دھمکي ھي نہ تھي ' بلکہ اُس نے اس پر عمل بھي کيا ' اور اسي حالت گرسنگي ميں تين دن گذار ديے - تيسرے دن جب فرط ضعف سے بيھوش ھوگئي ' تو اس نازک حالت کو ديکھکر اُسکے دوسرے لڑکے نے پاني پلا ديا - ھوش ميں آئي تو سعد کو بد دعائيں ديں - (١)

ابتداے اســلام ميں بعض صحابہ نے بھي کفار کو تجارت کي روک ٹوک کي دھمکي دي تھي - چنانچہ غزوۂ بدر سے پہلے ايک بار حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه عمرہ کي غرض سے مکہ آے ' اور قديم دوستانہ تعلقات کي بنا پر اميہ بن خلف کے يہاں قيام کيا - چونکہ کفار آزادي کے ساتھہ عمرہ لانے کا موقع نہيں ديتے تھے ' اسليے اُنھوں نے ايک دن موقع پاکر دو پھر کے سناٹے ميں اميہ کے ساتھہ طواف کرنا چاھا - اتفاق سے ابوجھل سے ملاقات ھوگئي - اُوس نے کہا : " تم اس طرح بيدھڑک مکہ ميں طواف کر رھے ھو ' حالانکہ تم نے گمراہ مسلمانوں کو اپنے يہاں پناہ دي ھے اور انکي مدد کر رھے ھو ؟ اگر تم ابوصفوان (اميہ) کے ساتھہ نہ ھوتے ' تو يہاں سے بخير واپس نہ جا سکتے " -

اس پر حضرت سعد بن معاذ کو بھي غصہ آگيا - اُنھوں نے بھي دھمکي دي : " اگر تم مجھے طواف سے روکو گے تو ميں تمھاري راہ مدينہ اس سے بھي سخت رکاوٹيں پيدا کرونگا ' يعني مدينہ کے راستے سے تمھارا جو کاروان تجارت شام کو جايا کرتا ھے ' اوسکو روک دونگا " (٢)

حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه نے يہ صرف دھمکي ھي دي تھي ' مگر بعض مسلمانوں نے اس پر عمل بھي کيا - چنانچہ صلح حديبيہ کے بعد جو مسلمان مکہ سے بھاگ کر ساحل دريا پر مقيم ھوگئے تھے ' وہ مجبوراً قريش کے کاروان تجارت کي لوٹ سے اپني معيشت پوري کرتے تھے - ليکن خود آنحضرت نے نہ تو کبھي ايسا کيا اور نہ اسکي پسنديدگي ظاھر کي - چنانچہ جب قريش نے ساحل بحر کے مسلمانوں کي شکايت کي تو (حسب تصريح بخاري) آپ نے انھيں اپنے پاس بلا ليا -

اسلام دنيا ميں خالي ھاتھہ آيا - نہ اوسکے دامن ميں لعل و جواھر کے ذخيرے تھے ' نہ وہ اپني جيب ميں چاندي سونے کے سکے رکھتا تھا - نہ اوسکے پاس اس قدر سرمايہ تھا کہ لوگوں سے لين دين بڑھاتا ' تجارت کي منڈياں قائم کرتا ' يا کم از کم بازار ميں ايک معمولي سي دکان ھي لگا ديتا - اوسکي جھولي ميں صرف مخلصين مومنين کے چند دل تھے ' جو اگرچہ لعل و جواھر سے زيادہ گراں قيمت اور چاندي سونے کے سکوں سے زيادہ بيش بہا تھے ' ليکن اُسوقت عرب کے بازار ضلالت ميں اس سودے کا کوئي خريدار نہ تھا !

اُس زمانے ميں عرب کي تجارت کا تمام کار و بار کفار مکہ اور يہود مدينہ کے ھاتھہ ميں تھا ' ليکن عرب ميں جو بد اخلاقياں عموماً پھيل گئي تھيں ' انکا اثر سب سے زيادہ داد و ستد کے معاملات پر پڑتا تھا - اس بنا پر تجارت تمام اخلاقي خرابيوں کا مرکز بن گئي تھي - عرب ميں سب سے زيادہ متمول اور کار و باري قوم يہود کي

(١) صحيح مسلم جلد ٢ ص ٣٢٧ مناقب سعد بن ابي وقاص
(٢) بخاري جزو - ٥ - ص - ٧١

تھي - ليکن يہ لوگ معاملات ميں نہايت سخت اور حريص تھے - يہاں تک کہ بچوں اور عورتوں تک کو رھن رکھتے تھے (١) اور قرض کے تقاضے ميں نہايت بے مروتي کا اظہار کرتے تھے - چنانچہ حضرت جابر بن عبد الله رضي الله عنه کے والد نے جب انتقال کيا تو انپر ايک يہودي کا قرض باقي رھگيا تھا - اوس نے تقاضا کيا تو حضرت جابر رضي الله عنه نے چند دنوں کي مہلت مانگي - اوس نے انکار کرديا - اونھوں نے آنحضرت سے سفارش کرائي - آنحضرت اوسکے پاس خود تشريف ليگئے اور اس معاملہ کے متعلق بالمشافہ گفتگو کي - ليکن اوس نے آپ کي سفارش کو بھي رد کرديا (٢)

معاملات کے متعلق کفار کا جو طرز عمل تھا وہ اس سے بھي زيادہ سخت تھا ' اور اوسکا اثر مسلمانوں پر بلکہ خود اسلام پر بھي پڑتا تھا - عاص بن وائل پر خباب کا کچھہ قرض تھا - جب اونھوں نے اوس سے تقاضا کيا تو اوس نے کہا : جب تک تم محمد صلى الله عليه وسلم کي رسالت کا انکار نہ کروگے ' ميں تمھارا قرض نہ دونگا ! (٣)

يہ لوگ خود آنحضرت کے ساتھہ بھي نہايت بيہودہ طريقہ سے پيش آتے تھے - آپ پر ايک کافر کا قرض تھا ' اوس نے اس سختي کے ساتھہ آپ سے تقاضا کيا کہ صحابہ اس کي بےادبي پر ضبط نہ کرسکے ' اور اوسکو اس گستاخي کي سزا ديني چاھي - ليکن آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے يہ کہکر روکديا : " جسکا حق ھے وہ اسقدر باتيں بھي سنا سکتا ھے " (٤)

اھــل عرب نے خارجــي ممالـک سے جو تجــارتــي تعلقات قائم کرليے تھے ' وہ بھي اسلام کيليے نہايت مضر تھے - چنانچہ حضرت دحيہ کلبي جب آنحضرت کا خط ھرقل شاہ قسطنطنيہ کے پاس ليکر گئے تو اسوقت ابو سفيان تجارتي اغراض سے شام ميں مقيم تھا - ھرقل نے اوسکو طلب کيا اور آنحضرت کے متعلق متعدد سوالات کيے - ان سوالات کي سنجيدگي نے اگرچہ ابو سفيان کو آنحضرت يا اسلام کے معائب و مثالب کے اظہار کا موقع نہيں ديا ' تاھم جب آنحضرت کے وفاے عہد کے متعلق دريافت کيا گيا تو باوجوديکہ اوسکو آنحضرت کي پابندي عہد کا علم تھا ' ليکن ھرقل کو يہ کہکر در پردہ مشتبہ کردينا چاھا کہ " اسوقت تو ھملوگوں کے درميان معــاھدۂ صلح ھو گيا ھے ' خدا جانے وہ اسکو قائم رکھتے ھيں يا نہيں ؟ " چنانچہ ابوسفيان کو خود اعتراف ھے کہ اُسنے بہ ھزار دقت يہ موقع پيدا کيا تھا :

ما امکني من کلمة ادخل فيها شيئًا غير هذا - (٥)

ھرقل نے مجھے يہ موقع ھي نہيں ديا کہ اسکے سوا کسي اور سوال کے جواب ميں تدليس اور فريب کاري کرسکوں -

ان اسباب کي بنا پر اسلام تجارتي معاملات ميں روک ٹوک کرنے کا جائز حق رکھتا تھا - ليکن اسلام کي دہ سالہ فاتحانہ تاريخ ميں ايک موقع بھي ايسا نہيں پيش آيا جہاں اسلام کي کوہ شکن قوت کسي کاروباري ترازو سے ٹکرائي ھو - بلکہ اسکے خلاف اسلام نے عرب کے اندر تجارت کا بازار اور زيادہ گرم کرديا - زمانۂ جاھليت ميں اھل عرب نے خانہ کعبہ کے متصل ذوالمجنہ ' عکاظ ' ذوالمجاز ' وغيرہ متعدد بازار قائم کرليے تھے جو زمانۂ حج ميں تجارت کي اچھي خاصي منڈي بن جاتے تھے - اسلام نے چونکہ جاھليت کے اکثر شعائر مٹا ديے تھے ' اسليے اول اول صحابہ نے اون بازاروں سے

(١) بخاري جزو - ٣ - ص - ١١٨
(٢) بخاري جزو - ٦ - ص - ٣٥ -
(٣) بخاري جزو ٥ ص - ٧١
(٤) بخاري جزو ٥ ص - ٩١
(٥) بخاري جزو ٣ - ص - ١١٧ -

تجارتي نقطه نظر سے پسند نہیں کیا - لیکن خداے اسلام کو یه علحدگي [illegible] نبي نور صحابه کے اس طرز عمل کے متعلق یه آیت نازل هوئي

لیس علیکم جنـاح ان تبتغوا فضلا من ربکم -	اگر تم لوگ زمانهٔ حج میں خدا کے فضل یعنے تجارت سے فائده ارٹھار تو یه کوئي گناه کي بات نہیں -

مدینه میں یہودیوں کا مشہور قبیله بنو قینقاع زرگري کا پیشه کرتا تھا - اوس نے ایک بازار بھي قائم کرلیا تھا جو اونھیں کے نام سے مشہور تھا - بعض وقت اون لوگوں نے سر بازار مسلمانوں کے ساتھه اشتعال انگیز شرارتیں بھي کیں - چنانچه ایک مسلمان عورت کسي زیور کیلیے ایک سنار کي دکان پرآئي تو ایک یہودي نے پیچھے سے اکر اوسے بے پرده کردیا (١) لیکن ان لوگوں کے ساتھه بھي کسي قسم کا تعرض نہیں کیا گیا - بلکه خود حضرت فاطمه رضی الله عنہا کا مکان بھي اسي بازار کے متصل تھا ' اور اس تعلق سے خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم بھي اس بازار میں تشریف لاتے تھے - (٢) غالباً اسي همسائیگي کي بنا پر حضرت علي علیه السلام نے یہودیوں سے لین دین کے تعلقات پیدا کرلیے تھے - چنانچه جب اونھوں نے اپني دعوت ولیمه کرني چاهي ' اور اس غرض سے اذخر (ایک گھانس هوتي هے جو سناروں کے کام آتي هے) کاٹنے کیلیے نکلے که سناروں کے هاتھه بیچ کر اسکي قیمت سے دعوت کا سامان کریں ' تو قبیله بنو قینقاع هي کے ایک سنار کو اپنے ساتھه لے جانا چاها تھا - (٣)

خود آنحضرت کے معاملات و قرض کا تمام تر تعلق یہود اور کفار کے ساتھه تھا - چنانچه آپنے ایک یہودي کے یہاں اپني زره رهن رکھه کر کچھه غله خریدا تھا (٤) حالانکه ایک طویل سلسلهٔ جنگ کے زمانے میں آلات جنگ کو بہر حال محفوظ رکھا جاتا هے -

آنحضرت کے تمام خانگي اور ذاتي معاملات کا انتظام حضرت بلال کے متعلق تھا - یه انتظامات جس طرح انجام پاتے تھے ' اوسکا حال جس تفصیل سے خود حضرت بلال نے بیان کیا هے ' اوس سے ثابت هوتا هے که معاملات کے متعلق اسلام کسقدر بے تعصب اور فیاض تھا - حضرت بلال فرماتے هیں : " آنحضرت کے پاس کوئي سرمایه نہیں تھا - ابتداے بعثت سے تا دم وصال میں هي آپ کے مصارف کا انتظام کرتا تھا - چنانچه آپ کي خدمت میں جب کوئي برهنه تن مسلمان آجاتا تو میں آپ کے حکم سے جاکر پہلے قرض لیتا ' پھر اوس سے کپڑا خرید کر اوسکو پہناتا ' اور کھانا خرید کر کھلاتا تھا - اس معمول کو دیکھکر ایک دن ایک مشرک نے مجھه سے راه میں کہا که میں دولتمند آدمي هوں ' مجھي سے قرض لے لیا کرو ' اور کسي سے نه لو - چنانچه مینے اوسي سے معامله کرلیا - ایک دن وضو کرکے اذان دینے کیلیے اوٹھا تو مینے دیکھا که تاجروں کي ایک جماعت کے ساتھه وه آ رها هے - جب اوس نے مجھے دیکھا تو منه بنا کر نہایت سخت الفاظ میں کہا " اے حبشي ! تجھے معلوم هے که مہینه کب ختم هوگا ؟ " مینے کہا " اب ختم هي هوا چاهتا هے " اوس نے کہا " اب صرف چار دن رهگئے هیں - تم پر جو قرض هے ' اب وصول کرلونگا - نتیجه یه هوگا که جسطرح تم پہلے بکریاں چراتے پھرتے تھے اوسي طرح مفلس هوکر سرگشته پھروگے " مجھے یه سنکر نہایت رنج هوا - عشاء کے بعد جب حضور اقدس گھر میں تشریف لائے تو اذن طلب کرکے حاضر خدمت هوا ' اور عرض کیا که جس مشرک سے میں قرض لیا کرتا تھا ' اوس نے

(١) تاریخ ابن اثیر
(٢) بخاري جزو ' ٣ - ص - ٦٦ -
(٣) ابو داؤد جلد ٢ - ص - ٦٣ -
(٤) بخاري جزو ' ٦ - ص - ٥٦

آج مجھه سے نہایت سختي کے ساتھه گفتگو کي - نه آپ کے پاس کچھه هے ' نه میرے پاس که اوسکا قرض ادا کروں - وه میري عزت و آبرو کے پیچھے پڑ گیا هے - آپ مجھے اجازت دیجیے که کسي مسلمان قبیله میں اوسوقت تک کیلیے بھاگ جاوں جب تک خدا آپ کو قرض ادا کرنے کے قابل بنادے - یه کہکر میں آپ کي خدمت سے واپس آیا - تلوار ' ڈھال ' توشه دان ' اور پاپوش کو سرھانے رکھکر سوگیا ' اور صبح کاذب هونے کے ساتھه هي بھاگ نکلنے کا اراده کیا - اسي حالت میں ایک آدمي دوڑتا هوا آیا که تمہیں آنحضرت بلا رهے هیں - میں گیا تو چار اونٹنیاں بیٹھي هوئي نظر آئیں جن پر سامان لدا هوا تھا - آنحضرت نے فرمایا " قرض کے ادا کرنے کا سامان تو هوگیا - کیا تم نے اونٹنیاں نہیں دیکھیں ؟ پھر آپ نے فرمایا : تم اونکو مع اوس غله اور کپڑے کے جو اون پر لدا هوا هے لیجاؤ ' اور اوس سے قرض ادا کردو - فدک کے بادشاه نے ان کو میرے پاس بطور تحفه کے بھیجا هے - میں قرض دیکر پلٹا تو آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے پوچھا : " سب قرض ادا هوگیا " - مینے کہا : هاں ' اب کچھه باقي نہیں هے "

خارجي ممالک سے اهل عرب نے جو تجارتي تعلقات قائم کرلیے تھے ' اسلام پر اونکا نہایت مضر اثر پڑتا تھا - چنانچه عرب میں شام سے جو قافله غله لیکر آتا تھا وه اسـلام کیلیے نہایت خطرناک تھا - یہاں تک که آپ نے جب حضرت کعب بن مالک رضي الله عنه سے عدم شرکت غزوهٔ بتوک پر تمام اخلاقي تعلقات منقطع کرلیے ' اور تمام صحابه کو اون سے علحدگي کا حکم دیا ' تو اونکو شام کے ایک نبطي نے جو مدینه میں غله لیکر آیا تھا ' بادشاه غسان کا ایک خط دیا ' جسکا مضمون یه تھا :

قد بلغني ان صاحبک قد جفاک ' ولم یجعلك الله بدار هوان و لا مضیعة فالحق بنا نوالک (١)	مجھے معلوم هوا هے که تمہارے آقا نے تم پر ظلم کیا هے ' لیکن خدا تمکو ذلیل و برباد نہیں کریگا - تم هم سے مل جاؤ هم تمہارے ساتھه همدردي کرینگے -

اگر حضرت کعب بن مالک کے جوش اخلاص نے اس خط کو تنور میں نه ڈالدیا هوتا ' تو اسکا نتیجه صرف یہي نہیں هوتا که اسلام کے دائره سے ایک فرد نکل جاتا بلکه غزوات اسلامیه پر بھي اسکا نہایت مضر اثر پڑتا - با اینهمه اسلام کیوجه سے ان تاجروں کي گرم بازاري میں کوئي فرق نہیں آیا - بلکه ایک بار آپ نماز جمعه پڑھا رهے تھے - اسي حالت میں شام سے ایک قافله آ گیا - تمام مسلمان نماز چھوڑکر اوسکي طرف دوڑے ' اور آنحضرت صلی الله علیه و سلم کے ساتھه صرف ١٢ آدمي رهگئے - اسپر یه آیت نازل هوئي :

و اذا راوا تجارة او لهون انفضوا الیها و ترکوک قائما -	جب وه تجارت یا لهو کو دیکھتے هیں ' تو اوسکي طرف دوڑتے هیں اور تجھکو کھڑے کا کھڑا چھوڑ دیتے هیں - (٢)

مفسرین کرام نے " لهو " کي تفسیر میں لکھا هے که وه لوگ اعلان عام کیلیے گھنٹه بجاتے تھے - اس سے اونکي آزادي تجارت کا اندازه هوسکتا هے - افلاس کدهٔ عرب کي عام غذا تو کھجور اور جو کي روٹي تھي ' لیکن جو لوگ دولتمند هوتے تھے ' وه میده کي روٹي کھاتے تھے - لیکن اسکے لیے نہایت شوق کے ساتھه شام کے قافله کا انتظار کرنا پڑتا تھا - چنانچه جب وه قافله آتا تھا تو وه لوگ صرف اپنے لیے میده خرید لیتے تھے - باقي تمام گھر کا خرچ اوسي جو اور کھجور سے چلتا تھا (٣) - زمانهٔ اسلام میں بھي یہي حالت قائم رهي -

(١) بخاري جزو ٦ - غزوهٔ بتوک -
(٢) بخاري جزو ٣ - صفحه ٥٥ -
(٣) ترمذي - ص - ٢٩٤ -

٧١

چھیڑوں کے پاس جانا (متي ٩ : ١٦)

المسئلة والمناظرة

(النـــوم)

از روے طب قديم

گذشته اشاعت ميں به ضمن مذاكرهٔ علميه جناب نے جو تحقيقات نيند اور اسكي حقيقت كے متعلق شائع فرمائي هے ' اور حكماء يورپ كے مختلف اقوال و مذاهب كا خلاصه درج كيا هے ' اسے خاكسار نے نهايت دلچسپي اور ذوق سے پڑها - ليكن افسوس هے كه جو كچهه تحقيقات همارے طب قديم ميں اسكے متعلق موجود هے ' اسكے مقابلے ميں اس كي كوئي خاص وقعت محسوس نهوئي ' اور نه كوئي ايسا نيا حل پايا جو تحقيقات طبيهٔ قديمه سے بے نياز كردے - اگر اس راے كو " قدامت پرستي " كے الزام دهي كا آله نه بنايا جاے تو كها جا سكتا هے كه حكماء يورپ كي تحقيقات نے بجاے حل مشكلات و تسهيل مطالب كے اور زياده حقيقت كو مستور كر ديا هے -

جناب مجهے اجازت ديں كه نهايت مختصر طور پر طب قديم كي تحقيقات بهي اسكے متعلق عرض كردوں ' تا كه ارباب نظر و حكمت كے سامنے دونوں چيزيں به يک وقت آجائيں اور وه غور كر سكيں كه حقيقت سے اقرب كونسي راه هے ؟ بهت ممكن هے كه كوئي صاحب ان دونوں بيانات كو پڑهكر مزيد غور و فكر كريں ' اور ايک مفيد سلسله مباحث علميه كا اسپر مرتب كيا جا سكے - مذاكرهٔ علميه سے اصل مقصود يهي هے اور علمي معلومات و مذاق كو بغير اسكے نشؤ نما نهيں مل سكتي -

(تحقيقات طبيه)

النـــوم حال يعرض للحيوان ان يقف فيـه النفس عـن استعمـال الحواس الظـاهرة و الحـركات الارادية ' و يلزمه رجوع الــروح النفســاني و انقطــاعه عن الا لات الى المبدء ' لا بالكلية بل ينبعث فيه شي تسير اليها ' و بحسب ذالـک يكون استغراق النوم و عـــدم استغراقه -	نوم حيوان كے ايک حال كا نام هے ' اس ميں نفس حواس ظاهر اور حركات اراديه سے (جو مثل جواسيس و خدام هيں) كام لينے سے ركجاتا هے اور روح نفساني بهي به تتبع نفس نفوذ ظاهر سے باز رهتي هے ' اور مبدء سے الات كا تعلق مسدود هو جاتا هے - يه تعلق جسقدر مسدود هوگا اوسي قدر گهري نيندطاري هوگي -

اولاً يه امر ذهن نشين هوجانا چاهيئے كه دماغ مبدء قوة نفساني هے - حواس خمسهٔ ظاهره ' بصر ' سمع ' شامه ' ذوق ' لمس سيں اور اعصاب مثل جواسيس و الات كے هيں - معلومات حاصله كو حواس ظاهره حس مشترک كے حوالے كرديتے هيں - حس مشترک منجمله قواء دماغ ايک قوة هے جسكا فعل صرف احساس مدركات ظاهره هے - ان مدركات كي تركيب و تفصيل و اخذ معاني جزئيه دوسري دماغي قوة متصرفه كا فعل هے ' اور جلب نافع و هرب عن الضار ايک اور قوة دماغي كا فعل هے جسكو " محركه " كهتے هيں - حواس خمسه كي مثال ٹيليفون اور دوربين كي سي هے - يه هر دو الات مدرک بنفسه نهيں هيں جب تک كه كوئي ديكهنے والا يا سنے والا نه هو - اعصاب محركه مثل انجن كے هيں - جبتک اسكا كوئي چلانے والا نه هو وه بيكار محض هے -

معده كي بخارات رطبيه ودهنيه رگوں كے ذريعه سے بجانب دماغ متصاعد هوتے هيں ' اور تراكم كي شكل ميں متغير به طوبات هو جاتے هيں - يه رطوبت چونكه اعصاب كو مسترخي كر ديتي هے اسليے اجزاء دماغ و اعصاب ايک دوسرے پر منطبق هو جاتے هيں ' روح نفساني جو حامل قوة نفساني هے ان بخارات كے اختلاط سے كثيف هو جاتي هے ' اور تعلق مبدء كا الات سے منقطع هو جا تا هے ' كيونكه روح نفساني كا نفوذ مثل نفوذ شعاع شمس كے هے - جب هوا ميں دهواں ملجاتا هے ' تو دهوپ بهت هلكي هوجاتي هے - يا جب ابر آ جاتا هے تو سايه هو جاتا هے - اسيطرح ابتداء نوم ميں اصوات محسوس هوتي رهتي هيں ' جب اس تكدر روح اور اجزاء مانع وصول كا انطباق بجانب دماغ هو جاتا هے ' تو نائم مستغرق كو مناظر و اصوات و رائحه و ذائقه و خشونت و صلابت وغيره مستدرک نهيں هوتے - اسي ليے بچوں ' نوجوانوں ' مرطوب مزاجوں كو زياده اور گهري نيند آتي هے ' اور يابس المزاج كو كم آتي هے - حالت نوم ميں نفس كے ساتهه روح و اخلاط (موجبات حر) بهي بجانب باطن متوجه هو جاتے هيں ' اور ظاهر بدن ميں برودت هو جاتي هے ' يهي وجه هے كه نائم كو سردي زياده محسوس هوتي هے اور حالت خواب ميں زياده كپڑے اوڑهنے پڑتے هيں -

اضطرار الى النوم كي وجه يه هے كه طبيعة حالت بيداري ميں احساس اور حركت ارادي كے كمال كيطرف متوجه رهتي هے اور يه افعال روح كي حركت سے ظهور پذير هوتے هيں - حركت موجب تحلل هے - باوجوديكه بدل ما يتحلل هر آن هوتا رهتا هے ' مگر نه اسقدر نه تلافي مافات كو كافي هو - كيونكه روح اور خون كے ساتهه حرارة غريزي ظاهر بدن كيطرف مائل هوتي هے - بدينوجه افعال هضم و استحلال و تسئيل باطن بدن ميں بدرجه اتم نهيں هوتے - پس ايک ايسے وقفه كي ضرورت هے كه طبيعة بالكليه بجانب باطن متوجه هو كر افعال كي تكميل كرے اور اس سے اجتماع روح و قوى ' و استراحت تامه حاصل هو - اوسي توقف كا نام نيند هے -

محمد علي بيگ (دهلي)

(بقيه مضمون صفحه ۲۵ كا)

ان واقعات سے ثابت هوتا هے كه اسلام كسطرح غير مذهب كے تاجروں كا خير مقدم اور استقبال كيا كرتا تها - اور تجارتي آزادي كو كس طرح اس نے هر عهد اور هر دور ميں قائم ركها ؟

ليكن يه يورپ كي زبان ميں عهد وحشت تها - يه ان لوگوں كا دور تها جنهوں نے تلوار كے زور سے لوگوں كو اپنا حلقه بگوش بنايا ' جنكے پاس حق اور عدالت كي كوئي دعوة ايسي نه تهي جو تلوار كے سايے سے باهر بهي دنيا كو متوجه كرسكے ! با ايں همه يورپ كي تهذيب اور نوع پرستي كے منتهاء كمال كو بهي آج هم نهايت دلچسپي سے ديكهه رهے هيں - همارے سامنے اُن مقتولين كي لا تعد و لا تحصى فهرستيں هيں جو ميدان جنگ ميں نهيں بلكه امن و انزوا كي بستيوں ميں مارے گئے ' هم هر روز اُن جهازوں كي تباهي كا افسانه پڑهتے هيں جو ڈبو ديے گئے اسليے كه اسميں انسانوں كي ايک جمعيت اور انساني غذا كي ايک كافي مقدار تهي - هم اُن شريفانه اعلانات و مهذبانه عزائم كي سرگذشتيں سن چكے هيں جن ميں اپنے تفوق و عظمت كا سب سے بڑا ثبوت يه ديا جاتا هے كه دشمن كي انساني اباديوں كو بهوک اور افلاس سے يكسر قتل كر ديا جائيگا اور تجارتي راهيں تمام مسدود كردي جائيگي - پهر ان اعمال انسانية ' اُن افعال مدنية ' ان اعلانات شرافت ' پر فخر هے ' غرور هے ' ناز هے ' مسابقت هے ' منافست هے ' اور هر فريق مدعي هے كه اس نے سب سے زياده درندگي كي ' اور سب سے زياده انسانوں كو تسا اور چيرا اور پهاڑا - پهر آج عالم انسانية تمدن كيليے تشنه هے يا وحشت كيليے ؟ دنيا كے مستقبل كو پكارنا هے يا ماضي كو ؟

رینلڈ کی مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑي سي رهگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وپي پي اور ایک روپیه ۱۳ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکته

Imperial Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane, Bowbazar Calcutta.

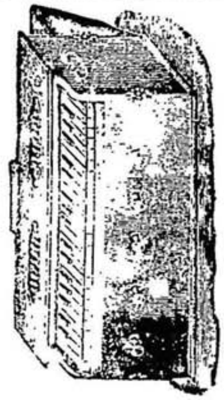

نصف قیمت اور

تبله انعام

همارا سائنس فکسن فورمٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گواسان لکڑي سے طیار کیا هوا ہے اسوجه سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماہ کیلیے یه قیمت رکھي گئي ہے - ایک مرتبه منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپني کسي کو دهوکا نہیں دیتي ہے - گرانٹي تین برس - سنگل ریڈ اصلي قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلي قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھه ایک گھڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھه ایک تبله و ڈگي انعام دیا جاریگا - هندي هارمونیم سکھها کا قیمت ایک روپیه ہے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا ہے که جسکي وجه سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یه دوا ان کھوئي هوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچھا نه هو تو همارا ذمه - کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا هوتا ہے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون' مرگي والا جنون' غمگین رهنے کا جنون' عقل میں فتور' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هو جاتا ہے که کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں هوتا که وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا - قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور نمره زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهد - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول - اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں - " مینے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - اینڈ - ایس - ایل - آر - سي - پي ایف - ایس - سي کوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- " نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بہت نفع بخش پایا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جارج اسپتال ارکاڈي بمبئي فرماتي هیں: " اوبھرالین جسکو که مینے استعمال کیا ہے " زنانه شکایتوں کیلیے بہت عمده اور کامیاب دوا ہے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

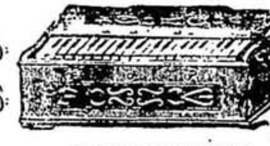

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتھه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot, 60, Srigopal Mallick Lane Bowbazar, Calcutta.

پوپن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا' یه دواکل دماغي شکایتونکو دفع کرتي ہے - پژمرده دلونکو تازه بناتي ہے - یه ایک نہایت مزدار ٹانک ہے جوکه یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پہونچتي ہے - مسکریه وغیره کو بھي مفید ہے چالیس گولیونکي بکس کي قیمت دو روپیه -

زینو تون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایکدم دور هو جاتي ہے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹھه آنه -

AYESHA

مفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑھنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مفت - مشوره مفت - فہرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البيان

في

مقاصد القرآن

هذا بيان للناس ' و هدى و رحمة لقوم يوقنون

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير ' از حضرة ايڈيٹر الہلال

اس تفسير ك متعلق صرف اسقدر ظاهر كرديني كافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اوسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے ' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرآن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ٦٤ اور زيادہ سے زيادہ ١٠٠ صفحے اعلى درجه كے كاغذ و سامان طباعت كے ساتھ شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پہلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمة تفسير اور نصف سورۂ فاتحه كي تفسير كا هوگا انشاء الله ١٥ - صفر كو شائع هوجائيگا - قيمت سالانه آخر محرم تك چار روپيه بعد كو پانچ - روپيه -

ايڈيٹر الہلال كي راے

ميں هميشه كلكته كے يوروپين فرم " جيمس مرے " كے يہاں سے عينك ليتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو ميسرز ام - ان - احمد - اينڈ سنز (نمبر ١-١٥ رپن اسٹريٹ كلكته) سے كئي مختلف قسم كي عينكيں خريد كيں ' اور ميں اعتراف كرتا هوں كه وه هر طرح بہتر اور عمده هيں ' او ريوروپين كارخانوں سے مستغني كرديتي هے - مزيد براں مقابلتاً قيمت بهي ارزاں هيں - كام بهي جلد اور وعده كے مطابق هوتا هے -

آپكو واجبي قيمت پر هر قسم كي اصلي پتهر كي عينك مضبوط صحيح وقت دينے والي گهڑيونكي ضرورت هو تو ان ميں سے ايك منگواكر آزمايش كريں - رعايتي قيمت وغيره كي لالچ ميں پڑ كر دهوكا نه اٹهائيں -

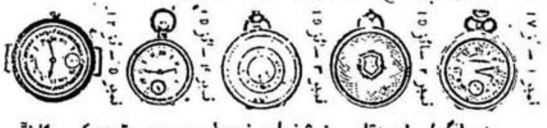

١ - انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحيح وقت كي گارنٹي ٣ سال مع محصول ٥ روپيه -

٢ - ڈبل كيس خوبصورت و مضبوط وقت كي سچي گارنٹي ٣ سال مع محصول ٦ روپيه -

٣ - چاندي كي ڈبل كيس مڈل كورائيزر كے وقت كي سچي گارنٹي ٣ سال مع محصول ١٠ روپيه -

٤ - نكل كيس و ميگا واچ نهايت پائدار و وقت كي نهايت سچي گارنٹي ٥ سال مع محصول ١٧ - روپيه -

٥ - نيو رسٹ واچ هاتهه كي زيب دينے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ١٥ - روپيه سے ٢٢ - روپيه تك -

صرف اپني عمر و دور و نزديك كي بينائي كي كيفيت تحرير فرمانے پر همارے لائق و تجربه كار ڈاكٹرونكي تجويز سے اصلي پتهر كي عينك بذريعه وي - پي كے ارسال خدمت كي جائيگي - اسپر بهي اگر آپ كے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل ديجائيگي -

عينك نكل كماني مع اصلي پتهر كے قيمت ٤ روپيه سے آٹهه روپيه تك -

عينك رولڈ گولڈ كماني مع اصلي پتهر كے قيمت دس روپيه سے پندره روپيه تك - محصول ڈاك وغيره ٦ - آنه -

دو نظر (يعني نزديك و دور ديكهنے) كي عينك قيمت بالا نرخوں سے ٥ روپيه زياده -

ايم - ان - احمد اينڈ سنز تاجران عينك و گهڑي نمبر ١ - ١٥ رپن اسٹريٹ ڈاكخانه ويلسلي كلكته

جسكا درد وهي جانتا هے ' دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بندوبست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكاليف سے پريشان هوتے هيں ' اور رات و دن سانس پهولنے كيوجه سے دم نكلے جاتے هيں ' اور نيند تك حرام هو جاتي هے -

ديكهيے ! آج اونكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء از قسم دهتوره ' بهنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' اے او دائڈ ' ديگر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو دركنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا انمول جوهر هے - يه صرف هماري هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاكر مداح هيں - آپنے بہت خرچ كيا هوگا ليكن ايك مرتبه ! يه بهي آزماليں - اسميں نقصان نہيں - قيمت ايك روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاك ٥ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں - (١) ايك خوراك ميں دمه دبتا هے - (٢) اور كچهه روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتك استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے -

ڈاكٹر ايس - كے - برمن - نمبر ٥ و ٦ تارا چند دت اسٹريٹ كلكته -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.